بسم الله الرحمن الرحیم

مقدمہ

فضیلۃ الشیخ دکتور عزیز بن فرحان العنزی/ حفظہ اللہ

الحمد للّٰه والصَّلاة والسلام علىٰ رسول اللّٰه ...أما بعد:

- جھاڑ پھونک سے علاج کی مشروعیت کتاب وسنت میں واردشدہ نصوص سے ثابت ہے، اور یہ علاج کی ان دوقسموں میں سے ایک ہے، جسے بروئے کار لانا مسلمان کے لیے اس وقت جائز ہے، جب شریعت کے قواعد وضوابط کی پاسداری کی جائے اور اصول وضوابط کوملحوظ رکھا جائے۔ نیز یہ صرف جائز اسباب میں سے ایک ہے، بھروسہ صرف اللہ ہی پر ہونا چاہیے۔
- جھاڑ پھونک کا رواج قدیم زمانہ میں بھی تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا تو آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اپنا جھاڑ پھونک آپ ﷺ پر پیش کریں۔ پس جو صحیح تھا اور شرک وبدعات سے خالی تھی آپ نے اسے برقرار رکھا اور جو باطل تھی یعنی جس میں شرکیہ کلمات یا بدعات وخرافات اور شرعی مخالفتیں تھیں، آپ نے اسے حرام قرار دیا۔

● سنت نبویہ میں جھاڑ پھونک سے متعلق احادیث بڑی ہی شرح وبسط سے وارد ہوئی ہیں۔ حضرتِ جبرئیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کو جھاڑ پھونک کیا، اور اللہ کے رسول محمد ﷺ بھی اپنے گھر والوں کی جھاڑ پھونک کرتے تھے۔ آپ ﷺ اپنے اصحاب کی جھاڑ پھونک کرتے اور انھیں جھاڑ پھونک کی تعلیم بھی دیتے تھے، جو دَم اور جھاڑ پھونک صحیح تھی، آپ انھیں اس پر قائم رہنے کا حکم فرماتے۔

● جب لوگوں کو جھاڑ پھونک کی ضرورت محسوس ہونے لگی اس کی وجہ یہ تھی کہ بعض کو روحانی اور جسمانی امراض لاحق ہونے لگے، اور بعض کو نفسیاتی اور عقلی امراض پیش آنے لگے تو اس باب میں بہت زیادہ بگاڑ اور خرابی پیدا ہوگئی اور بُری طرح سے بدعات وخرافات پھیلنے لگا، اس میدان میں بے بصیرت اور کورے لوگ داخل ہوگیے اور ایسا عمل انجام دینے لگے جو دجل وفریب اور شعبدہ بازی سے قریب تر تھا۔ یہاں تک کہ معاملہ بالکل ہی گڈ مڈ ہوگیا، صحیح اور غلط کا امتیاز قائم نہ رہ سکا اور لوگ خالص اور ملاوٹ کے فرق کو جاننے سے قاصر رہے، چنانچہ ایسے وقت میں لوگوں کو یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ:

☆ شرعی جھاڑ پھونک کے طریقے واضح کئے جائیں اور اسے ان خرافات اور عبث سے الگ کردیئے جائیں، جنہیں بعض نااہل لوگ جھاڑ پھونک کے نام پر انجام دے رہے تھے، جو خود بھی گمراہ ہوتے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ انھیں سیدھے راستے کی راہنمائی فرمائے۔

● اور الحمدللہ اس سلسلے میں قابل قدر کام بھی ہوا ہے، بہت سے طالبانِ علوم دینیہ نے اس باب میں بہت کچھ لکھا ہے، میرے علم کے مطابق اس سلسلے میں سب سے بہترین کتاب **فضیلۃ الشیخ جاسم حسین العبیدلی** کی ہے، جن کی کتاب کا نام ''**الرقية الشرعية أصول و مسائل**'' ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں سیدھے راستے پر استقامت کی توفیق بخشے۔

● اس کتاب کی اہمیت اس بات سے دوبالا ہوجاتی ہے کہ اس کے مؤلف لائق وفائق اور چنندہ طلبۂ علوم میں سے ایک ہیں، میرا ان کے ساتھ ایسا ہی حسنِ ظن ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ ہی انھیں بہتر جانتا ہے، اس میدان میں ان کو بیش بہا تجربہ حاصل ہے، جسے ہر خاص وعام اعتراف کرتا ہے اور انھیں شرعی علوم کا پختہ

ادراک بھی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ جھاڑ پھونک کے میدان میں انھیں ایک لمبا تجربہ بھی حاصل ہے۔ مؤلف نے صرف شرعی جھاڑ پھونک کے بیان وتوضیح پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ شرعی جھاڑ پھونک کرنے والوں کی بہت سی غلط قسم کی حرکتوں کی قلعی بھی کھول دی ہے، جو وہ اختیار کرتے ہیں، اور جو صحیح شرعی جھاڑ پھونک کے اصول و ضوابط کے خلاف ہیں۔ ساتھ ہی مؤلف موصوف نے امت کو آگاہ بھی کر دیا کہ وہ بدعات وخرافات اور حرام طریقہ پر علاج ومعالجہ سے پرہیز کریں۔ کتاب کے آخر میں مؤلف نے شرعی جھاڑ پھونک کے طریقۂ کار کی وضاحت فرمائی ہے۔ تاکہ ضرورت مند حضرات اِن طریقوں کو اپنا سکیں، اور شرعی خلاف ورزیوں سے بچ سکیں۔ ساتھ ہی مؤلف نے مریض اور مصیبت زدہ حضرات کو اپنے قیمتی نصیحتوں سے بھی نوازا ہے کہ وہ اپنا تعلق اللہ سے استوار کریں، اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کریں، اور جن ابتلاء وآزمائش سے وہ دوچار ہیں اس پر صبر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اجرِ عظیم کی امید رکھیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے مؤلف کے لیے مزید توفیق اور استقامت کے لیے دعا گو ہوں کہ مولائے کریم ان کی پیش کردہ تالیف میں برکت عطا فرمائے، دنیاوی زندگی میں انھیں رب کی برکتیں میسر ہوں اور اِس کارِ خیر اور عظیم خدمت کا ثواب ربِ کریم انھیں آخرت میں عطا فرمائے۔

وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه وسلم، والحمد لله أولاً وآخراً۔

راقم سطور

د: عزيز بن فرحان العنزى

سابق مدیر مرکز الدعوۃ والإرشاد دبي

صدر اکیڈمک بورڈ آف سیکورٹی کونسل جامعیہ قاسمیہ

مقدمہ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

● الحمد للّٰہ رب العالمین، والصّلاۃ والسّلام علٰی أشرف أنبیاء اللّٰہ والمرسلین نبینا محمّد و علٰی آلہٖ و صحبہٖ أجمعین... أما بعد:

یہ کتاب شرعی جھاڑ پھونک اور روحانی امراض جیسے جادو، نظرِ بد اور آسیب زدگی کے علاج کے سلسلہ میں ہے، میں نے اس کتاب کا نام رکھا ہے:

''شرعی جھاڑ پھونک: ضوابط واحکام''

● اس کتاب کے اندر میں نے قرآن مجید کی واضح آیات اور احادیثِ صحیحہ کو جمع کیا ہے، مسائل کی توضیح کے لیے میں نے محققین ائمہ کرام کے کلام سے بھی استفادہ کیا ہے اور اُن معلومات کو یکجا کیا ہے جو توحیدِ خالص کے نقوشِ راہ کی طرف لوگوں کی ہدایت کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہو، جن کی روشنی میں شرکیہ جھاڑ پھونک اور جادو کے طریقوں سے اجتناب واحتراز کیا جاسکے۔

● اس مجموعہ کی تدوین وترتیب میں میری یہ خواہش رہی ہے کہ شریعت کے اصول وضوابط اور عملی تطبیق کو اس طرح یکجا کردوں کہ حکمت اور مریضوں کے احوال کے عین موافق ہوں، اس باب میں تحریر کرنے والوں نے جو کچھ بھی تحریر کیا ہے، ان میں زیادہ تر صحیح شرعی اصول کا بنیادی فقدان ہے اور اگر اصول وضوابط کا بنیادی فقدان نہ بھی ہو تو عموماً جو تحریریں اس سلسلے میں نظروں سے گزری ہیں ان میں مشق وتجربہ کی قلت اور عدم استحکام کی جھلکیاں عیاں ہے، جس کی وجہ سے عملی مسائل کی وضاحت میں کوتاہی پائی جاتی ہے۔

● میں اپنے اس کام میں درجۂ کمال کو پہونچنے یا انفرادیت کا دعویٰ تو نہیں کرسکتا البتہ پہلے کے وہ تمام علمائے کرام جو صاحبِ تجربات تھے جنھوں نے اس فن میں تحریر کیا ہے، یا وہ جن کے ساتھ میں نے کچھ وقت گزارا ہے اور ان سے استفادہ کیا ہے، میں اس کتاب میں ان کا مرہونِ منت ہوں، اہلِ علم اور طلبۂ علوم کے مشوروں کا میں شدید محتاج ہوں، میں ان کے قیمتی مشوروں اور ان سے علمی استفادہ سے بے نیاز نہیں ہوسکتا، ہر کارِ خیر پر اللہ تعالیٰ انھیں اجر سے نوازے، ہمیں اور انھیں اللہ تعالیٰ دارِ کرامت میں یکجا کرے۔

● اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ ہمیں توفیق بخشے، راہِ حق کی راہنمائی فرمائے، ہماری کوششوں کو قبول فرمائے، وہی اللہ کارساز ہے اور قادرِ مطلق ہے۔ وہ اس کام کو میرے لیے میرے والدین اور اساتذہ و مشائخِ کرام کے لیے صدقۂ جاریہ بنائے، نیز اس مجموعہ کو تیار کرنے میں جن لوگوں نے بھی میری مدد کی ہے اور مجھے اپنے مفید مشوروں سے نوازا ہے، اللہ تعالیٰ سب کے لیے اسے صدقہ جاریہ بنائے۔

یہ کتاب دس فصلوں پر مشتمل ہے

پہلی فصل - شرعی جھاڑ پھونک: اوراس میں چار مباحث ہیں۔

پہلی بحث: رقیہ کی تعریف اور فرد وسماج کے لیے اس کی اہمیت وضرورت
دوسری بحث: جھاڑ پھونک کی شرطیں
تیسری بحث: جھاڑ پھونک کی مسنون صفتیں
چوتھی بحث: رقیہ کے سلسلہ میں اجتہاد کا حکم

دوسری فصل - اصول اورمہمات: اوراس میں آٹھ مباحث ہیں۔

پہلی بحث: رقیہ صرف چند افراد کے ساتھ خاص نہیں
دوسری بحث: رقیہ کرنے والے کی نیت
تیسری بحث: تم اللہ کو یاد رکھو وہ تمہاری حفاظت کرے گا
چوتھی بحث: نفسیاتی پہلو اور علاج میں اس کے اثرات
پانچویں بحث: شیطان کی تعظیم سے اجتناب
چھٹی بحث: صبر اور علاج میں اس کے اثرات
ساتویں بحث: بیماری کا مقابلہ اور اس سے بچاؤ
آٹھویں بحث: ہر نفع بخش چیز کا استعمال جائز نہیں

تیسری فصل - روحانی امراض کے علاج میں طبِّ نبوی کے اثرات

اوراس میں تین مباحث ہیں۔

پہلی بحث: طبّ ودوا کے معاملہ میں رسول اللہ ﷺ معصوم ہیں

دوسری بحث: کتاب وسنت میں وارد شدہ دوائیں

تیسری بحث: جائزاور تجربات سے ثابت شدہ دوائیں

چوتھی فصل - نظرِ بد: جادواور آسیب کی نشانیاں

اوراس میں دومباحث ہیں۔

پہلی بحث: بیماری کی تشخیص کاتعلق علمِ طبّ سے ہے نہ کہ علمِ غیب سے

دوسری بحث: نظرِ بد کا شکار، جادوزدہ اور آسیبی شخص کی پہچان کا طریقہ

پانچویں فصل - جنوں کی دنیا: اوراس میں پانچ مباحث ہیں۔

پہلی بحث: جنوں کے بارے میں ہماراعقیدہ

دوسری بحث: مرگی اورآسیب کی حقیقت

تیسری بحث: مرگی اورآسیب کاعلاج

چوتھی بحث: ان گھروں کا علاج جن میں جنّ وشیاطین سکونت پذیرہوں

پانچویں بحث: جنوں سے مدد مانگنے اوران سے سوال کرنے کا حکم

چھٹی فصل - نظرِ بد: اوراس میں دومباحث ہیں۔

پہلی بحث: نظرِ بد کا لگناحق ہے

دوسری بحث: نظرِ بد کا علاج

ساتویں فصل - جادو: اوراس میں پانچ مباحث ہیں۔

پہلی بحث: جادوکرنے کا گناہ

دوسری بحث: جادوگر کی نشانیاں
تیسری بحث: جادوزدہ شخص کا علاج اور جادو کو باطل اور ختم کرنے کا طریقہ
چوتھی بحث: جادو تلاشنے کے طریقے
پانچویں بحث: بار بار جادو کا لگنا، اور اس سے بچاؤ کا طریقہ

آٹھویں فصل - دورِ حاضر کا جادو

اور اس میں چھ مباحث ہیں۔

پہلی بحث: ریکی سے علاج
دوسری بحث: تخلیۂ روح یا روح کا جسم سے نکلنا
تیسری بحث: ڈاؤزنگ یا پنڈولم
چوتھی بحث: تنویمِ مقناطیسی
پانچویں بحث: دستخط یا گرافولوجی سے شخصیت شناسی
چھٹی بحث: ذہنی مواصلات

نویں فصل - رقیہ میں اور رقیہ کرنے والوں کی چند غلطیاں اور مخالفتیں

دسویں فصل - تجویز کیا ہوا علاج کا پروگرام

پہلی فصل

شرعی جھاڑ پھونک

پہلی بحث: رقیہ کی تعریف اور فرد وسماج کے لیے اس کی اہمیت وضرورت

دوسری بحث: شرعی جھاڑ پھونک کی شرطیں

تیسری بحث: جھاڑ پھونک کا مسنون طریقہ

چوتھی بحث: رقیہ کے سلسلہ میں اجتہاد کا حکم

پہلی بحث

رقیہ کی تعریف

اور فرد وسماج کے لیے اس کی اہمیت وضرورت

- اس کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: شرعی جھاڑ پھونک کی تعریف

رقیہ "عُوذة" کے معنی میں ہے یعنی دَم اور جھاڑ پھونک کو عوذة کہتے ہیں۔

رؤبة بن العجاج التميمی فرماتے ہیں۔ [1]

فما تركا من عُوذة يعرفانها ... ولا رقية إلا بها رقيانى [2]

ان دونوں نے کوئی جھاڑ پھونک اور شئ پناہ نہیں چھوڑی جسے وہ جانتے تھے اور نہ ہی کوئی ایسی جھاڑ پھونک تھی جس کے ذریعہ ان دونوں نے مجھے جھاڑ پھونک کیا نہ ہو۔

---

[1] رؤبة بن العجاج التميمی فخریہ شاعر؛ یہ بصرہ کے أعراب میں سے تھے، عربی لغت میں ان کا مقام وہی ہے جو جسم میں سر کو حاصل ہے۔ ۱۴۵ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ ملاحظہ فرمائیں: علامہ ذہبی کی کتاب "سیر اعلام النبلاء" (۳۰۱/٦)

[2] ملاحظہ فرمائیں: ابن منظور کی کتاب "لسان العرب" (۳۳۲/۱۴)

ابن اثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: رقیہ وہ دَم ہے جو صاحبِ آفت، مصیبت زدہ پر کیا جاتا ہے، جیسے کسی کو بخار آنا یا آسیبی اثرات کا شکار ہونا۔ [1]

اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: رقیہ ایسا کلام ہے جس سے ہر مرض سے شفاء حاصل کی جاتی ہے۔[2]

امام قرافی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: رُقٰـی (رقیہ کی جمع ہے) یہ وہ خاص الفاظ ہیں جن کے ذریعہ مہلک اسباب، بیماریوں اور مختلف قسم کے امراض سے شفاء یابی حاصل ہوتی ہے۔ان میں سے کچھ رقیہ تو جائز ہیں جیسے سورۃ الفاتحۃ اور معوّذتین، اور کچھ رقیہ ان میں ناجائز اور حرام ہوتی ہیں بلکہ کچھ جھاڑ پھونک تو کفریہ بھی ہوتی ہیں، جیسے زمانۂ جاہلیت کی جھاڑ پھونک۔[3]

□□□□□

[1] النهاية في غريب الحديث (۲/۲۵۴)

[2] فتح الباری (۴/۴۵۳)

[3] علامہ قرافی کی کتاب ''الفروق'' (۴/۱۴۷) مختصر تصرف کے ساتھ

دوسری قسم: فرد وسماج کے لیے جھاڑ پھونک کی اہمیت

شرعی جھاڑ پھونک کی بڑی اہمیت اور اس کے عظیم فوائد ہیں۔ جو درج ذیل نکات سے ظاہر ہوتے ہیں۔

☆ **پہلی چیز:** شرعی جھاڑ پھونک بڑا نیک عمل ہے، اس کا شمار بڑی عبادتوں میں سے بھی ہوتا ہے بلکہ یہ تو انبیائے کرام اور صالحین کے اعمال کا ایک حصہ ہے۔

اس سے متعلق شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: رقیہ افضل ترین عمل ہے، یہ انبیاء اور صالحینِ امت کے اعمال میں سے ہے۔ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور نیک لوگ اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق شیطانوں کو بنی آدم سے دفع کرتے تھے، حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام بھی اپنے متبعین کا علاج کرتے تھے اور ہمارے پیغمبر محمد ﷺ بھی صحابہ کرام کا علاج کرتے تھے۔[1]

ہمارے رسول حضرت محمد ﷺ نے اپنے عمل اور تعلیم کے ذریعہ جھاڑ پھونک کرنے کی ترغیب دی، چنانچہ:

- آپ ﷺ اپنے آپ پر دَم کرتے تھے۔
- آپ ﷺ اپنے اہلِ خانہ کی بھی جھاڑ پھونک کرتے تھے۔
- آپ ﷺ اپنے صحابۂ کرام کی بھی جھاڑ پھونک کرتے تھے۔

[1] مجموع الفتاویٰ ابن تیمیه (۱۹/۵۶-۵۷)

- جب رسولِ اکرم ﷺ کو کسی قسم کا مرض لاحق ہوتا تو آپ کی جھاڑ پھونک حضرتِ جبرئیل علیہ السلام کرتے تھے۔
- جس مرض میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کو دَم کرتی تھیں، آپ ﷺ کے لیے جھاڑ پھونک کیا کرتی تھیں۔

اس سلسلے میں جو احادیث اور واقعات ثابت ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

۱- ام المؤمنین حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ: رسول اللہ ﷺ کو جب کبھی کوئی تکلیف یا پریشانی لاحق ہوتی تو آپ اپنے اوپر معوّذات پڑھتے اور تُھک تُھکاتے، جب آپ کی تکلیف بڑھ جاتی، شدید درد ہوتا تو میں آپ کے لیے پڑھتی اور آپ کے ہاتھوں سے مسح کر دیتی، اس امید سے کہ برکت حاصل ہو۔[1]

۲- ایک روایت میں آپ فرماتی ہیں کہ: اللہ کے رسول ﷺ کے گھر میں جب کوئی بیمار پڑتا تو آپ ﷺ ان پر معوذات پڑھ کر تُھک تُھکا دیتے تھے۔ [2]

۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ: جب رسولِ اکرم ﷺ کو بیماری لاحق ہوتی تو حضرتِ جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ کی رقیہ کرتے تھے یہ کہتے ہوئے: ''بِسْمِ اللّٰهِ يُبْرِيكَ، وَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ يَشْفِيكَ، وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ، وَ شَرِّ كُلِّ ذِي عَيْنٍ''۔[3]

ترجمہ: میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو آپ کو مرض سے بری کردے اور ہر بیماری سے آپ کو شفاء دے اور ہر حاسد کے حسد اور شر سے آپ کو بچائے اور ہر بُری نظر والوں کی نظرِ بد سے آپ کو محفوظ رکھے۔

۴-حضرتِ خارجة بن الصلت التميمی سے روایت ہے وہ اپنے چچا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ: ہم لوگ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس سے آئے اور عرب کے ایک

---

[1] صحیح بخاری (۵۰۱۶) صحیح مسلم (۲۱۹۲)
[2] صحیح مسلم (۲۱۹۲)
[3] صحیح مسلم (۲۱۸۵)

قبیلہ کے پاس پہونچے تو ان لوگوں نے کہا: ہم لوگوں کو یہ خبر لگی ہے کہ تم اس آدمی (ﷺ) کے پاس سے خیر لے کر آئے ہو، تو کیا آپ کے پاس کوئی دوا یا کوئی جھاڑ پھونک ہے؟ اس لیے کہ ہمارے پاس ایک مجنون شخص[1] بیڑیوں میں جکڑا ہوا ہے۔ خارجہ بن صلت کے چچا کہتے ہیں، تو ہم لوگوں نے کہا: ہاں، پھر وہ کہتے ہیں کہ بیڑیوں میں جکڑا ہوا جو مجنون شخص تھا اسے لے کر لوگ آئے، مزید کہتے ہیں کہ میں اس پر تین دنوں تک صبح وشام سورہ فاتحہ پڑھتا رہا، جب میں سورہ فاتحہ ختم کرتا تو میں اپنے تھوک اکٹھا کرتا پھر میں اس پر تُھتکا تا، پھر تو وہ چنگا ہو گیا اور اس کا جنون جاتا رہا، راوی کا قول ہے کہ ان لوگوں نے بطورِ معاوضہ، کچھ عطا کیا تو میں نے کہا: نہیں میں نہیں لیتا، جب تک میں اس کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ سے دریافت نہ کرلوں، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: کھاؤ، یقیناً جس نے باطل رقیہ کے ذریعہ کھایا وہ غلط اور حرام ہے لیکن تم تو صحیح رقیہ کے ذریعہ کھا رہے ہو تو یہ غلط نہیں ہے۔[2]

۵- اور حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ: میرے ہاتھ پر شوربہ کا پیالہ گر گیا اور ہاتھ جل گیا، تو میری ماں مجھے لے کر رسولِ اکرم ﷺ کے پاس آئیں، ہم لوگ آپ کے پاس آئے اور آپ اس وقت آنگن میں تھے، مجھے یاد ہے کہ آپ فرما رہے تھے: [[أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ]] اے لوگوں کے رب! تو بیماری کو دور کردے، بلکہ مجھے زیادہ یاد آتا ہے کہ آپ فرما رہے تھے [[أَنْتَ الشَّافِيْ لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ]] تو ہی شفاء دینے والا ہے، تیرے علاوہ کوئی شفاء دے نہیں سکتا۔[3]

۶- اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے آلِ حزم کو سانپ کے ڈسنے پر جھاڑ پھونک کی رخصت عطا فرمائی۔[4] اور آپ ﷺ نے حضرت اسماء بنت عمیس سے فرمایا:

[1] المعتوه: اس مجنون کو کہتے ہیں، جس کی عقل زائل ہو چکی ہو۔ النهاية في غريب الحديث (۱۸۱/۳)

[2] سنن أبي داؤد (۳۹۰۱) علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۲۰۲۷)

[3] صحیح ابن حبان (۲۹۷۶) علامہ البانی رحمہ اللہ نے التعليقات الحسان على صحيح ابن حبان میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۲۹۶۵)

[4] رقية الحية: یعنی جب سانپ ڈنک مار دے تو جھاڑ پھونک کریں۔ عمدة القاری شرح صحيح البخاری (۲۶۷/۲۱)

کیا بات ہے کہ میں اپنے چچازاد بھائیوں کے جسموں کو کمزور دیکھتا ہوں، کیا وہ محتاجگی اور بھکمری سے دوچار ہیں؟ حضرتِ اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، نہیں! لیکن انھیں نظرِ بد بہت جلد لگ جاتی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: آپ ان کا جھاڑ پھونک کیا کریں، حضرتِ اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: وہ کلمات میں نے آپ ﷺ پر پیش کیں تو آپ ﷺ نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا: ٹھیک ہے، اس کے ذریعہ جھاڑ پھونک کرو۔ [1]

☆ دوسری چیز: شرعی جھاڑ پھونک دین کا مستحکم ڈھال ہے اور جادوگر اور دجل وفریب کرنے والوں کے لیے مضبوط بند ہے۔

- جادو، نظرِ بد اور آسیبی حرکات جیسے امراض زمانۂ قدیم سے لوگوں میں موجود ہیں اور یہ امراض ہمیشہ سے رہے ہیں، اگر لوگ شرعی جھاڑ پھونک کے ذریعہ اپنے اوپر دَم نہیں کریں گے تو ڈر ہے کہ کہیں وہ شرکیہ جھاڑ پھونک کے مرتکب نہ ہو جائیں، اور جھاڑ پھونک کے معاملہ میں اگر وہ اہلِ علم سے مناسب مشورہ اور صحیح راہنمائی نہیں پائیں گے تو بڑی آسانی سے لوگ جادوگروں اور گمراہ لوگوں کا شکار ہو جائیں گے اور یقینی طور پر ان ہی کے طریقوں پر چلنے لگیں گے۔

☆ تیسری چیز: شرعی جھاڑ پھونک مظلوم کی مدد، مصیبت زدہ افراد کو مصیبت سے رہائی دینے اور لوگوں کی حاجت برآری کا ایک ذریعہ ہے۔

- جو شخص جادو، آسیبی اثرات اور حسد جیسے اُمور میں مبتلا ہو تو بلا شبہ اسے ظلم وزیادتی لاحق ہوئی ہے، جس کے نتیجے میں صحت کی خرابی، جسمانی تھکاوٹ، عقل ودانش کا متاثر ہونا یا سلوک وکردار میں خبط الحواسی کا معاملہ درپیش ہونا لازمی ہے اور کبھی دور اندیش انسان حیران وپریشان ہو جاتا ہے، عقل منداور شرف وفضل والا انسان بھی بچوں جیسا برتاؤ کرنے لگتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ جس کی ایسی حالت ہو، اس کی مدد کرنا اور جھاڑ پھونک سے اس کی پریشانی دور کرنا شریعت میں مطلوب ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے رقیہ کے بارے میں فرمایا کہ: تم میں کا جو کوئی اپنے بھائی کو نفع پہونچا سکتا ہے تو اسے ایسا کرنا چاہیے۔ یعنی جھاڑ پھونک سے اس کی مدد کرنی چاہیے۔ [2]

[1] صحیح مسلم (۲۱۹۸)
[2] صحیح مسلم (۲۱۹۹)

● ایسا کرنا انسان کے اخلاقِ کریمانہ، اس کی عمدہ خصلت وعادت کا مظہر ہے، یہ بات انسانی مروت کے موافق اور مطابق نہیں کہ آپ کسی ایسے انسان کی جو آپ کی مدد کا محتاج ہو، آپ اس کی مدد نہ کریں۔ جھاڑ پھونک، مفید مشورہ اور صحیح تعلیمات سے اسے آشنا نہ کریں اور اسے بے یار و مددگار چھوڑ دیں۔

حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے دنیاوی تکالیف میں سے کسی مومن کی کوئی تکلیف دور کی تو اللہ تعالیٰ قیامت کی پریشانیوں سے اسے نجات دے گا، اس کی تکالیف کو دور کرے گا اور جس نے کسی تنگ دست، امرِ دشوار میں واقع انسان کے لیے آسانی فرمائی تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا و آخرت کے معاملات کو آسان فرما دے گا، اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بندہ کی اس وقت تک مدد کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔ [1]

علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مسلمان جب اپنے بھائی کے پاس آکر اس کی جھاڑ پھونک کرتا ہے تو وہ خیر اور بھلائی کے کام میں ہوتا ہے، کبھی اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ سے شفاء عطا فرماتا ہے تو ایسی صورت میں اس مریض کے لیے یہ مسلمان بہت بڑا احسان کرنے والا ثابت ہوتا ہے۔[2]

☆ چوتھی چیز: شرعی جھاڑ پھونک اصلاح کا ایک عظیم ذریعہ ہے۔

● شریعت کے نصوص سے اس بات کی صریح وضاحت ملتی ہے کہ جادو، آسیب وغیرہ کے باعث میاں بیوی میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے، اور مسلم گھرانہ بکھر جاتا ہے۔

شریعت کے ان نصوص میں سے بعض درج ذیل ہیں:

ا- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ ترجمہ: پھر لوگ ان سے وہ سیکھتے جس سے خاوند اور بیوی میں جدائی ڈال دیں، دراصل وہ بغیر اللہ کی مرضی کے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہونچا سکتے۔ (البقرۃ:١٠٢)

---

[1] صحیح مسلم (٢٦٩٩) مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (١٩/٤٩-٥٠) علامہ ابن تیمیہ نے بڑی ہی عمدہ باتیں اس باب میں بیان فرمائی ہیں۔

[2] فتاویٰ نور علی الدرب (٢/٤)

۲- حضرتِ جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ: اللہ کے رسول محمد ﷺ نے فرمایا: ابلیس اپنا عرش پانی پر رکھتا ہے، پھر اپنے لشکر کو بھیجتا ہے، ابلیس سے سب زیادہ قریب وہ ہوتا ہے جو سب سے بڑا فتنہ گر ہو، پھر ان میں کا ایک آ کر کہتا ہے کہ: میں نے ایسا ایسا کام کیا، ابلیس کہتا ہے تو نے کچھ بھی نہیں کیا۔ پھر کوئی آ کر کہتا ہے میں نے فلاں کو نہیں چھوڑا یہاں تک کہ اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق ڈال دی، تو ابلیس اس شیطان کو اپنے سے نزدیک کر کے کہتا ہے تم کیا ہی اچھے ہو، حدیث کے راوی اعمش رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میرا خیال یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ ابلیس اسے اپنے سے چمٹا لیتا ہے۔[1]

● جادو، حسد اور شیطانوں کے ذریعہ میاں بیوی میں تفریق، خاندان اور فیملی کے درمیان تفریق و انتشار یہ ایک مسلمہ امر ہے جو ناقابلِ انکار ہے۔ اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے عدمِ واقفیت ناممکن ہے۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جو خاندانی اصلاح کے میدان میں کام کرتے ہیں، اگر انہیں ان مسائل کے بارے میں واقفیت ہو تو ان کے ذریعہ وہ دلوں کو یکجا کرنے، میاں بیوی کے درمیان الفت ومحبت قائم کرنے، طلاق کے معاملہ پر روک لگانے اور اس طرح کی دیگر نیکیاں انجام دے سکتے ہیں، بہت سے خاندان ایسے ہیں جو جادو، نظرِ بد اور حسد کی وجہ سے تفرقہ کا شکار ہوگیے۔ بہت سی میاں بیوی جو آپس میں الفت ومحبت سے رہتے تھے، ایک دوسرے سے سخت نفرت کرنے لگے، تو کیا قرآنی آیات اور رسول اکرم ﷺ کی دعاؤں سے ان کا علاج کیا گیا؟

☆ پانچویں چیز: شرعی جھاڑ پھونک دعوت اِلی اللہ کا ایک عظیم باب ہے۔

● ہمارے رسول ﷺ کا مریض کی عیادت کا یہ طریقہ تھا کہ آپ مریضوں کو اللہ کی دعوت دیتے اور انھیں دینِ اسلام کی طرف راغب کرتے تھے۔

حضرتِ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ: ایک یہودی غلام رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتا تھا، جب وہ بیمار ہوا تو اللہ کے نبی ﷺ اس لڑکے کی عیادت کے لیے تشریف لے گیے۔ آپ ﷺ

[1] صحیح مسلم (۲۸۱۳)

اس کے سر کے پاس بیٹھے اور اس سے فرمایا: ''تو اسلام قبول کر لے'' اس غلام نے اپنے والد کی طرف دیکھا، جو اس کے پاس ہی تھا۔ اس یہودی باپ نے اپنے بیمار بیٹے سے کہا: ابو القاسم ﷺ کی اطاعت کر، ان کی بات مان لے، چنانچہ اس نے اسلام قبول کر لیا۔ نبی کریم ﷺ وہاں سے نکلے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہے جس نے اسے آتشِ دوزخ سے بچالیا۔[1]

● **کامیاب جھاڑ پھونک کرنے والا:**

وہ شخص ہے جو لوگوں کی جھاڑ پھونک کو دعوت اِلی اللہ کا ذریعہ بنائے، انھیں خیر کی تعلیم دے، ان کا تعلق ان کے خالق کے ساتھ استوار کرائے، اور ان میں یہ عقیدہ راسخ کرے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کی وہ ذات ہے، جس کے اختیار میں نفع ونقصان ہے۔ پریشان حال جب اللہ کو پکارتا ہے تو صرف وہی اس کی پکار کو سنتا ہے۔ اور مصیبتوں کو دور کرتا ہے، جھاڑ پھونک کرنے والے یا ڈاکٹر اللہ کی اجازت اور مرضی کے بغیر کسی قسم کا نفع پہونچانے کا اختیار نہیں رکھتے، اور یہ شیطانوں کے خلاف مدد ونصرت کا بہترین ذریعہ ہے۔ نظرِ بد اور جادو سے شفاء حاصل کرنا اللہ کی اطاعت وفرماں برداری سے ہی ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہی پناہ مانگی جائے، اللہ کی نافرمانی اور معصیت کے کاموں سے دور رہا جائے۔

● سب سے بڑی ناکامی اور حصولِ شفاء میں تاخیر کے عظیم اسباب میں سے یہ ہے کہ جھاڑ پھونک کرنے والا مریض کا تعلق خالق سے ختم کرا کے اپنے آپ سے جوڑ دے۔ اور ساتھ ہی ساتھ مریض کو اس وہم میں مبتلا کردے کہ اس بیماری سے نجات اور شفاء صرف اسی جھاڑ پھونک کرنے والے کے ذریعہ سے ہی مل سکتی ہے۔

☆ **چھٹی چیز: شرعی جھاڑ پھونک: حفظانِ صحت، شیطانوں کے شر سے تحفظ، جادو، نظرِ بد اور حسد سے بچنے کا ایک ذریعہ ہے۔**

● شرعی دَم اور نبوی تحفظات، ایک مضبوط ڈھال اور مسلمانوں کی ایک مضبوط زرہ ہے، جو اللہ تعالیٰ کی اجازت سے مخلوقات میں سے جن وانس اور زمین کے چوپاؤں کے شر سے نظرِ بد اور جادو سے بھی اسے اللہ تعالیٰ کے حکم سے محفوظ رکھتی ہیں، اس سلسلہ میں بہت سی احادیث موجود ہیں۔ ان میں سے بعض درج ذیل ہیں:

---

[1] صحیح بخاری (۱۳۵۶)

۱- حضرتِ عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ: ایک بارش کی رات ہم لوگ نکلے، سخت تاریکی تھی، ہم رسول اللہ ﷺ کو تلاش کررہے تھے تاکہ آپ ہمیں نماز پڑھائیں، تو ہم لوگوں نے آپ ﷺ کو پالیا، آپ نے پوچھا: کیا تم لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ تو میں نے کچھ بھی جواب نہیں دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: کہو، تو میں نے کچھ نہیں کہا، پھر آپ نے کہا: کہو، تو میں نے کچھ نہیں کہا، پھر آپ نے کہا: کہو، تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول میں کیا کہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم صبح وشام کرو، تو تین مرتبہ ﴿قل هو الله أحد﴾ اور معوذتین پڑھ لیا کرو۔ اور یہ تینوں سورتیں تمہارے لیے ہر چیز سے کافی ہوں گی۔[1]

۲- حضرتِ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کا ایک کھلیان تھا،[2] جس میں کھجوریں تھیں۔ اور حضرتِ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اس کی نگرانی پر مامور تھے، انھوں نے دیکھا کہ کھجوریں کم ہوتی جارہی ہیں، تو اس کی پہرے داری کرنے لگے، دریں اثناء دیکھا کہ ایک چوپایہ ہے جو بالغ لڑکا کی شکل میں ہے، حضرتِ ابیؓ بن کعب کہتے ہیں میں نے اسے سلام کیا تو اس نے سلام کا جواب دیا، پھر میں نے اس سے پوچھا، تم کون ہو؟ جنات یا انسان۔ اس نے جواب دیا کہ جن ہوں، حضرتِ ابیؓ بن کعب نے اس سے کہا تم اپنا ہاتھ مجھے دو، تو اس نے اپنا ہاتھ مجھے دیا تو دیکھا کہ اس کا ہاتھ کتوں کے ہاتھ اور بالوں کی طرح تھا۔ حضرتِ ابیؓ بن کعب نے پوچھا: کیا جنوں کی پیدائش ایسی ہی ہوتی ہے؟ تو اس نے کہا: جنوں کو یہ پتہ ہے کہ ان میں مجھ سے بھی زیادہ قبیح ہیں۔ پھر حضرتِ ابیؓ بن کعب نے اس جن سے کہا تم نے جو کیا ہے اس پر تمہیں کس چیز نے آمادہ کیا؟ اس جن نے کہا: ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ ایسے آدمی ہیں جو صدقہ کو پسند کرتے ہیں، تو ہماری خواہش ہوئی کہ آپ کے کھانے میں سے ہم بھی کچھ لے لیں، حضرتِ ابیؓ بن کعب نے اس سے پوچھا: وہ کون سی چیز ہے جس کے ذریعہ ہم تم سے نجات پاسکتے ہیں؟ اس نے کہا: یہ آیت یعنی آية الكرسی، پھر دوسرے دن حضرتِ ابیؓ بن کعب اللہ کے نبی ﷺ کے پاس گیے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے

---

[1] سنن أبي داؤد (۵۰۸۲) اور صحيح الترغيب والترهيب میں علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۶۴۹)

[2] الجُرن: اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں کھجور خشک کی جاتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں: النهاية في غريب الحديث (۲۶۳/۱)

اس واقعہ کو بیان کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: خبیث نے سچ کہا۔[1]

۳- حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ: ایک آدمی اللہ کے نبی محمد ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا، اے اللہ کے رسول! گزشتہ رات ایک بچھو نے مجھے ڈنک مار دیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم شام کے وقت کہہ لیتے: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، لَمْ تَضُرَّكَ" [2]
ترجمہ: مخلوق کے شر سے میں اللہ کے مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں، تو تمہیں کچھ نقصان نہیں پہونچا پاتا۔

۴- حضرتِ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے، جس نے تین مرتبہ کہا: بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ترجمہ: میں اس اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، جس کے نام کے ساتھ زمین وآسمان کی کوئی چیز تکلیف نہیں پہونچا سکتی اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔
تو اسے کوئی تکلیف اور مصیبت لاحق نہیں ہوسکتی۔ یہاں تک کہ وہ صبح کرلے اور جو صبح کے وقت اس دعا کو تین مرتبہ پڑھ لے تو شام تک اسے کوئی چیز تکلیف نہیں دے سکتی۔ اور نہ ہی وہ اچانک کی بلاء سے دوچار ہوگا۔[3]

ایک فائدہ: اہلِ علم کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ آفات ومصائب کے آنے سے پہلے شرعی دعائیں اور نبوی معوّذات کا ورد بھی جھاڑ پھونک میں شامل ہے۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ شروع میں رقیہ کی تعریف ''عُوذَةٌ'' سے کی گئی ہے۔

ابن العربی رحمہ اللہ نے کہا کہ: اس بارے میں صحیح بات یہ ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ آفت وبلا کے نزول سے قبل جھاڑ پھونک کرتے تھے اور آفتوں سے بچاؤ کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنے کا حکم فرماتے تھے۔[4]

---

[1] عمل اليوم والليلة للنسائی (۹۶۰) علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۳۲۴۵)
[2] صحیح مسلم (۲۷۰۹)
[3] سنن أبي داوٗد (۵۰۸۸) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحيح الجامع میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۶۴۲۶)
[4] المسالك في شرح مؤطا مالك (۷/۴۳۱)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''بَابُ النَّفْثِ فِی الرُّقْیَةِ'' ''رقیہ میں پھونکنے کا باب'' اور اس ضمن میں انھوں نے حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو بیان فرمایا کہ: نبی ﷺ سونے سے قبل اپنی حفاظت کی خاطر معوّذات پڑھتے۔ حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں پر ﴿قل هو اللّٰه أحد﴾ اور ﴿معوذتين﴾ پڑھ کر اپنی دونوں ہتھیلیوں پر پھونکتے، اور پھر اسے اپنے چہرہ پر اور جہاں تک ہتھیلی جاسکتی اپنے جسم کے اعضاء پر پھیر لیتے تھے۔ [1]

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: بَابُ مَاجَاءَ فِی الرُّقْیَةِ بِالْمُعَوِّذَتَیْنِ ''معوذتین سے جھاڑ پھونک کیے جانے کا باب'' اور اس ضمن میں انھوں نے حضرتِ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان فرمائی کہ: اللہ کے رسول ﷺ سونے سے پہلے اپنی حفاظت کی خاطر جن وانس کی نظرِ بد سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے، یہاں تک کہ معوذتین کی دونوں سورتیں نازل ہوئیں، جب یہ دونوں سورتیں نازل ہوئیں تو آپ ﷺ نے انھیں لے لیا اور ان کے علاوہ کو چھوڑ دیا۔ [2]

☆ ساتویں چیز: شرعی جھاڑ پھونک اللہ کی مرضی و مشیت سے تمام طرح کی بیماریوں سے شفاء یابی کا ذریعہ ہے۔

● کچھ لوگوں کی بدگمانی ہے کہ قرآن سے شفاء صرف آسیب، جادو، نظرِ بد کی علاج کے لیے ہی خاص ہے، لیکن بات ایسی نہیں ہے۔ بلکہ قرآن مجید تمام قسم کی بیماریوں کے لیے شفاء ہے۔ خواہ ان بیماریوں کا تعلق جسم و جان یا روح و عقل سے ہو اور دلوں کے امراض خواہ شکوک وشبہات یا خواہشات سے ہوں، اس سلسلہ میں درج ذیل دلائل ہیں:

۱- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلاَ يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا﴾

ترجمہ: یہ قرآن جو ہم نازل کر رہے ہیں مومنوں کے لیے تو سراسر شفاء اور رحمت ہے۔ ہاں! ظالموں کو بجز نقصان کے اور کوئی زیادتی نہیں ہوتی۔ (الاسراء: ۸۲)

[1] صحیح بخاری (۵۷۴۸)

[2] سنن ترمذی (۲۰۵۸) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۴۹۰۲)

۲- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿يَآ أَيُّهَا النَّاسُ قَدْجَآءَ تْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ﴾ ترجمہ: اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں ان کے لیے شفاء ہے۔(یونس:۵۷)

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: پس یہ اللہ کی کتاب ہے، جس میں نفع بخش شفاء ہے، اور یہ عظیم ترین شفاء ہے، حالانکہ اس سے شفاء حاصل کرنے والے بہت کم لوگ ہیں، جن کی طبیعت میں بگاڑ اور فساد ہے، ان کا بگاڑ اور بھی بڑھتا ہے اور ظالموں کے لیے خسارہ ہی خسارہ ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کا ذکر واذکار کرنا، اللہ کی طرف متوجہ ہونا، اس سے توبہ کرنا، نماز کے لیے جلدی کرنا، بندے کی وہ صفات ہیں جن سے بہت سے بیمار شفاء یاب ہوئے، بہت سے مریضوں کو افاقہ ہوا، قرآن ان دواؤں کی طرح کام آیا جو دوائیں شفاء یابی میں قرآن کا مقابلہ نہیں کرسکتیں، باوجود اس کے کہ آپ بیشتر لوگوں کو دیکھیں گے کہ (قرآن سے) شفاء حاصل کرنے میں ان کا کوئی حصہ اور نصیب نہیں ہے۔ [1]

۳- حضرتِ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، انھوں نے فرمایا کہ: نبی کریم ﷺ کے صحابہ کی ایک جماعت کسی ایک سفر پر نکلی، یہ لوگ قبائلِ عرب میں سے کسی قبیلہ کے پاس پہونچے، انھوں نے ان سے ضیافت کی درخواست کی، لیکن انھوں نے مہمان نوازی نہیں کی، اس قبیلہ کے سردار کو کسی زہریلے جانور نے ڈنک ماردیا تھا، اس کی شفاء یابی کی خاطر ان لوگوں نے ہر ممکن کوشش کی، لیکن کوئی بھی تدبیر نفع بخش ثابت نہ ہوسکی، ان میں سے بعض نے مشورتاً کہا: اگر تم لوگ اس جماعت کے پاس جاتے جو تشریف لائے ہوئے ہیں، ہوسکتا ہے ان میں سے کسی کے پاس اس کا علاج موجود ہو، چنانچہ وہ لوگ صحابۂ کرام کے پاس آئے، اور کہنے لگے: ہمارے سردار کو کسی زہریلے جانور نے ڈنک ماردیا ہے۔ اور ہم نے ہر طرح کی کوشش کی، لیکن کچھ بھی فائدہ نہیں ہوا، تو کیا آپ لوگوں میں سے کسی کے پاس کچھ ہے؟ صحابۂ کرام میں سے کسی نے کہا: ہاں! اللہ کی قسم! میں جھاڑ پھونک کرتا ہوں، لیکن اللہ کی قسم ہم لوگوں نے تم لوگوں سے ضیافت کی درخواست

[1] مفتاح دار السعادة (۱/۲۵۰)

کی لیکن تم لوگوں نے ہماری ضیافت نہیں کی، میں تم لوگوں کے لیے جھاڑ پھونک کرنے والا نہیں، یہاں تک کہ اس کام پر ہمارے لیے معاوضہ [1] متعین کردو، صحابۂ کرام کی جھاڑ پھونک کرنے والی جماعت نے ان سے چند بکری کے معاوضہ پر معاملہ طے کر لیا، چنانچہ قبیلہ کے رئیس کی جھاڑ پھونک کرنے لگے اور سورۃ الفاتحہ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ﴾ پڑھ کر دم کرنے لگے، گویا کہ وہ قید سے نکال دیا گیا [2] اس نے عافیت محسوس کی، وہ چلنے لگا اور اسے کسی قسم کی تکلیف اور بیماری کا احساس نہ رہا۔ [3] راوی کہتے ہیں کہ حسب وعدہ ان لوگوں نے معاوضہ ادا کیا، تو صحابۂ کرام میں سے بعض نے کہا: اس معاوضہ کو تقسیم کر لیں، جھاڑ پھونک کرنے والے نے جواب دیا: ایسا نہ کرو، یہاں تک کہ ہم لوگ اللہ کے نبی ﷺ کے پاس جائیں اور ان سے یہ واقعہ بیان کریں، پھر دیکھیں گے کہ آپ ﷺ اس سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں؟ وہ لوگ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئے اور اس واقعہ کو بیان کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (تجھے کیسے پتہ چلا کہ سورہ فاتحہ دَم اور جھاڑ پھونک ہے؟) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: (تم لوگوں نے صحیح کیا، اس معاوضہ کو آپس میں تقسیم کر لو اور اپنے ساتھ میرا بھی حصہ لگاؤ) پس رسولِ اکرم ﷺ ہنس پڑے۔ [4]

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اس بیماری میں اس دوا نے ایسا اثر دکھایا اور بیماری کو اس طرح زائل کر دیا جیسے کوئی بیماری تھی ہی نہیں، اور یہ بہت آسان دوا تھی۔ اگر بندہ بغرضِ علاج سورہ فاتحہ کے ذریعہ علاج کرے تو مرض کی شفاء یابی میں حیرت انگیز تاثیر دیکھے گا۔ میں نے مکہ مکرمہ میں ایک مدت تک قیام کیا، مجھے کئی طرح کی بیماریاں لاحق ہوگئیں، مجھے نہ ڈاکٹر ملا اور نہ کوئی دوا، بالآخر میں اپنا علاج سورہ فاتحہ سے کرنے لگا، میں نے اس کے تعجب خیز اثرات دیکھے، جب کسی کو کوئی تکلیف ہوتی تو میں اس کے لیے بھی یہی نسخہ تجویز کرتا، اور ان میں سے بہت سے لوگ جلد ہی شفاء یاب ہو جاتے۔ [5]

---

[1] الجُعل: انسان کے کام پر جو معاوضہ متعین کیا جائے۔ عون المعبود (۳۹۳/۱۰)

[2] نُشط من عقال: یعنی قید سے نکال دیا گیا۔ عون المعبود (۳۹۴/۱۰)

[3] ما به قلبة: اسے کسی قسم کی تکلیف اور بیماری کا احساس نہ رہا۔ النهاية في غريب الحديث (۹۸/۴)

[4] صحیح بخاری (۲۲۷۶)

[5] الداء والدواء (۹)

● **ایک اہم تنبیہ:**

شرعی جھاڑ پھونک کے ذریعہ علاج کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ کوئی شخص کسی جسمانی امراض کا شکار ہو جائے تو وہ طبّی علاج چھوڑ دے۔ بلکہ بہتر یہ ہے کہ دونوں ہی طرح کا علاج جاری رکھے۔ یعنی شرعی علاج اور طبّی علاج۔ اللہ کے نبی ﷺ نے ہمیں شرعی جھاڑ پھونک کی تعلیم دی ہے۔ نیز آپ ﷺ نے ادویہ کے ذریعہ بھی علاج و معالجہ کا حکم دیا ہے۔

حضرتِ اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اللہ کے بندو! دوا کیا کرو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کسی بیماری کو نازل نہیں کرتا، مگر اس کے ساتھ اس کی شفاء کو بھی نازل کرتا ہے۔ سوائے موت اور بڑھاپے کے۔ [1]

□□□□□

[1] مسند أحمد (١٨٤٥٥) صحیح الجامع میں علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (٢٩٣٠)

دوسری بحث
جھاڑ پھونک کی شرطیں

- شرعی جھاڑ پھونک کے لیے کچھ ضروری شرطیں ہیں، جن کا پاس و لحاظ رکھنا بے حد ضروری ہے۔ بغیر اس کے جھاڑ پھونک کرنا صحیح نہیں۔ عنقریب میں اسے مختصراً اور تفصیلاً آگے بیان کروں گا۔

☆ **اول: شرعی جھاڑ پھونک کی اجمالی شرطیں:**

پہلی شرط: جھاڑ پھونک قرآن مجید یا نبوی دعاؤں یا اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات سے کیا جائے۔

دوسری شرط: اس جھاڑ پھونک میں کسی قسم کا کوئی شرک نہ ہو اور نہ ہی وہ کسی شرک کا ذریعہ ہو۔

تیسری شرط: یہ عقیدہ رکھا جائے کہ جھاڑ پھونک میں بذاتِ خود کوئی تاثیر نہیں ہوتی بلکہ اللہ کی مشیئت اور اس کی مرضی سے اس میں اثر پیدا ہوتا ہے۔

چوتھی شرط: جھاڑ پھونک کے کلمات عربی زبان میں ہوں۔ یا اگر وہ غیر عربی زبان میں ہوں تو ان کلمات کے معنی واضح ہوں۔ مبہم نہ ہوں۔

پانچویں شرط: جھاڑ پھونک میں جادو اور جادوگروں کی مشابہت نہ ہو۔ علامہ بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اس جھاڑ پھونک سے روکا گیا ہے، جس میں شرک پایا جائے۔ یا اس جھاڑ پھونک میں سرکش شیطانوں کا

تذکرہ ہو، یا پھر عربی زبان کے علاوہ میں ہو، جس کی اصلیت اور حقیقت کا ادارک نہ ہو سکے، ورنہ ہوسکتا ہے کہ اس کے ذریعہ جادو یا کفر، انسان سے سرزد ہو جائے، لیکن جو جھاڑ پھونک قرآنِ کریم کی آیات سے ہو یا اللہ عزوجل کے ذکر واذکار سے ہو تو ایسی صورت میں یہ جھاڑ پھونک جائز، مباح اور مستحب ہے۔ اس لیے کہ اللہ کے نبی ﷺ بھی اپنے اوپر معوّذات کے ذریعہ جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے۔[1]

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: تین شرطوں کے ساتھ جھاڑ پھونک کے جائز ہونے پر علمائے کرام کا اجماع ہے۔

یہ کہ جھاڑ پھونک اللہ تعالیٰ کے کلام، اس کے اسمائے حسنیٰ اور اس کی صفتوں کے ذریعہ ہو۔ عربی زبان میں ہو یا غیر عربی زبان میں، بشرطیکہ اس کے معانی ومفاہیم واضح اور معلوم ہوں۔ اس کے ساتھ یہ بھی عقیدہ ہو کہ جھاڑ پھونک میں بذاتِ خود کوئی تاثیر نہیں ہوتی بلکہ اللہ کی مرضی ومشیت سے ہی وہ جھاڑ پھونک مؤثر اور قابل نفع ہوسکتی ہے۔[2]

☆ دوم: جھاڑ پھونک کی تفصیلی شرطیں:

پہلی شرط: جھاڑ پھونک اللہ کی کتاب قرآنِ مجید کے ذریعہ ہو یا رسول اکرم ﷺ سے وارد دعا و اذکار سے ہو یا اللہ کے اسماء وصفات سے ہو۔

☆ قرآن کریم سے جھاڑ پھونک کی مثالیں:

پورا قرآن شفاء ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (الاسراء:۸۲) ترجمہ: یہ قرآن مجید جو ہم نازل کررہے ہیں مومنوں کے لیے تو سراسر شفاء اور رحمت ہے۔

---

[1] شرح السنة (۱۵۹/۱۲)

[2] فتح الباری (۱۹۵/۱۰)

اللہ تعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے:﴿ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ﴾(فصلت:۴۴)

ترجمہ: اے پیغمبر ﷺ! آپ کہہ دیجئے کہ یہ قرآن تو مومنوں کے لیے ہدایت اور شفاء ہے۔

مسلمان کے لیے جائز ہے کہ قرآن کی آیتوں میں سے جو چاہے وہ پڑھے اور ان میں سب سے عظیم شئ جس کے ذریعہ رقیہ کرسکتا ہے، وہ ہے:

۱- فاتحة الكتاب۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ﴾ (الحجر:۸۷) ترجمہ: یقیناً ہم نے آپ کو سات آیتیں دے رکھی ہیں جو کہ دہرائی جاتی ہیں اور عظیم قرآن بھی دے رکھا ہے۔

حضرتِ ابوسعید بن المعلی رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: (میں تمھیں ایک سورہ سکھاؤں گا جو قرآن مجید کی عظیم سورہ ہے، قبل اس کے کہ تم مسجد سے نکلو) آپ نے میرا ہاتھ پکڑا پھر جب آپ نے نکلنے کا ارادہ کیا تو میں نے آپ سے کہا: کیا آپ نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں تمھیں قرآن مجید کی ایک عظیم ترین سورہ سکھاؤں گا۔ تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ یہ سات آیتوں والی ہے اور قرآن مجید ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔[1]

حضرتِ ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے جو اس بارے میں بالکل ہی صریح اور واضح ہے۔ حضرتِ ابوسعید کہتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ کے صحابہ کی ایک جماعت کسی ایک سفر پر نکلی، یہ لوگ قبائل عرب میں سے کسی قبیلہ کے پاس پہونچے، انھوں نے ان سے ضیافت کی درخواست کی، لیکن انھوں نے مہمان نوازی نہیں کی، اس قبیلہ کے سردار کو کسی زہریلے جانور نے ڈنک ماردیا تھا، اس کی شفاء یابی کی خاطر ان لوگوں نے ہر ممکن کوشش کی، لیکن کوئی بھی تدبیر نفع بخش ثابت نہ ہوسکی، ان میں سے بعض نے مشورتاً کہا: اگر تم لوگ اس جماعت کے پاس جاتے جو تشریف لائے ہوئے ہیں، ہوسکتا ہے ان میں سے کسی کے پاس

[1] صحیح بخاری (۴۴۷۴)

اس کا علاج موجود ہو، چنانچہ وہ لوگ صحابۂ کرام کے پاس آئے، اور کہنے لگے: ہمارے سردار کو کسی زہریلے جانور نے ڈنک مار دیا ہے۔اور ہم لوگوں نے ہر طرح کی کوشش کی، لیکن کچھ بھی فائدہ نہیں ہوا، تو کیا آپ لوگوں میں سے کسی کے پاس کچھ ہے؟ صحابۂ کرام میں سے کسی نے کہا: ہاں! اللہ کی قسم! میں جھاڑ پھونک کرتا ہوں، لیکن اللہ کی قسم ہم لوگوں نے تم لوگوں سے ضیافت کی درخواست کی، لیکن تم لوگوں نے ہماری ضیافت نہیں کی، میں تم لوگوں کے لیے جھاڑ پھونک کرنے والا نہیں، یہاں تک کہ اس کام پر ہمارے لیے معاوضہ متعین کردو، صحابۂ کرام کی جھاڑ پھونک کرنے والی جماعت نے ان سے چند بکری کے معاوضہ پر معاملہ طے کرلیا، چنانچہ قبیلہ کے رئیس کی جھاڑ پھونک کرنے لگے اور سورۃ الفاتحۃ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ پڑھ کر دَم کرنے لگے، گویا کہ وہ قید سے نکال دیا گیا۔اس نے عافیت محسوس کی، وہ چلنے لگا اور اسے کسی قسم کی تکلیف اور بیماری کا احساس نہ رہا۔راوی کہتے ہیں کہ حسبِ وعدہ ان لوگوں نے معاوضہ ادا کیا، تو صحابۂ کرام میں سے بعض نے کہا: اس معاوضہ کو تقسیم کرلیں، جھاڑ پھونک کرنے والے نے جواب دیا: ایسا نہ کرو، یہاں تک کہ ہم لوگ اللہ کے نبی ﷺ کے پاس جائیں اور ان سے یہ واقعہ بیان کریں، پھر دیکھیں گے کہ آپ ﷺ اس سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں؟ وہ لوگ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئے اور اس واقعہ کو بیان کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (تجھے کیسے پتہ چلا کہ سورہ فاتحہ دَم اور جھاڑ پھونک ہے؟) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: (تم لوگوں نے صحیح کیا، اس معاوضہ کو آپس میں تقسیم کرلو اور اپنے ساتھ میرا بھی حصہ لگاؤ) پس رسولِ اکرم ﷺ ہنس پڑے۔[1]

اگر مریض بیٹھ کر اس عظیم سورہ (الفاتحہ) کو پڑھنے لگے پورے یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور حُسنِ ظن رکھتے ہوئے، اور ایسا کئی مرتبہ کرے اور ہر مرتبہ اسے ختم کرکے اپنے اوپر دَم کرے تو اسے یقیناً بہت عظیم فائدہ حاصل ہوگا، جس کا اسے گمان بھی نہیں ہوسکتا۔اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمام قسم کی بیماریوں

[1] صحیح بخاری (۲۲۷۶) اس میں واردشدہ الفاظ کی توضیح پہلے گزر چکی ہے۔

سے یہ عظیم سورہ اُسے شفاء دے گی۔ جیسا کہ علامہ ابن القیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: ''اگر بندہ سورہ فاتحہ کے ذریعہ اچھی طرح سے علاج کا اہتمام کرے تو شفاء کے باب میں یقیناً وہ تعجب خیز اثرات دیکھے گا''۔ [1]

اورمزید علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: سورہ فاتحہ، ام القرآن، بار بار پڑھی جانے والی سات آیتیں، مکمل شفاء، نفع بخش دوا، مکمل جھاڑ پھونک، مالداری اور فوز وفلاح کی کنجی، طاقت وقوت کی بقا کا سبب، صدمہ، غم والم اور خوف وہَرَ اس کے خاتمے کا ذریعہ ہے۔ ہر اُس شخص کے لیے جس نے اس کی اہمیت کو سمجھا اور اس سورہ کا حق ادا کیا اور اپنی بیماری کا علاج اس سورہ سے نہایت عمدہ طریقے سے کیا اور اس کے ذریعہ علاج، شفاء پانے کا طریقہ معلوم کیا اور اس راز کو جانا جس کی وجہ سے اس سورہ کو یہ مقام حاصل ہے۔

اور بعض صحابہ کرام کے ساتھ جب اس قسم کا واقعہ پیش آیا تو انھوں نے ڈنک مارے ہوئے انسان کی جھاڑ پھونک کی تو وہ اسی وقت ٹھیک ہوگیا۔ پس رسول اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: تجھے کیسے پتہ کہ سورہ فاتحہ جھاڑ پھونک ہے؟ [2]

۲- آیۃ الکرسی:

لوگوں کے جھاڑ پھونک میں تاثیر پیدا کرنے والی عظیم آیتوں میں سے آیۃ الکرسی ایک ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو، جب کہ یہ اللہ کی کتاب قرآن مجید کی سب سے عظیم آیت ہے۔

حضرتِ اُبَی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اے ابوالمنذر! کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے پاس موجود اللہ کی کتاب میں سے کون سی آیت عظیم ترین ہے؟ حضرتِ اُبَی بن کعب کہتے ہیں کہ: میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں، آپ ﷺ نے پھر فرمایا: اے ابوالمنذر! کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے پاس موجود اللہ کی کتاب میں سے کون سی آیت سب سے عظیم ہے؟

حضرت اُبَی بن کعب کہتے ہیں میں نے کہا: ﴿اَللّٰهُ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ (البقرۃ:۲۵۵)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے۔

---

[1] الداء والدواء (ص:۹)

[2] زاد المعاد (۳۱۸/۴)

حضرتِ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: آپ ﷺ نے میرے سینے پر مارا۔ اور فرمایا: ابوالمنذر! اللہ کی قسم! تم کو علم مبارک ہو۔[1]

مریض کو اس بات کی نصیحت کی جائے کہ وہ اس آیت کو بار بار پڑھے، اللہ تعالیٰ کے حکم سے جادو کو باطل کرنے اور شیطانوں کو سرنگوں اور خائب وخاسر کرنے میں اسے بہت ہی زیادہ موثر پائے گا۔[2]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: شیطانوں کے خلاف جس سے مدد حاصل کی جاسکتی ہے، وہ عظیم آیت ''آیۃ الکرسی'' ہے۔ علاوہ ازیں بہت سے تجربہ کنندگان کے بے شمار تجربات ہیں کہ شیطانی شر کو روکنے کے لیے آیۃ الکرسی ایک نسخۂ کیمیا ہے۔ جو شیطانوں کے احوال و کیفیات کو باطل اور کالعدم کرنے کے لیے اس کے اثرات مسلم ہیں۔ انسان اور آسیب زدہ شخص سے شیطان کو بھگانے میں اس کی عظیم تاثیر ہے، اور شیطان جن لوگوں کی مدد کرتا ہے مثلاً: ظالم، غصہ کرنے والا، خواہشِ نفس کا پیروکار اور لہو ولعب کا رسیا، رقص وسرور والے۔ جب ان حضرات پر صدق دل سے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی جائے تو شیطان مذکورہ لوگوں سے دور ہوجائے گا۔ شیطان کی ہر چال ناکام ہوجائے گی اور برادرانِ شیطان کے پاس جو شیطانی کشف وکرامات ہوتے ہیں، وہ بھی باطل ہوجائیں گے۔ شیاطین اپنے اولیاء اور اپنی اتباع کرنے والوں کو

---

[1] صحیح مسلم (۸۱۰)

[2] **ایک فائدہ:** بلاشک وشبہ مصیبت زدہ کے علاج کے لیے زیادہ دنوں تک جھاڑ پھونک کرتے رہنا بہت زیادہ مفید ہے۔ لیکن اگر مریض دوران جھاڑ پھونک آسیبی اثر سے دوچار ہوجائے یا اسے جلن یا کرنٹ کا احساس ہو اور اس کی صحت زیادہ جھاڑ پھونک کی متحمل نہ ہو تو ایسی صورت میں اس کی جھاڑ پھونک کم کی جائے۔ کیوں کہ بعض حالات میں دواؤں کی کثرتِ استعمال سے بھی مریض کو نقصان ہوتا ہے۔ جیسے کہ حاملہ عورت اگر اسے مرگی ہو تو اس کی جھاڑ پھونک کرنے میں احتیاط برتی جائے۔ اور اس کا رقیہ لمبا نہ کیا جائے تاکہ اس کے حمل کو کچھ نقصان نہ ہو، خاص طور سے اس وقت تک جب تک اس پر مرگی جاری رہے۔ اسی طرح بعض وہ مریض جنھیں کینسر ہو، ان کے ساتھ بھی بیان کردہ حالات کے مطابق معاملہ کیا جائے۔ کیوں کہ جسم پر کسی بھی قسم کی تھکان کا دباؤ جسم کو مزید کمزور کردیتا ہے، تو ضروری ہے کہ مرگی اور تھکا دینے والی کیفیت پائی جانے کے وقت حکمت ودانائی سے رقیہ کیا جائے۔ جیسے کہ صبح سویرے پندرہ منٹ رقیہ کی جائے، پھر مریض آرام کرے۔ پھر اس کے ایک گھنٹہ یا اور بعد میں دوسری مرتبہ رقیہ کی جائے۔ البتہ رقیہ کرنے میں مریض پر سختی نہ کی جائے۔ واللہ اعلم

بعض ایسی باتوں کا مشاہدہ کراتے ہیں جنہیں نادان قسم کے لوگ اللہ کے ولیوں کی کرامتیں سمجھ بیٹھتے ہیں، حالانکہ ایسا نہیں ہوتا بلکہ یہ تو شیطانوں کی اپنے گمراہ دوستوں، راہِ حق سے بھٹکے ہوئے لوگوں کے لیے تلبیس اور عیاری ومکاری ہوتی ہے۔[1]

۳- **معوذات**: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾.

یہ مذکورہ تینوں سورتیں یعنی تینوں معوذات تمام قسم کی بیماریوں کے علاج میں بڑی تاثیر رکھتی ہیں، جادو کی کاٹ، نظرِ بد کی تکلیف اور شیطانوں کے شر کو دور کرنے میں مؤثر ہیں۔ اور مریض کو چاہیے کہ ان معوذات کو بار بار پڑھے۔ اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اور اللہ کی مرضی سے اس کی تاثیر پر یقین رکھتے ہوئے ان سورتوں کے اختتام پر اپنے اوپر دَم کرے۔

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو جب کوئی مرض یا تکلیف لاحق ہوتی تو آپ اپنے اوپر معوذات پڑھتے، جب آپ کی بیماری بڑھ گئی تو میں آپ کے لیے اسے پڑھتی اور برکت کی امید کرتے ہوئے آپ کے ہاتھ سے ہی مسح کرتی۔[2]

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید اور دعاؤں کے ذریعہ جھاڑ پھونک کرنا مستحب ہے، رسول اکرم ﷺ نے معوذات کے ذریعہ جھاڑ پھونک کیا ہے، اس لیے کہ معوذات منجملہ تمام مکروہات اور ناپسندیدہ اشیاء سے پناہ طلب کرنے کو شامل اور جامع ہیں، اس میں مخلوقات کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کی گئی ہے، اس میں تمام چیزیں شامل ہیں، اسی طرح گرہوں میں پھونکنے والی عورتوں اور جادوگرنیوں کے شر سے پناہ طلب کیا گیا ہے، حاسدوں کے حسد اور شیطانوں کے وسوسے کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کی گئی ہے۔ واللہ أعلم [3]

[1] مجموع فتاوی (۱۹/۵۳-۵۶)

[2] صحیح بخاری (۵۰۱۶) صحیح مسلم (۲۱۹۲)

[3] شرح صحیح مسلم (۱۴/۱۸۳)

سنتِ نبوی سے جھاڑ پھونک کی مثالیں

رسول اکرم ﷺ کو جامع کلمات دیئے گیے ہیں۔ چند اور جامع دعائیں یہاں ذکر کی جارہی ہیں:

۱- بِسمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ، مِنْ كُلِّ شَيءٍ يُؤْذِيكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ، أَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ، اَللّٰهُ يَشْفِيكَ، بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ''۔ [1] ترجمہ: اللہ کے نام سے میں تجھے دَم کرتا ہوں، ہر اس چیز کے شر سے جو تجھ کو ایذاء پہونچائے، ہر نفس کے شر سے اور حسد کرنے والی آنکھ سے، اللہ تعالیٰ تم کو شفاء دے، اللہ تعالیٰ کے نام سے میں تجھے جھاڑ پھونک کرتا ہوں۔

۲- سات مرتبہ یہ دعا پڑھیں: أَسْأَ لُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَّشْفِيَكَ''۔[2]

ترجمہ: میں اس اللہ سے سوال کرتا ہوں جو سب سے بڑا ہے اور جو عرش عظیم کا رب ہے کہ وہ تجھے شفاء بخشے۔

۳- جھاڑ پھونک کرنے والا مریض کے جسم پر اپنے ہاتھ سے مسح کرتے ہوئے کہے: ''اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ أَذْهِبِ الْبَأْسَ، اشْفِهِ وَ أَنْتَ الشَّافِيُ، لاَ شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ

[1] صحیح مسلم (٢١٨٦)

[2] مسند احمد (٢١٣٧) صحيح الترغيب والترهيب میں علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (٣٤٨٠)

سَقَمًا ''۔[1] ترجمہ: اے میرے اللہ! لوگوں کے رب! تکلیف دور کردے، اسے شفاء دے تو ہی شفاء دینے والا ہے، تیری شفاء کے علاوہ کوئی شفاء نہیں ہے، ایسی شفاء دے جو بیماری کو ختم کردے۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: جو شخص ان دعاؤں اور معوذات کا تجربہ کرے، وہ اس کا فائدہ جان لے گا، اور یہ بھی سمجھ لے گا کہ ان دعاؤں کی کس قدر سخت ضرورت ہے۔ یہ دعائیں نظرِ بد کے اثر کو روکتی ہیں۔ دعا پڑھنے والے کا ایمان جس قدر مضبوط و مستحکم ہوگا، اسے اسی قدر فائدہ نصیب ہوگا۔ جھاڑ پھونک کرنے والے کے **نفس کی قوت وصلاحیت اللہ پر توکل کی طاقت، اس کے دل کا ثابت قدم رہنا یہ سب ہتھیار ہیں اور ہتھیار اپنے چلانے والے کے اعتبار سے کارگر ہوتا ہے۔** [2]

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات سے جھاڑ پھونک:

قرآن مجید کی بعض سورتیں، قرآنی آیتیں اور مسنون دعائیں اسی قبیل سے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے ذریعہ اللہ سے دعا مانگنا، اس لیے کہ جھاڑ پھونک کا تعلق دعا سے ہے۔ جن میں سے بعض کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

مسلمان کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات پر مشتمل مطلق دعا پڑھے، گرچہ قرآن وسنت میں وہ الفاظ وارد نہ ہوا ہو۔ مثلاً وہ یہ کہے:

- اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الشَّافِي اشْفِنِيْ: اے اللہ! تو ہی شفاء دینے والا ہے، تو مجھے شفاء دے۔
- اَللّٰهُمَّ أَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ أَبْطِلْ مَا أَصَابَنِيْ مِنْ سِحْرٍ وَاصْرِفْ عَنِّيْ ضُرَّ الشَّيْطَانِ۔ یعنی: اے اللہ! تو ہر چیز پر قادر ہے، جو مجھے جادو لاحق ہوا ہے، تو اسے باطل کردے، اور

[1] صحیح بخاری (۵۷۴۳) صحیح مسلم (۲۱۹۱)

[2] زاد المعاد (۱۵۶/۴)

شیطان کے ضرر کو مجھ سے پھیر کر دے۔

البتہ یہ عقیدہ رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اس طرح اور اس شرط کے ساتھ دعا کرے کہ ان دعاؤں کی ان مسنون دعاؤں پر کوئی فضیلت وفوقیت حاصل نہیں ہے، جن دعاؤں سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جاتی ہے۔ جیسے مسنون اوراد ووظائف وغیرہ۔[1]

دوسری شرط: جھاڑ پھونک کی شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ اس میں کوئی شرک اور شرک تک پہنچنے کا کوئی بھی ذریعہ نہ ہو۔

حضرتِ عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم زمانۂ جاہلیت میں جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے، تو ہم لوگوں نے رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ اس سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنی جھاڑ پھونک مجھ پر پیش کرو، جھاڑ پھونک میں کوئی حرج اور مضائقہ نہیں جب تک کہ اس میں کوئی شرک نہ ہو۔[2]

یہ حدیث جھاڑ پھونک کے جائز ہونے پر دلالت کرتی ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ شرک سے خالی ہو۔

☆ شرکیہ جھاڑ پھونک کی چند مثالیں:

۱- تعویذ[3] گنڈا، دھاگہ وغیرہ کا جسم پر باندھنا یا لٹکانا شفاء یابی اور مصائب ومشکلات کو دور کرنے کے لیے۔

حضرتِ عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس ایک جماعت آئی، آپ ﷺ نے نَو لوگوں سے بیعت کی۔ اور ایک شخص کی بیعت سے رُک گیے، لوگوں نے کہا: اے اللہ

[1] شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے مجموع الفتاویٰ (۲۲/۵۱۰-۵۱۱) میں اس مسئلہ کی وضاحت فرمائی ہے۔

[2] صحیح مسلم (۲۲۰۰)

[3] التميمة: پناہ حاصل کرنے کے لیے انسان جسے لٹکاتا ہے، الصحاح للجوهري (۵/۱۸۷۸)

تمیمہ: میں وہ سب کچھ داخل ہے، جسے انسان خیر کے حصول اور شر سے بچاؤ کے لیے جسم پر لٹکاتا ہے خواہ وہ ضررِ نظرِ بد یا حسد یا جادو کی وجہ سے ہو۔ اور یہ تمیمہ، تعویذ، موتیوں کا مالا، ہار، ہڈیوں اور دیگر معدنیات سے ہو، یا وہ قرآنی آیات سے لکھی ہوئی تعویذ ہی کیوں نہ ہو، پھر بھی راجح قول کے مطابق ناجائز ہے۔ ملاحظہ فرمائیں: فتاویٰ نور علی الدرب، شیخ ابن باز رحمہ اللہ (۱/۳۴۱)

کے رسول ﷺ! آپ نے نو لوگوں سے بیعت کی اور اسے چھوڑ دیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس پر تعویذ و گنڈا ہے تو اس نے اپنے ہاتھ سے اُتار پھینکا، پھر آپ ﷺ نے اس سے بیعت کی، اور فرمایا: ''مَنْ عَلَّقَ تَمِیْمَةً فَقَدْ اَشْرَكَ'' جس نے تعویذ و گنڈا لٹکایا اس نے شرک کیا۔[1]

۲- جن وشیاطین سے مدد طلب کرنا بھی شرک ہے، خواہ وہ جن مسلم ہوں یا کافر۔ گرچہ اس سے لوگوں کی منفعت، خیر کا یا پھر دوسروں کو تکلیف اور نقصان پہونچانے کا ارادہ ہو۔[2]

اور یہ درج ذیل دلائل کی روشنی میں ممنوع ہے:

پہلی دلیل: اللہ تعالیٰ کا یہ قول عام ہے: ﴿وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا﴾ (الجن:٦) ترجمہ: بات یہ ہے کہ چند انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے، جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گیے۔

دوسری دلیل: اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی عام ہے: ﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعاً يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُم مِّنَ الإِنسِ وَقَالَ أَوْلِيَآؤُهُم مِّنَ الإِنسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَبَلَغْنَآ أَجَلَنَا الَّذِىٓ أَجَّلْتَ لَنَا قَالَ النَّارُ مَثْوَاكُمْ خَالِدِينَ فِيهَآ إِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ﴾ (الانعام:١٢٨)

ترجمہ: اور جس روز اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو جمع کرے گا (کہے گا) اے جنوں کی جماعت! تم نے انسانوں میں سے بہت سے لوگوں کو اپنا پیروکار بنا لیے، جو انسان ان کے ساتھ تعلق رکھنے والے تھے وہ کہیں گے، اے ہمارے پروردگار! (دنیا میں) ہم نے ایک دوسرے سے فائدہ حاصل کیا تھا، اور ہم اپنی اس

[1] مسند احمد (١٧٤٢٢) علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (٤٩٢)

[2] یہ مسئلہ ان مسائل میں سے ایک ہے جن میں بعض جھاڑ پھونک کرنے والوں کے قدم لڑکھڑا گیے ہیں اور میں نے اسے علیحدہ طور پر ایک خاص بحث میں نہایت ہی شرح وبسط کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ (ص:١٩٦-٢١٣)

معین میعاد تک آپہونچے جوتو نے ہمارے لیے معین فرمائی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تم سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے، جس میں ہمیشہ رہوگے۔ ہاں! اگر اللہ ہی کو منظور ہو(تو دوسری بات ہے) بے شک آپ کا رب بڑی حکمت والا، بڑا علم والا ہے۔

اس آیت سے متعلق شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: ''الإِسْتِمْتَاعُ بِالشَّيْءِ'' یعنی کسی چیز سے فائدہ حاصل کرنا یہ ہوتا ہے کہ متمتع اس چیز سے فائدہ حاصل کرے اور اپنے مطلوب، مراد، اور خواہش کے مطابق اسے پالے، انسان کا جنوں سے استفادہ کرنا اس طرح ہوتا ہے کہ امور غیبیہ سے متعلق خبروں کی واقفیت کے لیے ان سے مدد حاصل کرتے ہیں، جس طرح کاہن خبریں دیتے ہیں۔ اس لیے کہ انسانوں میں بھی ایسے لوگ ہوتے ہیں، جن کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس کے ذریعہ انھیں سرداری، حکمرانی اور مال ومتاع وغیرہ حاصل ہو۔[1]

ابن أبي العز الحنفي رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: انسانوں کا جنوں سے فائدہ حاصل کرنا یہ ہے کہ وہ اپنی حاجات کی تکمیل کرے، اس کے حکموں کی بجا آوری کرے، اور جن چیزوں کا تعلق غیب سے ہے ان کے بارے میں خبر دے وغیرہ اور جنوں کا انسان سے فائدہ اٹھانا یہ ہے کہ انسان اس کی تعظیم کرے، اس سے مدد طلب کرے اور اس کی فرماں برداری کرے۔[2]

☆**تیسری دلیل**: جنوں سے مدد طلب کرنا یہ بھی کہانت کی ایک قسم ہے۔ اگر کاہن گمشدہ چیز کی جگہ کے بارے میں بتاتا ہے، تو جنات سے مدد طلب کرنے والے جنات کے اوپر اعتماد اور بھروسہ کی وجہ سے کاہنوں سے کہیں زیادہ بڑھ چڑھ کر بتلاتا ہے، جادو کی جگہ اور جادو کرنے والے کے بارے میں جاننے کا دعویٰ کرتا ہے اور جسے نظرِ بد لگی ہو اس کے لیے وہ مناسب دوا بتاتا ہے، مرض کے خطرات کو واضح کرتا ہے اور مریض کے راز واسرار کو بھی بیان کرتا ہے، بایں معنیٰ کہانت کی صفت کا وہ زیادہ حقدار ہے۔

---

[1] مجموع الفتاویٰ (۱۳/۸۲-۸۳)

ملاحظہ ہو ص: ۱۹۶-۲۱۳ 'جنوں سے مدد طلب کرنے کا حکم' سے متعلق شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا مذہب وموقف۔

[2] شرح الطحاوية (۲/۷۶۶)

ابن الأثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''**کاھن**'' زمانۂ مستقبل میں کائنات سے متعلق خبر دیتا ہے اور اسرار ورموز کی معرفت کا دعویٰ کرتا ہے۔عرب میں کچھ کاہن تھے۔مثلاً شق، سطیح وغیرہ۔بعض کا یہ دعویٰ تھا کہ جنات اس کے تابع ہیں، جو اسے غیب کی باتیں بتاتے ہیں، اور بعض کا یہ دعویٰ تھا کہ اسباب کی ابتدائی علامات کی بنیاد پر وہ حقائق کی معرفت رکھتا ہے۔جیسے: سوال کرنے والے کی گفتگو اس کے عمل اور اس کے حال کا پتہ لگا لیتا ہے۔ایسے لوگوں کو عرّاف کہا جاتا ہے۔جو چوری کی ہوئی اور گمشدہ چیزوں کی معرفت کا دعویٰ کرتا ہے اور یہ بھی بتاتا ہے کہ فلاں سامان کہاں ہے؟ وغیرہ۔اور حدیث میں ہے: ''مَنْ أَتٰی کَاهِنًا'' جو کسی کاہن کے پاس آئے۔تو یہ کاہن، عراف، نجومی سب کے پاس آنے کو شامل ہے، جو شریعت میں ممنوع اور حرام ہے۔[1]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: کاہنوں کی خبریں سچ سے زیادہ جھوٹی ہوتی ہیں، اسی طرح جو بھی غیب کی خبریں بتانے کا عادی ہو، اس کی بات بھی سچ سے زیادہ جھوٹ ہوتی ہے، پس جنوں کی باتوں کا جھوٹا ہونا یقینی ہے۔غیب سے متعلق جو کوئی بھی کاہنوں سے خبریں طلب کرے گا تو اس کا شمار بھی کاہنوں میں سے ہوگا۔[2]

چوتھی دلیل: جنات ایک غیبی مخلوق ہے۔ان کے مسلمان ہونے اور ان کے عادل وثقہ ہونے کا یقینی علم ناممکن ہے۔

علامہ البانی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: بعض لوگ جو جنوں سے مدد طلب کرتے ہوئے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ جنوں میں سے صرف نیک لوگوں سے ہی مدد طلب کرتے ہیں تو یہ دعویٰ جھوٹا ہے۔اس لیے کہ انسان کا ان کے ساتھ ملنا جلنا، رہنا سہنا ناممکن ہے۔لہٰذا ان کی خوبی اور خرابی بھی واضح نہیں ہوسکتی۔اور تجربہ

---

[1] النهاية في غريب الحديث (۲۱۴/۴-۲۱۵)
ملاحظہ فرمائیں: سلسلة الأحاديث الصحيحة میں علامہ البانیؒ نے کاہنوں کی قسموں پر ''ابن الأثیر کے کلام'' کے تحت کیا ہی بہترین تعلیق چڑھائی ہے۔(۱۹۰/۱۳) (۳۳۸۷)

[2] النبوات (۹۹۷/۲)

کی روشنی میں ہمیں یہ بات معلوم ہے کہ جن لوگوں کی آپ خاص صحبت اختیار کرتے ہیں ان میں سے بھی اکثر لوگ نیک اور صالح نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿يَـآ أَيُّهَـا الَّـذِيـنَ اٰمَنُوٓا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ﴾ (التغابن:١٤) ترجمہ: اے ایمان والو! تمہاری بعض بیویاں اور بعض بچے تمہارے دشمن ہیں پس ان سے ہوشیار رہنا۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان انسانوں کے بارے میں ہے جو ظاہری مخلوق ہے۔ تو آپ کا خیال ان جنوں کے بارے میں کیا ہے؟ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّهُ يَـرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ﴾ (الأعراف:٢٧)[1] ترجمہ: وہ اور اس کا لشکر تم کو ایسے طور پر دیکھتا ہے کہ تم ان کو نہیں دیکھ سکتے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: ان کی حالتیں یعنی جنوں کی حالتیں انسانوں کی حالتوں کے مشابہ ہیں لیکن انسان زیادہ عقل مند، زیادہ سچا، زیادہ عدل وانصاف کرنے والا اور عہد و پیمان کا پاس ولحاظ رکھنے والا ہے۔ جب کہ جنات زیادہ نادان، زیادہ جھوٹ بولنے والا، زیادہ ظلم کرنے والا اور دھوکہ دینے والا ہوتا ہے۔[2]

● مکرو فریب

بعض جھاڑ پھونک کرنے والوں کے لیے شیطانوں کا مکروفریب اور دھوکہ دھڑی اس طرح ہوتا ہے کہ وہ ابتدائی مرحلہ میں نیکی کا حکم دیتے ہیں، بُرائی سے روکتے ہیں، کبھی تو اسے تہجد اور قیام اللیل کی پابندی کے لیے آمادہ کرتے ہیں اور جھاڑ پھونک کرنے والے شخص کو اس وَہم میں ڈال دیتے ہیں کہ ہم بھی آپ کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں، اور کبھی شیطان اسے فجر کی نماز کے لیے بیدار بھی کرتا ہے، پھر اسے آہستہ آہستہ بیماری کی کیفیت اور اس کی تفاصیل سے باخبر کرتا ہے، جادو کی جگہیں بتاتا ہے تاکہ ان کے گمان کے مطابق غمزدہ شخص کو غم سے رہائی دی جائے۔ یہاں تک کہ جھاڑ پھونک کرنے والا ان سے مطمئن ہو کر انھیں اپنا دوست بنا

[1] سلسلة الأحاديث الصحيحة (٦/٦١٤-٦١٥)

[2] مجموع الفتاویٰ (١٩/٤٥-٤٦)

لیتا ہے اور ایسا رفیق سمجھ لیتا ہے جس کی رائے نا قابل مسترد ہو، جس کا مشورہ نا قابلِ تردید ہو۔ تو لوگ اس کے گھر کے سامنے جمع ہونے لگتے ہیں، جادو کو ختم کرنے کے تعلق سے اس کی شہرت بڑھ جاتی ہے کہ یہ جھاڑ پھونک کرنے والا شخص سرکش شیطانوں کو بھی ہزیمت و ہار سے دوچار کر دیتا ہے۔ مشکل ترین حالات میں جب وہ علاج کرتا ہے تو اس وقت اس پر شیاطین حاوی ہو جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں جھاڑ پھونک کرنے والے کے لیے دو ہی راستے ہوتے ہیں۔ یا تو وہ شیاطین کے لیے نذر و نیاز پیش کرے اور دین کے احکامات سے دست بردار ہو کر ان کے مطالبات پورا کرے، ان کی خواہشات کی تکمیل کرے۔ یا پھر جن اس شخص سے کنارہ کش ہو جائیں اور اسے بھیڑ کے سامنے تنہا چھوڑ دیں۔ تو ان حالات میں غالبًا وہ اپنے آپ کو ان شیطانوں کا غلام پاتا ہے، شیطانوں کے ارادوں کی تکمیل کرتا ہے، ان کی خدمت میں مصروف رہتا ہے، وہ جادو اور کہانت کے کشادہ دروازوں سے داخل ہو جاتا ہے۔ اور بہت سے ایسے لوگ ہیں جنہیں ہم بہتر سمجھتے تھے لیکن وہ اس پُر فریب دھوکہ سے شیطانوں کے جال میں پھنس گیے ہیں۔ إِنَّا لله وَ إِنَّا إِلَيهِ رَاجِعُونَ۔

اللہ تعالیٰ ابن القیم پر رحم فرمائے کہ آپ نے فرمایا: شیطان نیکی کے ستر دروازوں کا حکم دیتا ہے، تا کہ وہ انسان کو اسی بہانے شر اور بُرائی کے ایک دروازہ میں داخل کر دے، جس کی وجہ سے ان ستر دروازوں کے ذریعہ کی گئی نیکیوں سے بھی بڑی نیکی سے محروم ہو جائے اور انسان کو اس کی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔ مگر اللہ کے نور اور اس کی توفیق سے جسے اللہ تعالیٰ رسول ﷺ کی خالص اتباع کے صلہ میں اپنے بندہ کے دل میں ڈال دے۔[1]

اس بارے میں انسان کو سلامتی اس وقت میسر ہوگی جب وہ اللہ کے حکم کی فرماں برداری کرے گا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ﴾ (النساء:۷۱) ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے بچاؤ کا سامان لے لو۔

[1] بدائع الفوائد (۲/۲۶۱)

اوراللہ تعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے:﴿یٰٓاَ یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ﴾(النور:۲۱) ترجمہ: اے ایمان والو! شیطان کے قدم بقدم نہ چلو۔

تیسری شرط: جھاڑ پھونک کی تیسری شرط: بندہ کا یہ اعتقاد رکھنا کہ جھاڑ پھونک میں بذاتِ خود کوئی تاثیر نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور اس کی مرضی سے وہ مؤثر ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗٓ اِلَّا ھُوَ وَاِنْ یَّمْسَسْکَ بِخَیْرٍ فَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ (الانعام: ۱۷) ترجمہ: اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہونچائے تو اس کا دور کرنے والا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور نہیں، اور اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ کوئی نفع پہونچائے تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

جو شفاء چاہتا ہے: اس پر ضروری ہے کہ وہ شفاء کے اسباب کو اپنائے۔ جیسے دَم کرنا، دوائیں لینا وغیرہ۔ ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے ہی اپنے دل کا تعلق قائم رکھے نہ کہ اسباب سے، اور شرک خفی سے بھی اجتناب ضروری ہے کہ بعض مریض اس میں واقع ہوجاتے ہیں، وہ اس طرح کہ مریض کے دل میں یہ گمان پیدا نہ ہو کہ مجھے جھاڑ پھونک کرنے والے یا ڈاکٹر کی جانب سے شفاء ملی ہے، شیطان مریض سے اس بات کو بھلوا دیتا ہے کہ وہ ذات جو اوّل و آخر ہے اور اسی کے ہاتھ میں نفع اور نقصان ہے، وہ اللہ ہی ہے، ڈاکٹر کو اس معاملہ میں کوئی اختیار حاصل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو تقدیر میں لکھ دیا ہے معاملہ اس سے تجاوز نہیں کرسکتا، اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا ہے۔

علامہ عبدالرحمٰن سعدی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: اسباب خواہ جس قدر عظیم اور مؤثر ہوں پھر بھی وہ اللہ تعالیٰ کی قضاء اور قدر پر منحصر ہیں۔ اللہ کے اختیار اور مرضی سے وہ خارج اور علیحدہ نہیں، اس میں اللہ تعالیٰ جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے، اگر اللہ چاہے تو اس کی تاثیر کو برقرار رکھے، وہ اللہ کی حکمت کے مطابق جاری ہو، بندے اس کو اختیار کریں، اس کے ذریعہ اللہ کی حکمتِ کاملہ کو جانیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسببات کو اسباب سے

اور معلولات کو علت سے جوڑ رکھا ہے، اگر اللہ چاہے تو اس کے اندر ردّ و بدل کر سکتا ہے تا کہ اسباب کے استعمال پر بندے کلی طور پر بھروسہ نہ کریں اور وہ اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ پر یقین رکھیں، مطلق تصرف اور مطلق ارادہ صرف اللہ کے لیے ہے۔ بندہ پر واجب ہے کہ تمام قسم کے اسباب استعمال کرتے وقت اسی بات پر اس کا ایمان اور اسی کے مطابق اس کا عمل ہونا چاہیے۔[1]

جھاڑ پھونک کی چوتھی شرط: جھاڑ پھونک عربی زبان میں ہو یا کسی ایسی زبان میں ہو جس کے معانی معلوم ہوں۔

چنانچہ اگر جھاڑ پھونک ہکلاہٹ (بدبداہٹ) غیر واضح اور نہ سنی جا سکنے والی گفتگو کے ذریعہ ہو، جیسے کہ کبھی بہ آوازِ بلند قرآن پڑھے اور کبھی پست آواز میں جسے ہم جان ہی نہ سکیں کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے، تو یہ تمام صورتیں شرکیہ جھاڑ پھونک کی وجہ سے احتیاطاً ممنوع ہیں۔ کیوں کہ یہ مجہول الفاظ بیشتر اوقات شرکیہ استغاثہ اور جن و شیاطین کے نام سے خالی نہیں ہوتے۔ اور اسی طرح جھاڑ پھونک کرنے والے کا سرّی طور پر جھاڑ پھونک کرنے سے اس بات کا اندیشہ ہوتا ہے کہ وہ کہیں شیطانوں سے استغاثہ نہ کر رہا ہو۔ لہٰذا وضاحت ضروری ہے۔ تا کہ لوگوں کا عقیدہ اور ان کا دین محفوظ رہے۔[2]

امام مازری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ سے اسمائے معجمہ (غیر عربی نام جن کے معانی مجہول ہوتے ہیں) کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: آپ کو کیا پتہ؟ ہوسکتا ہے کہ یہ اسماء کفریہ ہوں۔[3]

شیخ حافظ الحکمی رحمہ اللہ اپنے منظوم کلام جو کہ "سلم الوصول" کے نام سے مشہور ہے، میں فرماتے ہیں:

---

[1] القول السدید شرح کتاب التوحید (ص:٤٦)

[2] معالم السنن للخطابی (٢٢٦/٤)

[3] شرح زروق علی متن الرسالة لابن أبی زید القیروانی (١٠٩٣/٢)

جوبھی مجہول المعانی جھاڑ پھونک ہیں وہ سب شیطانی وسوسے ہوتے ہیں، جیسا کہ اس سلسلے میں حدیث وارد ہے کہ بلاشبہ یہ شرک ہے۔ لہٰذا اس سے بچنا چاہیے، کیوں کہ ہر وہ شخص جو ایسا جھاڑ پھونک کرتا ہے اسے معلوم نہیں ہوسکتا ہے کہ وہ کفرِ خالص ہو یا یہود کے جادو سے ماخوذ ہو جسے انھوں نے عام لوگوں پر خلط ملط کردیا ہو۔[1]

☆ ناقابل فہم معانی والی جھاڑ پھونک کی چند مثالیں:

۱- کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا نظرِ بد کے علاج کے سلسلہ میں اس طرح کے الفاظ کہے: حبس حابس و حجر یابس و شهاب قابس اور یہ کہے کہ میں نے نظرِ بد کو نظرِ بد لگانے والے یا اس کے کسی محبوب شخص پر ہی لوٹا دیا ہے، تو یہ جھاڑ پھونک نادر اور غیر معروف الفاظ پر مشتمل ہے، نیز اس میں نظرِ بد لگانے والے کے محبوب شخص پر بددعاء بھی ہے جو کہ سرکشی اور ظلم ہے اور یہ باطل اور لغو رقیہ ہے اگر چہ بعض علماء نے اسے ذکر کیا ہے۔[2]

۲- کچھ جھاڑ پھونک کرنے والے دَم کیا ہوا زیتون کا تیل یا دَم کیا ہوا پانی بیچتے ہیں حالانکہ عموماً یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ دَم کس نے کیا ہے اور کیسے کیا ہے؟ تو ایسے دَم کا حال ویسے ہی مجہول اور نا معلوم ہوتا ہے جیسے پست آواز میں جھاڑ پھونک کرنے والے کا دَم مجہول ہوتا ہے۔ مزید اس عمل میں خرابی یہ ہوتی ہے کہ لوگوں کا مال باطل طریقے سے کھایا جاتا ہے، جیسا کہ بعض جھاڑ پھونک کرنے والوں کا حال ہے کہ چند درہم کا پانی سیکڑوں درہم سے بھی زیادہ کی قیمت میں فروخت کرتے ہیں۔ اللہ ہی مددگار ہے۔

جھاڑ پھونک کی پانچویں شرط: جھاڑ پھونک کرنے میں جادوگروں کی مشابہت نہ ہو۔

حضرتِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے، وہ ان ہی میں سے ہے''۔[3]

[1] منظومة سلم الوصول إلى مباحث علم الأصول (ص:۲۰)

[2] فتاوىٰ اللجنة الدائمة (رقم:۱۹۶۳۵)

[3] مسند أحمد (۵۱۱۴) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحيح الجامع (۲۸۳۱) میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

چنانچہ جب فاسقوں کی مشابہت ممنوع ہے تو ان جادوگروں اور شیطان کے ساتھیوں کی مشابہت کیسے روا ہو سکتی ہے؟ جو شرک میں ملوث ہوں۔

امام مالک رحمہ اللہ جادوگروں کی مشابہت سے منع کیا کرتے تھے۔ چنانچہ وہ لوہے، گرہ لگائے گیے نمک اور نقش خاتمِ سلیمانی کے ذریعہ جھاڑ پھونک کو کراہت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ نیز امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک گرہ بندی حد درجہ مکروہ ہے، کیوں کہ اس کے اندر جادو کی مشابہت پائی جاتی ہے۔[1] اور یہاں پر کراہت حرام ہونے کے معنی میں ہے۔[2]

☆ جادوگروں کی مشابہت اختیار کرنے کی چند مثالیں:

۱- **علاج کے لیے غلاظتوں کا استعمال کرنا۔** جیسے گرم لوہے پر پیشاب کرنا، پھر اس گرم لوہے سے نکلنے والی بھاپ سے بھاپ لینا، یہ گمان کرتے ہوئے کہ ایسا کرنے سے جادو سے شفاء ملے گی۔

۲- **مردار اور بعض جانوروں کے اعضاء کا استعمال کرنا۔** جیسے جھاڑ پھونک کرنے والا جنوں کو ڈرانے کی خاطر آسیب میں مبتلا شخص کی علاج کے لیے بھیڑیئے کی کھال کو استعمال کرے۔

۳- جھاڑ پھونک کے دوران گھر کے کمروں کے گوشوں کی جانب انگلی سے اشارہ کرنا اور نظر کو جمائے رکھنا، جس سے جھاڑ پھونک کرنے والا یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ وہ جنوں کو دیکھ رہا ہے۔ اور ان کی جگہوں سے واقف ہے۔

---

[1] المدخل لابن الحاج (۱۳۲/۴)

[2] متقدمین علماء کے نزدیک علی الاطلاق یہی معروف ہے۔ اور اس مفہوم کے استعمال پر نصوص بھی دلالت کرتے ہیں، مزید وضاحت اور ثبوت کے لیے إعلام الموقعین لابن القیم (۷۵/۲-۸۱) ملاحظہ فرمائیں۔

۴- دھونی کے ذریعہ علاج کرنا اور بعض ایسے بخور ہیں جسے جادوگر جنوں کو حاضر کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ جیسے: بخورِ جاویانی، بخورِ فارسوخ، کھجور کی گٹھلیاں [1] اور لوبان وغیرہ۔ ان سب کا استعمال جادوگر جنوں کو بھگانے کے لیے کرتے ہیں۔[2]

[1] بعض جھاڑ پھونک کرنے والوں کا یہ طریقہ ہے کہ غروبِ آفتاب سے تھوڑا پہلے متعین تعداد میں کھجور کی گٹھلیوں سے بھاپ لینے کا مریض کو حکم دیتے ہیں اور ان کا یہ گمان ہے کہ یہ جادو کا علاج ہے اور گٹھلیوں کے دھوئیں کی سمت جادو کی جگہ ظاہر کر دے گا، جب کہ حقیقت میں یہ سراسر جہالت ہے، شیاطین کو خوش کرنے اور جنوں کو حاضر کرنے کا ماحول بنانا ہے۔

[2] ناپسندیدہ بو کو زائل کرنے اور فضا کو خوشگوار بنانے کے مقصد سے لوبان کی بھاپ خوری جائز ہے، نیز جنوں کو حاضر کرنے اور بھگانے سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن روحانی علاج میں لوبان کی بھاپ خوری ممنوع ہے؛ کیوں کہ یہ جادوگروں سے خاص مشابہت کے ضمن میں آتا ہے۔ یہ سب ان کے شیطانی اعمال ہیں جو ان کی کتابوں میں مشہور ہیں۔

تیسری بحث

جھاڑ پھونک کی مسنون صفتیں

شرعی جھاڑ پھونک کا سب سے بہتر اور افضل طریقہ وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کے لیے منتخب فرمایا اور رسول ﷺ نے جسے اپنی امت کو سکھلایا اور جس پر امت کے سلف عمل پیرا رہے۔ چنانچہ ان کی راہنمائی اور ان کے نقشِ قدم کی پیروی میں خیر ہی خیر ہے۔ اور جھاڑ پھونک کرنے والے جتنی بھی کوششیں کر لیں اس سے افضل اور اکمل طریقہ ہرگز نہیں پیش کر سکتے۔

لیکن افسوس ہے کہ بعض جھاڑ پھونک کرنے والے ایسے عجیب وغریب طریقوں کا اہتمام کرتے ہیں، جو ان کی خود کی کاوش اور مشق ہوتی ہے، جس کے نتیجہ میں وہ مسنون طریقے سے دور ہو جاتے ہیں اور دوسروں کو بھی دور کر دیتے ہیں، جب کہ مسنون طریقے کو اپنانے میں زیادہ آسانی اور سہولت ہوتی ہے۔ حالانکہ سنت نبوی سے یہ دوری بہت بڑی محرومی کا باعث ہے۔

میرے مسلم بھائی آپ کے لیے سنتِ نبوی میں وارد جھاڑ پھونک کی بعض صفتیں:

پہلی صفت: اگر مریض صاحبِ فراش ہو تو عیادت کرنے والے کو اس کے سر کے پاس بیٹھ کر شفاء یابی کی دعا کرنی چاہیے۔ حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ: نبی ﷺ

جب کسی مریض کی عیادت کے لیے جاتے تو اس کے سر کے پاس بیٹھتے پھر سات مرتبہ یہ دعا پڑھتے۔ ''أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ، رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ أَنْ يَّشْفِيَكَ'' چنانچہ اگر اس کے حق میں ابھی زندگی باقی ہے تو وہ اس مرض سے شفاء یاب ہو جائے گا۔ اور تکلیف دور ہو جائے گی۔[1]

دوسری صفت- پھونک[2] یا تُھک تُھکا ہٹ[3] کے ساتھ جھاڑ پھونک کرنا:

خبیث روحوں کے اثر کو زائل کرنے، شیطانوں کے شر کو دور کرنے اور علاج کے سلسلہ میں رقیہ کرتے وقت پھونک مارنے کی بڑی اہمیت ہے، کیوں کہ رقیہ جھاڑ پھونک کرنے والے کے دل اور منھ سے نکلتا ہے۔ لہذا اگر اس کے ساتھ اس کے اندر سے نکلنے والا تھوک، سانس اور پھونک جیسی کوئی چیز شامل ہو جائے تو اس کا زیادہ اثر ہوتا ہے اور اس کی تاثیر بھی قوی ہوتی ہے۔ چنانچہ ان دونوں کے درمیان اختلاط سے ایک ایسی مؤثر کیفیت پیدا ہوتی ہے جو چند دواؤں کے ملانے سے ہوتی ہے۔

پس جھاڑ پھونک کرنے والے کی روح بُری روحوں کا مقابلہ کرتی ہے اور روحانی کیفیت کے اعتبار سے اسے فوقیت حاصل ہے، اگر جھاڑ پھونک کرنے والے کے دل میں ایمان ویقین کی قوت مضبوط اور مستحکم ہو، اور اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہو تو رقیہ کا اثر بھی قوی ہوگا اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھونک مارنے کا اثر بھی کمزور پڑ جائے گا۔[4]

رقیہ کے دوران پھونکنے اور تُھک تُھکانے کے سلسلہ میں وارد احادیث:

حضرتِ خارجہ بن صلت تمیمی اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کے پاس سے چلے اور عرب کے ایک قبیلہ کے پاس آئے تو وہ لوگ کہنے لگے: ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ اس شخص کے

[1] عمل اليوم والليلة للنسائی (١٠٤٣) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے التعليقات الحسان على صحيح ابن حبان میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔(٢٩٦٤)

[2] اَلنَّفثُ: پھونک مارنے جیسا ہوتا ہے اور یہ ''تفل'' تُھک تُھکاہٹ سے کمتر ہوتا ہے، اس لیے کہ تفل کے اندر تھوک کی کچھ مقدار ہوتی ہے۔(النهاية في غريب الحديث)(٥/٨٨) اور کبھی کبھی نفث کے اندر ہلکا سا تھوک بھی شامل ہوتا ہے۔ (فتح الباری (٧/٤٧٥)

[3] تفل، نفث کے حکم میں ہوتا ہے مگر بعض لوگ اسے گوارا نہیں کرتے۔ لہذا نفث پر اکتفا کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

[4] زاد المعاد (٤/١٦٥)

پاس سے آرہے ہیں جو خیر و بھلائی لے کر آیا ہے تو کیا آپ کے پاس کوئی دوا یا منتر ہے؟ کیوں کہ ہمارے پاس ایک دیوانہ ہے، جو بیڑیوں میں جکڑا ہوا ہے۔ ہم نے کہا: ہاں! تو وہ اس پاگل [1] کو بیڑیوں میں جکڑا ہوا لے کر آئے۔ چنانچہ میں اس پر تین دن تک صبح و شام سورہ فاتحہ پڑھ کر دَم کرتا رہا، جب بھی میں سورہ کو ختم کرتا تو تھوک جمع کر کے اس پر تھوک دیتا۔ پس وہ ایسا شفاء یاب ہوا کہ گویا اسے رسیوں سے کھول کر آزاد کر دیا گیا ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر انھوں نے مجھے اس کی اجرت دی۔ میں نے کہا: میں نہیں لوں گا، جب تک میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھ نہ لوں۔ چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: تو آپ نے فرمایا: کھاؤ، یقیناً لوگ تو جھوٹا منتر کر کے کھاتے ہیں، تم نے تو جائز جھاڑ پھونک کر کے کھایا ہے۔ [2]

☆ پھونک مارنے کے تعلق سے چند اہم تنبیہات:

۱- پھونک مار کر جھاڑ پھونک کرنے والے شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ مسواک کرے اور منھ کو صاف ستھرا رکھے، نیز اگر اس کے منھ میں کوئی زخم وغیرہ ہو تو فوراً اس کا علاج کروائے۔

۲- اگر مریض کو پھونک مارنے سے نقصان پہونچتا ہو تو جھاڑ پھونک کرنے والا مریض پر پھونک مارنے سے گریز کرے۔ جیسے کہ مریض کی قوتِ مدافعت کمزور ہو یا مریض اسپتال میں کومہ اور بے ہوشی کی حالت میں ہو، جس کے پاس صرف ماسک اور مخصوص طبی لباس پہن کر ہی جایا جا سکتا ہے۔

۳- جھاڑ پھونک کرنے والا اگر کسی متعدی قسم کی بیماری میں مبتلا ہو جیسے زکام وغیرہ تو اسے اپنے مریض کو باخبر کر دینا چاہیے اور رقیہ کے وقت پھونک مارنے سے گریز کرنا چاہیے تاکہ اس کو بیماری نہ لگے۔

۴- اگر جھاڑ پھونک کرنے والا پانی میں دَم کرے تو وہ ہلکی سی پھونک مارے، جس میں تھوک کی آمیزش نہ ہو تاکہ ایک عرصہ بعد بھی پانی کی خاصیت نہ بدلے، جس سے کہ پینے والے کو نقصان ہو۔

---

[1] اَلْمَعْتُوهُ: ایسا مجنون جس کی عقل میں فتور آ گیا ہو۔ (النهاية في غريب الحديث) (۱۸۱/۳)

[2] سنن أبی داؤد (۳۹۰۱) علامہ البانیؒ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۲۰۲۷)

تیسری صفت: جسم کو چھو کر یا بیماری کی جگہ پر ہاتھ رکھ کر جھاڑ پھونک کرنا:

امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ہے:''بَابُ وَضعِ الیَدِ عَلَى المَرِيضِ[1]'' اور''بَابُ مَسحِ الرَّاقِي الوَجعَ بِيَدِهِ اليُمنٰى[2]''اوران دونوں ابواب کے تحت چند احادیث لائے ہیں۔

١- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ: نبی کریم ﷺ (اپنے گھر کے) بعض لوگوں پر دم کرتے وقت اپنا داہنا ہاتھ پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے تھے:''أَذْهِبِ البَأسَ رَبَّ النَّاسِ، وَاشْفِ أَنتَ الشَّافِي، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا''۔[3]

ترجمہ: اے لوگوں کے رب! تکلیف کو دور کردے۔اور شفاء دے،تو ہی شفاء دینے والا ہے۔ تیری شفاء کے علاوہ کوئی شفا نہیں،ایسی شفاء جو بیماری کو ختم کردے۔

٢- حضرتِ عائشہ بنت سعد رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ان کے والد حضرتِ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں مکہ مکرمہ میں بہت سخت بیمار پڑ گیا تو رسول اللہ ﷺ میری مزاج پُرسی کے لیے تشریف لائے۔(آگے حدیث کے الفاظ ہیں) پھر نبی اکرم ﷺ نے اپنا ہاتھ ان کی پیشانی پر رکھا۔(حضرتِ سعد رضی اللہ نے بیان کیا) پھر میرے چہرے اور پیٹ پر آپ ﷺ نے اپنا مبارک ہاتھ پھیرا اور فرمایا: اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا، وَأَتمِمْ لَهُ هِجرَتَهُ ''اے اللہ! سعد کو شفاء عطا فرما اور ان کی ہجرت کو مکمل کردے۔نبی کریم ﷺ کے دستِ مبارک کی ٹھنڈک میں اپنے دل میں اب تک محسوس کررہا ہوں۔ اور میرا خیال ہے کہ یہ ٹھنڈک قیامت تک باقی رہے گی۔[4]

---

[1] صحیح بخاری (١١٨/٧)
[2] صحیح بخاری (١٣٤/٧)
[3] صحیح بخاری (٥٧٥٠)
[4] صحیح بخاری (٥٦٥٩) صحیح مسلم (١٦٢٨)

اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان: اللّٰهم اشف سعدًا–

علامہ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے اندر اس امر کے استحباب کا بیان ہے کہ مریض کا نام لے کر تین مرتبہ اس طرح دعا کرنی چاہیے: ''اَللّٰهُمَّ اشْفِ فُلَانًا '' فلاں کی جگہ مریض کا نام لینا چاہیے۔ کیوں کہ مریض کا نام لے کر دعا کرنے سے مریض کو شفاء ملتی ہے۔[1]

۳- حضرتِ عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ انھوں نے رسول اکرم ﷺ کے پاس اپنے بدن میں درد کی شکایت کی، جسے وہ قبولِ اسلام کے بعد ہی سے محسوس کر رہے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: اپنے جسم کے درد والی جگہ پر اپنا ہاتھ رکھ کر تین مرتبہ بسم اللہ کہو[2] اور سات مرتبہ ''أَعُوذُ بِاللّٰهِ وَ قُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَ أُحَاذِرُ'' کہو۔[3]

ترجمہ: اللہ کے نام سے، میں اللہ کی اور اس کی قدرت کی پناہ مانگتا ہوں، اس شر (تکلیف) سے جو میں محسوس کرتا ہوں اور جس سے میں ڈرتا ہوں۔

دوسری روایت کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں: ''اپنا دایاں ہاتھ درد والی جگہ پر رکھ کر: بِسْمِ اللّٰهِ أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَ قُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَ أُحَاذِرُ ''۔ ترجمہ: اللہ کے نام سے، میں اللہ کی عزت اور اس کی قدرت کی پناہ مانگتا ہوں اس شر سے جو میں محسوس کرتا ہوں اور جس سے میں ڈرتا ہوں۔ سات مرتبہ پڑھو۔ کہتے ہیں کہ: میں نے یہ دعا پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے شفاء عطا کی۔ [4]

علامہ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: یہ دعا بھی شفاء کے اسباب میں سے ہے۔ لہٰذا انسان کے لیے بہتر ہے کہ جب اسے کسی قسم کی تکلیف محسوس ہو تو اس تکلیف کی جگہ پر اپنا ہاتھ رکھ کر تین مرتبہ بسم اللہ پڑھے۔ پھر سات مرتبہ أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَ قُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَ أُحَاذِرُ پڑھے۔ اگر وہ

[1] شرح رياض الصالحين (۴۸۲/۴)
[2] یعنی تین مرتبہ بسم اللّٰہ کہیں
[3] صحیح مسلم (۲۲۰۲)
[4] سنن ابن ماجہ (۳۵۲۲) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحيح الترغيب والترهيب میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۳۴۵۳)

ایمان اور یقین کے ساتھ یہ دعا پڑھتا ہے تو اللہ کے حکم سے اس کو ضرور فائدہ ہوگا۔ اور وہ تکلیف سے آرام پائے گا اور یہ دعا حسی دواؤں جیسے ٹیبلیٹ، سیرپ اور انجکشن وغیرہ سے بھی زیادہ مؤثر ہے، کیوں کہ انسان اس ہستی سے پناہ طلب کر رہا ہے، جس کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے اور جس نے اس مرض کو نازل کیا ہے، وہی اس مرض سے آپ کو شفاء بھی دے گا۔ [1]

☆ **ایک اہم تنبیہ:**

جھاڑ پھونک کرنے والے کے لیے جائز نہیں کہ مسنون طریقہ سے جھاڑ پھونک کی آڑ میں وہ کسی غیر محرم عورت کو ہاتھ لگائے۔

حضرتِ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی آدمی کے سر میں لوہے کی سوئی چبھو دی جائے، یہ بہتر ہے اس شخص کے لیے کہ وہ کسی غیر محرم عورت کو چھوئے جو اس کے لیے حلال نہیں ہے۔ [2]

چوتھی صفت: بیک وقت بیماری کی جگہ کو چھونا اور پھونک مارنا:

حضرتِ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ کے صحابہ کی ایک جماعت کسی ایک سفر پر نکلی، یہ لوگ قبائل عرب میں سے کسی قبیلہ کے پاس پہونچے، انھوں نے ان سے ضیافت کی درخواست کی لیکن انھوں نے مہمان نوازی نہیں کی، اس قبیلہ کے سردار کو کسی زہریلے جانور نے ڈنک مار دیا تھا، اس کی شفاء یابی کی خاطر ان لوگوں نے ہر ممکن کوشش کی، لیکن کچھ بھی فائدہ نہیں ہوا، ان میں سے بعض نے مشورتاً کہا: اگر تم لوگ اس جماعت کے پاس جاتے جو تشریف لائے ہوئے ہیں، ہوسکتا ہے ان میں سے کسی کے پاس اس کا علاج موجود ہو، چنانچہ وہ لوگ صحابۂ کرام کے پاس آئے، اور کہنے لگے، ہمارے سردار کو کسی زہریلے جانور نے ڈنک مار دیا ہے۔ اور ہم لوگوں نے ہر طرح کی کوشش کی، لیکن کچھ بھی فائدہ نہیں ہوا، تو کیا آپ لوگوں میں سے کسی کے پاس کچھ ہے؟ صحابۂ کرام میں سے کسی نے کہا: ہاں! اللہ کی قسم!

[1] شرح رياض الصالحين (۴۸۳/۴)

[2] رواه الطبراني في المعجم الكبير (۴۸۶) علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۲۲۶)

میں جھاڑ پھونک کرتا ہوں، لیکن اللہ کی قسم ہم لوگوں نے تم لوگوں سے ضیافت کی درخواست کی، لیکن تم لوگوں نے ہماری ضیافت نہیں کی، میں تم لوگوں کے لیے جھاڑ پھونک کرنے والا نہیں، یہاں تک کہ اس کام پر ہمارے لیے معاوضہ متعین کردو، صحابۂ کرام کی جھاڑ پھونک کرنے والی جماعت نے ان سے چند بکری کے معاوضہ پر معاملہ طے کرلیا، چنانچہ قبیلہ کے رئیس کی جھاڑ پھونک کرنے لگے اور سورۃ الفاتحۃ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ پڑھ کر دم کرنے لگے، گویا کہ وہ قید سے نکال دیا گیا۔ اس نے عافیت محسوس کی، وہ چلنے لگا اور اسے کسی قسم کی تکلیف اور بیماری کا احساس نہ رہا۔ راوی کہتے ہیں کہ حسبِ وعدہ ان لوگوں نے معاوضہ ادا کیا، تو صحابۂ کرام میں سے بعض نے کہا: اس معاوضہ کو تقسیم کرلیں، جھاڑ پھونک کرنے والے نے جواب دیا: ایسا نہ کرو، یہاں تک کہ ہم لوگ اللہ کے نبی ﷺ کے پاس جائیں اور ان سے یہ واقعہ بیان کریں، پھر دیکھیں گے کہ آپ ﷺ اس سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں؟ وہ لوگ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئے اور اس واقعہ کو بیان کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (تجھے کیسے پتہ چلا کہ سورہ فاتحہ دم اور جھاڑ پھونک ہے؟) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: (تم لوگوں نے صحیح کیا، اس معاوضہ کو آپس میں تقسیم کرلو اور اپنے ساتھ میرا بھی حصہ لگاؤ) پس رسولِ اکرم ﷺ ہنس پڑے۔ [1]

اس واقعہ میں چھونے کا ذکر دوسرے لفظ کے ساتھ بھی آیا ہے: فَأَتَيْتُهُ، فَجَعَلْتُ أَمْسَحُهُ، وَ أَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ حَتَّى بَرَأَ۔ [2] وہ صحابی کہتے ہیں کہ: میں اس کے پاس آیا تو اس کو چھوا اور سورہ فاتحہ پڑھنے لگا یہاں تک کہ اسے افاقہ ہوگیا۔

پانچویں صفت: رقیہ پڑھ کر دونوں ہاتھوں میں پھونک مارنا پھر جتنا ممکن ہوسکے جسم پر پھیرنا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہر رات جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ تینوں سورتیں مکمل پڑھ کر اس پر پھونکتے اور پھر دونوں ہتھیلیوں کو جہاں تک ممکن ہوتا اپنے جسم پر پھیرتے تھے، پہلے سر اور چہرے پر ہاتھ پھیرتے اور سامنے کے بدن پر، یہ عمل آپ ﷺ تین دفعہ کرتے۔ [3]

---

[1] صحیح بخاری (۲۲۷۶)

[2] صحیح ابن حبان (۶۱۱۲) علامہ البانی رحمہ اللہ نے التعليقات الحسان على صحيح ابن حبان میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۶۰۷۹)

[3] صحیح بخاری (۵۰۱۷)

چھٹویں صفت: نمک پانی کے گھول سے دَم کرنا اور بیماری کی جگہ کو چھونا

حضرتِ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک رات رسول اکرم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، دوران نماز اپنا ہاتھ زمین پر رکھا تو ایک بچھو نے ڈنک مار دیا، فوراً رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنے جوتے سے کچل کر مار ڈالا، پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: بچھو پر اللہ کی لعنت ہو، نمازی غیر نمازی، نبی یا غیر نبی ہر کسی کو ڈنک مارہی دیتا ہے۔ پھر نمک اور پانی منگوا کر ایک برتن میں گھولا اور اسے اپنی انگلی پر ڈنک والی جگہ پر گرانے لگے نیز اسے چھوتے اور معوذتین پڑھتے۔[1]

اور دوسرے الفاظ کچھ اس طرح آئے ہیں: بچھو پر اللہ کی لعنت ہو، یہ نہ تو نمازی کو چھوڑتا ہے نہ غیر نمازی کو، پھر پانی اور نمک منگوایا اور ڈنک والی جگہ کو چھونے لگے[2] اور یہ سورتیں آپ ﷺ پڑھنے لگے:

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾[3]

ساتویں صفت: جھاڑ پھونک کے دوران تھوک کے ساتھ مٹی کا استعمال کرنا:

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا یا اس کو کوئی زخم لگتا تو رسول اکرم ﷺ اپنی شہادت کی انگلی کو زمین پر رکھتے اور فرماتے: بِسْمِ اللّٰهِ، تُرْبَةُ أَرْضِنَا، بِرِيقَةِ بَعْضِنَا، لِيُشْفَى بِهِ سَقِيمُنَا، بِإِذْنِ رَبِّنَا ۔[4] ترجمہ: اللہ کے نام سے، ہماری زمین کی مٹی سے، ہم میں سے کسی کے تھوک سے، ہمارے رب کے حکم سے یقیناً ہمارا بیمار شفاء پائے گا۔

امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کا معنی بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ: مریض اپنی شہادت والی انگلی پر اپنا تھوک لگائے، پھر اس انگلی کو زمین پر رکھے، پس جس قدر بھی مٹی اس میں لگ جائے اس سے زخم اور بیماری والی جگہ کے اوپر مسح کرے اور مسح کرتے وقت مذکورہ دعاء پڑھے۔ واللہ اعلم [5]

---

[1] مصنف ابن أبي شيبة (۲۳۵۵۳) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے مشكاة المصابيح میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۴۵۶۷) اور سلسلة الأحاديث الصحيحة (۲/۷۰۴-۷۰۵)

[2] قوله: (وجعل يمسح عليها) یعنی ڈنک والی جگہ پر چھوتے عون المعبود (۴/۳۸۸)

[3] رواه الطبراني في المعجم الصغير (۸۳۰) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔(۵۴۸) اور مزید دیکھیں: سلسلة الأحاديث الصحيحة (۲/۷۰۴-۷۰۵)

[4] صحیح مسلم (۲۱۹۴) [5] شرح صحيح مسلم (۱۴/۱۸۴)

آٹھویں صفت: بغیر ہاتھ رکھے،بغیر چھوئے اور بغیر پھونک مارے رقیہ (دعا) پڑھنا:

حضرتِ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: جو کسی ایسے مریض کی عیادت کرے، جس کی موت کا وقت قریب نہ ہوا ہو، پھر اس کے پاس سات مرتبہ یہ دعا پڑھے: ''أَسأَلُ اللّٰهَ العَظِيمَ رَبَّ العَرشِ العَظِيمِ أَنْ يَّشْفِيَكَ ''۔تو اللہ تعالیٰ اس بیماری سے اسے شفاء دے گا۔[1]

حضرتِ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرتِ جبرئیل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس آئے اور پوچھا: اے محمد ﷺ! کیا آپ بیمار ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! جبرئیل علیہ السلام نے کہا: ''بِسمِ اللّٰهِ أَرقِيكَ، مِنْ كُلِّ شَيءٍ يُّؤذِيكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَينِ حَاسِدٍ، اَللّٰهُ يَشْفِيكَ بِسمِ اللّٰهِ أَرقِيكَ''۔ [2]

ترجمہ: اللہ کے نام سے آپ پر جھاڑ پھونک کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو بھی آپ کو تکلیف دے اور ہر جان کی بُرائی سے یا حاسد کی نگاہ سے، اللہ تعالیٰ آپ کو شفاء دے، اللہ کے نام سے آپ پر جھاڑ پھونک کرتا ہوں۔

[1] سنن أبي داؤد (٣١٠٦)
اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحيح الترغيب والترهيب میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔(٣٤٨٠)

[2] صحیح مسلم (٢١٨٦)

چوتھی بحث
رقیہ کے سلسلہ میں اجتہاد کا حکم

رقیہ کے باب میں علماء کی ایک جماعت شرعی ضوابط کے مطابق اجتہاد کے جواز کے قائل ہیں اور اس سلسلہ میں انھوں نے سنت نبوی سے استدلال کیا ہے، چند دلائل ملاحظہ کریں:

۱- حضرتِ عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ: ہم زمانۂ جاہلیت میں رقیہ کیا کرتے تھے، اس سلسلہ میں ہم نے آپ ﷺ کی رائے دریافت کی، آپ ﷺ نے فرمایا: میرے سامنے اپنا رقیہ پیش کرو، اس رقیہ میں کوئی قباحت نہیں جس میں کوئی شرک نہ ہو۔[1]

۲- حضرتِ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ: اللہ کے رسول ﷺ نے جھاڑ پھونک کرنے سے منع فرمایا ہے، چنانچہ عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے گھرانے والے اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئے، انھوں نے کہا کہ: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے پاس ایسی جھاڑ پھونک ہے جسے ہم بچھو کے ڈنک کے علاج میں استعمال کرتے ہیں اور آپ نے جھاڑ پھونک کرنے سے منع فرمایا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ انھوں نے وہ منتر آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں کوئی حرج نہیں سمجھتا تم میں سے جو

[1] صحیح مسلم (۲۲۰۰)

بھی اپنے بھائی کو فائدہ پہونچانے کی طاقت رکھتا ہے تو اسے ضرور فائدہ پہونچانا چاہیے۔[1]

امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ دلیل موجود ہے کہ ہر فائدہ مند رقیہ مباح ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی روشنی میں کہ ''تم میں سے جو بھی اپنے بھائی کو فائدہ پہونچانے کی طاقت رکھتا ہے تو اسے ضرور فائدہ پہونچانا چاہیے''۔[2]

مزید فرماتے ہیں کہ: ''رسول اکرم ﷺ سے ان تمام قسم کے رقیہ کا جواز منقول ہے جن میں شرک نہ ہو''۔[3]

۳- ابوبکر بن سلیمان بن ابوحثمہ القرشی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک انصاری صحابی کے پہلو میں ایک پھوڑا نکل آیا[4] تو انھیں بتلایا گیا کہ حضرتِ شفاء بنت عبداللہ پھوڑے پر جھاڑ پھونک کرتی ہیں، وہ ان کے پاس گیے اور ان سے درخواست کی کہ وہ انھیں دَم کردیں، انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے کسی کو دَم نہیں کیا، وہ انصاری صحابی رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے گیے اور حضرتِ شفاء کی ساری بات بتلادی تو آپ ﷺ نے حضرتِ شفاء کو بلوایا اور ان سے فرمایا کہ تم اپنا دَم میرے سامنے پیش کرو۔ تو انھوں نے ایسے ہی کیا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: انصاری کو دَم کرو اور حضرتِ حفصہ رضی اللہ عنہا کو اس دَم کی تعلیم دو، جیسا کہ تم اسے کتاب پڑھا چکی ہو۔[5] اور ایک روایت میں ہے جیسا کہ تم اسے لکھنا سکھا چکی ہو۔[6]

ان واقعات میں واضح دلیل موجود ہے کہ جھاڑ پھونک کے جو کلمات نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیے گیے وہ شریعت کی تعلیم کا حصہ نہ تھے، بلکہ وہ اسلام سے پہلے لوگوں کے اپنے اجتہاد تھے۔ اور نبی اکرم ﷺ نے ان کے رقیہ کو محض اس لیے سنا تھا تاکہ اس بات کی تاکید کرلیں کہ کہیں ان میں شرک کی آمیزش تو نہیں!

[1] صحیح مسلم (۲۱۹۹)

[2] شرح معانی الآثار (۴/۳۲۶)

[3] شرح معانی الآثار (۴/۳۲۸)

[4] **النملة**: پھوڑا پھنسی جو پہلو میں نکلتا ہے۔ النهاية فی غريب الحديث (۵/۱۲۰)

[5] مستدرك حاكم (۶۹۶۷) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۱۷۸)

[6] رواہ احمد (۲۷۰۹۵) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے مشكاة المصابيح میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۴۵۶۱)

☆ یہاں ایک اہم تنبیہ:

رقیہ کے باب میں علماء کے نزدیک اجتہاد کا جواز رقیہ کی شرطوں کے ساتھ مشروط اور مقید ہے، جس کا بیان رقیہ کی شرطوں کے باب میں گزر چکا ہے۔ یعنی رقیہ شرک اور دوسرے ممنوعات شرعیہ سے خالی ہو اور اسی طرح اس کا فائدہ مند ہونا بھی متحقق ہو۔ بإذن الله ۔ جیسا کہ حضرتِ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی حدیث سے ظاہر ہے۔

☆ رقیہ کے باب میں علماء کے اجتہاد کی چند مثالیں:

اول: رقیہ کی آیتوں کے اختیار میں اجتہاد کرنا اس اعتقاد کے ساتھ کہ قرآن مکمل شفاء ہے۔ جیسے ایمان اور توحید کی آیتیں، قیامت، وعید اور جہنم سے متعلق والی آیتیں اور اسی طرح ان آیتوں کے ذریعہ دَم کرنا جو مریض کی حالت کے مناسب ہو، جیسے مسحور (جس پر جادو کا اثر ہو) کے علاج کے لیے وہ آیتیں جن میں سحر کا ذکر ہو، محسود (جو حسد کا شکار ہوا ہو) کے علاج کے لیے وہ آیتیں جن میں نظرِ بد اور حسد کا ذکر ہو اور پریشانی میں مبتلا اور مضطرب شخص کے علاج کے لیے وہ آیتیں جن میں سکون واطمینان کا ذکر ہو۔

لیث بن ابوسلیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: مجھ تک یہ بات پہونچی ہے کہ ان درج ذیل آیتوں میں بإذن اللّٰہ جادو سے شفاء ہے، ان آیتوں کو پڑھ کر اس برتن میں دَم کرنا چاہیے، جس میں پانی ہو، پھر جادوزدہ شخص کے سر پر اس پانی کو ڈالا جائے۔

● ﴿فَلَمَّآ أَلْقَوْا قَالَ مُوسٰى مَا جِئْتُم بِهِ السِّحْرُ إِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهُ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ 0 وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ﴾ (یونس:۸۱-۸۲)

سو جب انھوں نے (اپنی رسیاں) ڈالیں تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ جو کچھ تم لائے ہو جادو ہے۔ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ابھی درہم برہم کیے دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے فسادیوں کا کام بننے نہیں دیتا۔ اور اللہ تعالیٰ حق کو اپنے فرمان سے ثابت کر دیتا ہے، گو مجرم کیسا ہی ناگوار سمجھیں۔

● ﴿فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ٥ فَغُلِبُوا هُنَالِكَ وَانقَلَبُوا صَاغِرِينَ ٥ وَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ ٥ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ٥ رَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ﴾

ترجمہ: پس حق ظاہر ہوگیا اور انھوں نے جو کچھ بنایا تھا سب جاتا رہا، پس وہ لوگ اس موقع پر ہار گیے اور خوب ذلیل ہوکر پھرے اور وہ جو ساحر تھے سجدہ میں گر گیے، کہنے لگے کہ ہم ایمان لائے رب العالمین پر، جو موسیٰ اور ہارون (علیهما الصلاۃ والسلام) کا بھی رب ہے۔ (الاعراف:۱۱۸-۱۲۲)

● ﴿إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ﴾ (سورہ طہ:٦٩)[1]

ترجمہ: انھوں نے جو کچھ بنایا ہے یہ سب جادوگروں کے کرتب ہیں۔ اور جادوگر کہیں سے بھی آئے کامیاب نہیں ہوتا۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو جب پریشانیاں لاحق ہوا کرتی تھیں تو آیاتِ سکینہ کی تلاوت کرتے تھے۔

مزید فرماتے ہیں کہ: میں نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو ان کی بیماری کے عالم میں ایک بڑا واقعہ بیان کرتے ہوئے سنا۔ ایسا بڑا واقعہ کہ عقل جسے برداشت کرنے سے عاجز وقاصر رہ جائے۔ یعنی کمزوری کی حالت میں شیطانی روحوں سے مقابلہ آرائی۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب جب مجھے اضطراب، بے چینی اور پریشانی لاحق ہوتی تو میں اپنے خویش واقارب اور ارد گرد رہنے والے لوگوں سے کہتا کہ آیاتِ سکینہ (سکون واطمینان والی آیتوں) کی تلاوت کرو، وہ کہتے ہیں کہ پھر وہ حالت مجھ سے دور ہو جاتی اور میں پُرسکون ہوکر بیٹھ جاتا۔

آگے امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے بھی بے چینی اور اضطراب کی حالت میں ان آیتوں کی تلاوت کا تجربہ کیا، تو سکونِ دل اور اطمینانِ قلب میں ان آیتوں کی نہایت ہی عظیم تاثیر محسوس کی۔ [2]

---

[1] تفسير ابن أبي حاتم (٦/١٩٧٤)

[2] مدارج السالكين (٢/٤٧١)

آیاتِ سکینہ سے مراد وہ آیتیں ہیں جن میں لفظِ سکینہ کا ذکر ہوا ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں چھ جگہوں پر آیاتِ سکینہ کا ذکر فرمایا ہے۔[1]

۱- ﴿وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ (البقرہ:۲۴۸)

ترجمہ: ان کے نبی نے انھیں پھر کہا کہ اس کی بادشاہت کی ظاہری نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آ جائے گا، جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلجمعی ہے۔

۲- ﴿ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (التوبہ:۲۶)

ترجمہ: پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے تسکین (دلجمعی) اپنے رسول اور مومنوں پر اتاری۔

۳- ﴿اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا﴾ (التوبہ:۴۰)

ترجمہ: جب یہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کر، اللہ ہمارے ساتھ ہے، پس اللہ نے اپنی طرف سے تسکین اس پر نازل فرما کر ان لشکروں سے ان کی مدد کی جنہیں تم نے دیکھا ہی نہیں۔

۴- ﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾ (الفتح:۴)

ترجمہ: وہی ہے جس نے مسلمانوں کے دلوں میں سکون اور اطمینان ڈال دیا تا کہ اپنے ایمان کے ساتھ ہی ساتھ اور بھی ایمان میں بڑھ جائیں۔ اور آسمانوں اور زمین کے کل لشکر اللہ ہی کے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ دانا باحکمت ہے۔

۵- ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا﴾ (الفتح:۱۸)

[1] مدارج السالکین (۲/۴۷۰-۴۷۱)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے خوش ہوگیا جب کہ وہ درخت تلے تجھ سے بیعت کر رہے تھے، ان کے دلوں میں جو تھا اسے اس نے معلوم کرلیا اور ان پر اطمینان نازل فرمایا اور انھیں قریب کی فتح عنایت فرمائی۔

٦-﴿ اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (سورہ فتح:٢٦)

ترجمہ: جب کہ ان کافروں نے اپنے دلوں میں حمیت کو جگہ دی اور حمیت بھی جاہلیت کی، سو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر اور مومنین پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی۔

علامہ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مریض پر اس کے مرض کی مناسبت سے آیتیں پڑھی جائیں گی، جیسے درد اور بیماری سے آرام پانے کے لیے یہ آیتیں پڑھی جائیں گی۔

١- ﴿وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِى الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ (الانعام:١٣)

ترجمہ: اور اللہ ہی کی ملکیت ہیں وہ سب کچھ جو رات میں اور دن میں رہتی ہیں اور وہی بڑا سننے والا اور جاننے والا ہے۔

٢- ﴿اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ﴾ (النمل:٦٢) ترجمہ: بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے، کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے اور تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے، کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ تم بہت کم نصیحت وعبرت حاصل کرتے ہو۔

اسی طرح کی دیگر مناسب آیتیں پڑھی جائیں۔ [1]

دوم: پانی میں پڑھ کر دم کرنے کی صفتیں

امام احمد رحمہ اللہ کے فرزند صالح بیان کرتے ہیں کہ: جب بھی میں بیمار پڑتا تو میرے والد پانی کا پیالہ لیتے پھر اس میں پڑھ کر دم کرتے اور مجھ سے کہتے: اسے پیو، اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھلو۔[2]

[1] فتاویٰ نور علی الدرب (٢/٤)

[2] الآداب الشرعية لابن مفلح (٢/٤٥٦)

امام احمد رحمہ اللہ کے فرزند عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ: انھوں نے اپنے والدِ ماجد کو دیکھا کہ وہ پانی میں معوذتین وغیرہ پڑھ کر دَم کرتے ہیں، اسے پیتے ہیں اور اسے اپنے اوپر بھی انڈیلتے ہیں۔[1]

یوسف بن موسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ہم مسجد میں ہوتے، ابوعبداللہ رحمہ اللہ (امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ) کے پاس پیالہ لایا جاتا، اور اس پر معوذتین وغیرہ پڑھ کر دَم کرتے۔[2]

امام ابن قیم رحمہ اللہ اپنا ذاتی قصہ بیان کرتے ہیں کہ: طواف وغیرہ کے دوران مجھے کبھی ایسی پریشان کن تکلیفیں لاحق ہو جاتیں کہ بمشکل ہی میں کوئی حرکت کر پاتا، چنانچہ فوراً ہی میں سورہ فاتحہ کی تلاوت کرتا اور تکلیف کی جگہ پر ہاتھ پھیرتا، ایسا لگتا جیسے کہ ایک ایک گرہ کھل رہی ہو، متعدد مرتبہ میں نے اس کا تجربہ کیا، اور میں اسی طرح آبِ زمزم سے بھرا ایک پیالہ لیتا، اس میں کئی مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھ کر اس میں دَم کرتا، پھر اسے پی جاتا، جس سے مجھے ایسا فائدہ ہوتا اور قوت ملتی کہ اس جیسا میں نے دوا میں نہیں پایا، بلکہ دوا سے بھی بڑھ کر، لیکن یہ سب ایمان کی مضبوطی اور صحیح یقین کے حساب سے ہوتا ہے۔ اور اللہ ہی مددگار ہے۔ [3]

☆ ایک تنبیہ:

اگر پانی میں پڑھ کر دَم کرنا ہو تو بغیر تھوک کے ہلکی سی پھونک مارنی چاہیے، تاکہ تھوک کی وجہ سے ایک عرصہ بعد بھی پانی کی خاصیت تبدیل نہ ہو، جس سے پینے والے کو نقصان پہونچے۔ جھاڑ پھونک کرنے والے کو منھ کی صفائی اور مسواک کا اہتمام کرنا چاہیے، اگر وہ متعدی امراض میں مبتلا ہو تو بہتر یہ ہے کہ تیل یا پانی میں پڑھ کر دَم کر دے اور لوگوں پر پڑھ کر دَم کرنے سے گریز کرے۔

---

[1] الآداب الشرعية لابن مفلح (۲/۴۵٦)

[2] الآداب الشرعية لابن مفلح (۲/۴۵٦)

[3] مدارج السالكين (۱/۸۰)

سوم: مباح روشنائی، جیسے زعفران سے قرآنی آیات کو لکھنا پھر اسے پانی سے دھو کر پینا یا اس سے غسل کرنا:

علمائے سلف کی ایک جماعت اس کے جواز کے قائل ہیں۔

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ قرآنی آیات لکھ کر اور اسے دھو کر اس کا پانی مریض کو پلانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اسی طرح ابوقلابہ سے بھی منقول ہے۔[1]

ایوب سختیانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوقلابہ رحمہ اللہ کو دیکھا کہ انھوں نے قرآنی آیات لکھی، پھر اسے پانی میں گھولا اور تکلیف زدہ شخص کو پلا دیا۔[2]

ابوداؤد سجستانی رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے سنا ہے کہ امام احمد سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو کچھ لکھتا ہے، پھر اسے دھو کر پی جاتا ہے، امام احمد نے جواب دیا، مجھے امید ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔[3]

جس جانب یہ علمائے کرام گیے ہیں اس جانب امام ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنے اس قول کے ذریعہ اشارہ کیا ہے: سلف کی ایک جماعت کہتی ہے کہ قرآن کی آیتیں لکھی جاسکتی ہیں اور انھیں پانی میں گھول کر پیا بھی جاسکتا ہے۔ [4]

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: منتر (نشرہ)[5] میں جو اسمائے حسنہ اور ذکر واذکار لکھے جاتے ہیں، انھیں پانی میں گھول کر بطورِ تبرک استعمال کیا جاسکتا ہے۔[6]

---

[1] مصنف ابن أبي شيبة (۲۳۵۱۰)

[2] شرح السنة للبغوی (۱۲/۱۶۶)

[3] مسائل الإمام أحمد رواية أبي داؤد سجستانی (ص:۳۴۹)

[4] زاد المعاد (۴/۱۵۷)

[5] اَلنُّشْرَةُ: (پیش کے ساتھ) یہ رقیہ اور علاج کا ایک طریقہ ہے، جس سے ایسے شخص کا علاج کیا جاتا ہے جس کے بارے میں یہ گمان ہو کہ اس پر آسیب کا اثر ہے۔ اس طریقۂ علاج کو نشرہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ آدمی کی اس بیماری کو دور کیا جاتا ہے، جس سے وہ دوچار ہے۔ نشرۃ کا معنی ہوتا ہے ''دور کرنا، زائل کرنا''۔ النهاية في غريب الحديث (۵/۵۴)

[6] إكمال المعلم للقاضی عياض (۷/۱۰۱)

اس سلسلہ میں شرط یہ ہے کہ روشنائی مباح اور پاک وصاف ہو، نجس نہ ہو، جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: قرآنی آیات کو خون سے لکھنا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ جاہل افراد کرتے ہیں، کیوں کہ خون نجس اور ناپاک ہوتا ہے۔ لہٰذا اس سے اللہ کا کلام لکھنا جائز نہیں ہے۔[1]

☆ ایک فائدہ:

بہت سے علاج کرنے والے زعفران کی روشنائی سے کاغذ پر قرآنی آیات لکھتے ہیں پھر اسے پانی میں ڈبوئے رکھتے ہیں یہاں تک کہ پورا صفحہ سفید ہوجاتا ہے اور روشنائی پانی میں گھُل جاتی ہے، پھر اس پانی کو مریض کو پلاتے ہیں اور اللہ کے حکم سے یہ طریقہ نفع بخش ہوگا۔ مگر فائدہ کا امکان اس وقت اور زیادہ بڑھ جاتا ہے جب مریض خود سے مخصوص قلم کے ذریعہ کسی برتن یا کاغذ پر زعفران سے قرآن کی آیتیں لکھے۔ پھر اس کاغذ کو پانی میں ڈالے یہاں تک کہ زعفران پانی میں مکمل طور سے گھُل جائے۔ پھر وہ پانی پئے اور اس سے غسل کرے۔

☆ رقیہ لکھنے اور اس کے مٹانے سے متعلق چند تنبیہات:

الف: ایک مسلمان کو چاہیے کہ کاغذ پر لکھے ہوئے قرآنی آیات کو اچھی طرح سے مٹانے کے بعد ہی پھینکے۔ کیوں کہ قرآنی آیات قابل تعظیم ہیں۔ اور قرآنی تحریر اگر پانی سے نہ مٹے تو اسے جلا دینا چاہیے۔

ب: بعض لوگ قرآنی آیات کو زعفران سے لکھتے ہیں۔ پھر ان اوراق کو پانی میں ڈبوتے ہیں، اور اس پانی کو علاج کے لیے لوگوں سے فروخت کرتے ہیں تو یہ باطل طریقے سے لوگوں کا مال کھانا ہے، اور رقیہ کا یہ طریقہ اہل علم کے نزدیک جائز نہیں۔ جیسا کہ پچھلی بحث میں گزر چکا ہے۔[2]

ج: بعض لوگ قرآنی آیات کو برتنوں میں کندہ کرواتے ہیں تا کہ دھلنے سے لکھاوٹ زائل نہ ہو، یقیناً یہ طریقہ قرآن کی اہانت ہے، اس لیے کہ برتن ادھر ادھر رکھا رہتا ہے اور کبھی کبھار تو زمین پر بھی پھینکا

[1] الآداب الشرعية لابن مفلح (۴۴۲/۲)

[2] فتاویٰ اللجنة الدائمة (رقم:۲۰۳۶۱)

رہتا ہے۔[1] اور یہ عمل جائز رقیہ میں شامل نہیں ہے، جیسا کہ اہل علم نے اس کی صراحت کی ہے۔

د: کاغذات وغیرہ کو لمبی مدت تک پانی میں ڈال کر نہ چھوڑا جائے، جس سے کہ پانی کی خاصیت تبدیل ہو جائے اور پینے والے کی صحت کو نقصان پہونچے۔

چوتھی صورت: بیری کے پتے کو پانی میں ملا کر اس میں دَم کرنا اس شخص کے علاج کے لیے جسے اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرنے سے روکا گیا ہو۔

ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: وھب ابن منبہ کی کتاب میں ہے کہ مریض بیری کی سات ہری پتیاں لے، دو پتھروں سے کوٹ کر انھیں باریک کر لے، پھر اسے پانی میں ڈالے اور اس میں آیت الکرسی اور چاروں قل پڑھ کر دَم کرے، پھر تین گھونٹ پی لے، اور اس سے غسل کرے، ایسا کرنے سے اس کی پریشانی دور ہو جائے گی، ان شاء اللہ۔ اور یہ عمل اس شخص کے لیے بہتر ہے جسے اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرنے سے روکا گیا ہو۔[2]

''حبس عن أهله'' کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی کو اپنی بیوی سے ہمبستری کرنا مشکل اور دشوار ہو، ایسا بیشتر جادو کی وجہ سے ہوتا ہے اور کبھی کبھی آسیب اور نظرِ بد کی وجہ سے بھی ہوتا ہے۔

''فیدقه بین حجرین'' صرف پتھر ہی سے بیری کے پتے کو پیسنا مطلوب نہیں ہے بلکہ اصل مقصود پیسنا ہے، چاہے پتھر سے ہو یا کسی دوسرے آلہ سے، حتیٰ کہ پیسنے والے بعض الیکٹرانک سامان سے بھی اس مقصود کو حاصل کرنے کے لیے استعمال کر سکتا ہے۔

البتہ سات عدد پتوں کی قید تو یہ بعض علماء کا اجتہاد ہے لیکن اگر علاج کرنے والا سات سے زیادہ یا مٹھی بھر بیری کے پتے لے لے اور اسے پیس لے، تو بھی ان شاء اللہ فائدہ ہوگا۔

پانچویں صورت: جانوروں کا رقیہ

سُحیم بن نَوفل سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ: ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس

---

[1] فتاویٰ نور علی الدرب لفضیلة الشیخ محمد بن صالح العثیمین (۱/۹۹)

[2] شرح صحیح البخاری لابن بطال (۹/۴۴۶)

تھے، مصحف کی تلاوت کر رہے تھے کہ اسی دوران ہم میں سے ایک شخص کے پاس ایک دیہاتی لڑکی آئی اور اس سے مخاطب ہو کر کہنے لگی کہ فلاں نے تمہارے ٹٹو کو نظرِ بد لگا دی ہے، جس کی وجہ سے اسے چکر آ رہا ہے۔ نہ کھاتا ہے، نہ پیتا ہے اور پیشاب پاخانہ بھی نہیں کرتا، لہذا اس کے لیے ایک رقیہ کرنے والے کا انتظام کرو۔ تو حضرتِ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: رقیہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ اس کے پاس جاؤ اور اس کے ناک کے دائیں سوراخ میں چار مرتبہ اور بائیں سوراخ میں تین مرتبہ پھونک مارو اور یہ دعا پڑھو: لَا بَأْسَ، أَذْهِبِ الْبَأْسَ، رَبَّ النَّاسِ، وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا يَكْشِفُ الضُّرَّ إِلَّا أَنْتَ یعنی کوئی تکلیف نہیں، اے لوگوں کے رب! تو تکلیف کو دور فرمادے اور شفاء دینے والے تو شفاء دے، تو ہی تکلیف کو دور کرتا ہے، چنانچہ وہ شخص اٹھا اور چلا گیا ابھی ہم وہیں پر تھے کہ اتنے میں وہ آدمی واپس بھی آ گیا، اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا: آپ نے جیسا حکم دیا تھا میں نے ویسا ہی کیا، چنانچہ میرے آنے سے پہلے اس نے کھایا بھی، پیا بھی اور پاخانہ پیشاب بھی کیا۔[1]

حضرتِ حَنظلہ بن حِذْیَم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے دادا حذیم کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا تو انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے بعض بیٹے باریش اور بعض کم عمر والے ہیں اور یہ ان میں سب سے چھوٹا ہے، چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے قریب کیا اور میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے۔ ذَیَّال (ایک راوی کا نام ہے) نے کہا: میں نے حنظلہ کو دیکھا کہ ان کے پاس سوزش زدہ چہرہ والا انسان اور سوزش زدہ تھن والی بکری لائی جاتی، تو اللہ کے رسول ﷺ کی ہتھیلی سر کے جس حصہ پر پڑی تھی اس جگہ پر (ہاتھ رکھ کر) بسم اللّٰہ کہتے پھر وہ ہاتھ سوزش پر پھیرتے، جس سے سوزش زائل ہو جاتی۔[2]

---

[1] الإستذكار لابن عبدالبر (٤٠٢/٨)

[2] المعجم الكبير للطبراني (٢٨٩٦) مسند أحمد (٢٠٦٦٥) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (٢٩٥٥)

دوسری فصل

اصول اور مہمات

پہلی بحث: رقیہ صرف چند لوگوں کے ساتھ خاص نہیں

دوسری بحث: رقیہ کرنے والے کی نیت

تیسری بحث: تم اللہ کو یاد رکھو وہ تمہاری حفاظت کرے گا

چوتھی بحث: نفسیاتی پہلو اور علاج پر اس کے اثرات

پانچویں بحث: شیطان کی تعظیم سے اجتناب

چھٹویں بحث: صبر اور علاج میں اس کے اثرات

ساتویں بحث: بیماری کا مقابلہ اور اس سے بچاؤ

آٹھویں بحث: ہر نفع بخش چیز کا استعمال جائز نہیں

پهلی بحث

رقیہ صرف چند لوگوں کے ساتھ خاص نہیں

- رقیہ صرف چند لوگوں کے ساتھ خاص نہیں ہے، جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ کسی کی کرامت کی وجہ سے یا بعض لوگوں کے پاس مخصوص علم کی وجہ سے ہے، بلکہ ہر مسلمان اپنی، اپنے اہل وعیال اور دوستوں کی رقیہ کرسکتا ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (الغافر:٦٠)

ترجمہ: اور تمہارے رب نے فرمایا کہ مجھے پکارو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

گویا رقیہ دعاؤں، مولائے کریم کی طرف رجوع کرنے، قرآنی آیات اور مسنون دعاؤں کے مجموعے کا نام ہے، اور چونکہ بیمار شخص پریشان حال اور ضرورت مند ہوتا ہے، اس لیے اس کی دعا کے قبول ہونے اور اس سے پریشانی دور ہونے کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ﴾ (النمل:٦٢)

ترجمہ: کون ہے جو مجبور کی دعا قبول کرے اور پریشانی دور کرے جب کہ وہ اس کو پکارے۔

- نبی کریم ﷺ خود صحابۂ کرام کی رقیہ کی مکمل صلاحیت رکھتے تھے لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ انھیں رقیہ سکھانے کے حریص تھے اور صحابۂ کرام کے حق میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ کی دعا کی قبولیت کی گارنٹی بھی تھی، اور اسی طرح صحابۂ کرام بھی لوگوں کو فائدہ پہونچانے اور انھیں بھلائی کی تعلیم دینے

میں آپ ﷺ کی سنت اور آپ کے طریقے پر تھے۔اس کے لیے انھوں نے کسی کو خاص نہیں کیا۔اس سلسلہ میں چنداحادیث ملاحظہ فرمائیں:

۱- حضرتِ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے میرے پاس تشریف لائے، اس وقت مجھے ایسا درد تھا، لگتا تھا کہ مجھے مار ڈالے گا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے داہنے ہاتھ سے درد کی جگہ کو سات مرتبہ چھوؤ اور یہ دعا پڑھو: أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَ قُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ اللہ کے نام سے میں اللہ کی عزت اور اس کی قدرت کی پناہ مانگتا ہوں اس شر (تکلیف) سے جو میں محسوس کرتا ہوں۔ میں نے ویسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری تکلیف دور کردی، چنانچہ میں ہمیشہ اپنے گھر والوں کو اور دوسروں کو یہی دعا پڑھنے کو کہتا تھا۔[1]

ذرا حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ کی بات پر غور کریں کہ (انھوں نے کیا کہا؟) اب میں اپنے اہل خانہ اور دوسروں کو بھی یہی دعا پڑھنے کا حکم دوں گا۔اسی طرح کامیاب راقی (جھاڑ جھونک کرنے والے) کا مقصد لوگوں کو فائدہ پہونچانا ہوتا ہے۔گرچہ لوگ اس کے پاس جائیں یا نہ جائیں۔

۲- ثابت بنانی اپنے شاگرد محمد بن سالم سے کہتے ہیں کہ جب تمھیں درد ہو تو درد والی جگہ پر ہاتھ رکھو، پھر پڑھو: بِسْمِ اللّٰهِ، أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَ قُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ مِنْ وَجَعِيْ هٰذَا اللہ کے نام سے میں اللہ کی عزت اور اس کی قدرت کی پناہ مانگتا ہوں، اس شر (تکلیف) سے جو میں اپنے اِس درد سے محسوس کررہا ہوں۔ پھر درد کی جگہ سے ہاتھ ہٹالو، پھر ایسے ہی طاق یعنی (تین یا پانچ یا سات بار) کرو کیوں کہ حضرتِ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے ان سے ایسا ہی بیان کیا ہے۔[2]

رقیہ کا حکم صرف مردوں کے ساتھ خاص نہیں ہے؛ بلکہ عورتوں کو بھی اللہ کے رسول ﷺ نے رقیہ کرنے اور اسے ایک دوسرے کو سکھانے کا حکم دیا ہے، جس طرح وہ آپس میں کتابت سیکھا کرتی تھیں۔

---

[1] سنن ترمذی (۲۰۸۰) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترغیب والترهیب میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔(۳۴۵۳)

[2] سنن ترمذی (۳۵۸۸) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔(۱۲۵۸)

۳- ابوبکر بن سلیمان بن ابوحثمہ القرشی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک انصاری صحابی کے پہلو میں ایک پھوڑا نکل آیا[1] تو انھیں بتلایا گیا کہ حضرتِ شفاء بنت عبداللہ پھوڑے پر جھاڑ پھونک کرتی ہیں، وہ ان کے پاس گیے اوران سے درخواست کی کہ وہ انھیں دَم کردیں، انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے کسی کو دَم نہیں کیا، وہ انصاری صحابی رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے گیے اور حضرتِ شفاء کی ساری بات بتلادی تو آپ ﷺ نے حضرتِ شفاء کو بلوایا اوران سے فرمایا کہ تم اپنا دَم میرے سامنے پیش کرو۔ تو انھوں نے ایسے ہی کیا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: انصاری کو دَم کرو اور حضرتِ حفصہ رضی اللہ عنہا کو اس دَم کی تعلیم دو، جیسا کہ تم اسے کتاب پڑھا چکی ہو۔[2] اور ایک روایت میں ہے جیسا کہ تم اسے لکھنا سکھا چکی ہو۔

اور ایک روایت میں ہے جیسا کہ تم اسے لکھنا سکھا چکی ہو۔[3]

- جو لوگوں کی جھاڑ پھونک کرتا ہو اور اس نے جادو، جنوں کو پچھاڑنے اور آسیبی علاج میں شیطانوں کے شر کے ساتھ معرکہ سر کیا ہو تو اسے یاد رکھنا چاہیے کہ وہ شخص مجاہد ہے، اور نہایت ہی مکار اور چھپے ہوئے دشمن کے ساتھ معرکہ آرا ہے اور وہ دشمن ہمہ وقت اس کی غفلت کی گھڑی کے انتظار میں رہتا ہے تاکہ وہ دشمن اسے اذیت اور تکلیف پہونچائے تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنی چاہیے، اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے، صدق دل سے اس کی طرف رجوع کرنا چاہیے، اللہ کے حکم کی بجا آوری کرنی چاہیے، اس کی نافرمانی سے دور رہنا چاہیے، شرعی اذکار اور نبوی تحفظات کا اہتمام کرنا چاہیے اور جس علم اور تجربہ سے وہ نوازا گیا ہے اس پر اسے تکبر اور غرور کرنے سے بچنا چاہیے۔

---

[1] **النملة**: پھوڑا پھنسی جو پہلو میں نکلتا ہے۔ النهاية في غريب الحديث (۱۲۰/۵)

[2] مستدرك حاكم (۶۹۶۷) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۱۷۸)

[3] مسند احمد (۲۷۰۹۵) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے مشكوة المصابيح میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۴۵۶۱)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: لوگوں کی آپسی دشمنی ختم کرنے کے لیے انصاف کا جو بھی راستہ اختیار کرے گا، جس کا اللہ اوراس کے رسول نے حکم دیا ہے تو یقیناً وہ لوگوں پر ظلم نہیں کرے گا۔ بلکہ وہ مصیبت زدہ شخص کو آرام پہونچانے، فریاد کی فریادرسی اور مظلوم کی مدد کرنے میں اللہ اوراس کے رسول کا فرماں بردار ہوگا۔ اس شرعی طریقے کے مطابق جس میں خالق کے ساتھ شرک نہ ہو اور مخلوق پر ظلم نہ ہو۔ چنانچہ اُس کے انصاف پرور ہونے کی وجہ سے جنات اسے تکلیف نہیں پہونچا پائیں گے یا پھر تکلیف پہونچانے سے بے بس ہوں گے۔ لیکن اگر عفریت قسم کا جن ہو اور رقیہ کرنے والا کمزور ہو تو جن اسے تکلیف پہونچا سکتے ہیں۔ لہذا جب ایسی صورتِ حال درپیش ہو تو جھاڑ پھونک کرنے والے کے لیے بہتر ہے کہ آیت الکرسی اور معوذات کے ذریعہ سے اپنا بچاؤ کرے۔ ایمان کو قوی اور مضبوط کرنے والے اسباب جیسے کہ نماز کی پابندی اور دعاؤں وغیرہ کا اہتمام کرے۔ نیز ان تمام گناہوں سے بچتا رہے جن کی وجہ سے شیاطین مسلط ہوجایا کرتے ہیں۔ یہ عظیم ترین جہاد ہے اور ایسا کرنے والا شخص اللہ کے راستہ میں مجاہد ہے۔ لہذا گناہوں کا ارتکاب کرکے اپنے دشمن کی مدد کرنے سے بچنا چاہیے اور اگر معاملہ اس کے دائرہ قدرت سے باہر ہو تو ان جیسی بلیات سے چھیڑ چھاڑ نہیں کرنا چاہیے، جس کی اسے طاقت نہ ہو، کیوں کہ رب العزت نے انسان کو اس کی طاقت کے بقدر ہی مکلّف کیا ہے۔[1]

[1] مجموع الفتاویٰ (۱۹/۵۳)

دوسری بحث

رقیہ کرنے والے کی نیت

- رقیہ نیک اعمال اور بہترین عبادات میں سے ہے، رقیہ خالص اللہ ہی کے لیے ہونا چاہیے، جس سے صرف اور صرف اللہ کی رضا مندی اور آخرت کی کامیابی مطلوب ہو۔

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب شخص وہ ہے جو دوسروں کے لیے زیادہ نفع بخش ہو، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ اعمال مسلمان کا اپنے بھائی کو خوش کرنا، اس سے کوئی تکلیف دور کرنا، اس کا قرض چکانا اور اسے کھانا کھلانا، اور مجھے کسی بھائی کی ضرورت پوری کرنے کے لیے اس کے ساتھ چلنا اس مسجدِ نبوی میں ایک مہینہ کا اعتکاف کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔[1]

- لہذا رقیہ کرنے والے بھائی کو کسی پریشان حال، ضرورت مند کے لیے اپنا دروازہ بند نہیں کرنا چاہیے اور اسی طرح اگر آپ کے پاس مالدار صحت مند آدمی آئے تو جو مال اس کے پاس ہے اس کی لالچ میں بیماریوں کی تشخیص کرنے سے پرہیز کریں۔ کیوں کہ اللہ کے پاس جو ہے وہ بہت بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا ہے۔

[1] المعجم الكبير للطبرانی (١٣٦٤٦) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔(٩٠٦)

● اے حاملِ قرآن! آپ خوددار اور معزز ہیں۔ گرچہ آپ کے لیے اجرت لینا جائز ہے لیکن آپ لوگوں کے مال کی حرص سے بچیئے۔ اور ﴿لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُورًا﴾ (الانسان:۹) (ہم تم سے بدلے اور قدردانی کی چاہت نہیں رکھتے) کے مصداق اپنی پہچان بنائیں، آپ کا دل دنیاوی مال ومتاع کی طرف راغب نہ ہو۔ نہ رقیہ کرنے سے پہلے اور نہ ہی بعد میں؛ کیوں کہ انسان کی نیت بدلتی رہتی ہے، لہذا انسان کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کرنی چاہیے اور خود ہی محنت ومشقت کرنی چاہیے۔

● علامہ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ رقیہ کرنے والوں کو ایک عظیم وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: مریضوں کی جھاڑ پھونک کرنے کے لیے اپنے آپ کو فارغ کر لینا بلاشبہ خیر اور احسان کا کام ہے۔ بشرطیکہ رقیہ کرنے والے شخص کا مقصد رضائے الٰہی، اللہ کے بندوں کو فائدہ پہونچانا اور کتاب وسنت میں واردشدہ رقیہ شرعیہ کی طرف ان کی توجہ مبذول کرانا ہو۔ لیکن اگر لوگوں کے مال جمع کرنے کی نیت سے رقیہ کرنا ہو تو رقیہ کی برکت ختم ہوجاتی ہے اور صاحبِ رقیہ دنیاوی مال ومتاع کا غلام بن جاتا ہے کہ اگر مال ملا تو خوش، نہ ملا تو ناراض۔ اسی لیے میں اپنے ان بھائیوں کو نصیحت کرتا ہوں جو وقت نکال کر بیمار لوگوں کی رقیہ کرتے ہیں کہ اللہ کے لیے نیت میں اخلاص پیدا کریں۔ ان کا مقصد صرف مال کمانا نہ ہو۔ بلکہ اگر مل جائے تو لے لیں اور نہ ملے تو طلب نہ کریں۔ ایسا کرنے سے ان کے رقیہ میں برکت ہوگی۔ یہی میری رقیہ کرنے والے اپنے بھائیوں سے اپیل ہے۔[1]

● اور اس سلسلہ میں امام ابن قیم رحمہ اللہ نے کیا ہی خوب بہترین بات کہی ہے کہ: اللہ کی عادت اور اس کی سنت رہی ہے کہ مخلص انسان کی تعظیم، قدردانی اور محبت لوگوں کے دلوں میں بیٹھ جاتی ہے اور جس قدر اس کی نیت میں خلوص اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ سے بہتر ہوتا ہے اتنا ہی لوگوں کا دل اس کی جانب متوجہ ہوتا ہے، لیکن اس کے برعکس جو ریاکار ہوتا ہے اور جس قدر جھوٹ بولتا ہے لوگ اس سے اتنا ہی متنفر اور

[1] فتاویٰ نور علی الدرب (۱/۹۷-۹۸)

ناخوش ہوتے ہیں۔ الغرض یہ کہ مخلص شخص کے لیے لوگوں کے دلوں میں تعظیم اور محبت ہوتی ہے اور ریا کار کے لیے نفرت اور ناراضگی ہوتی ہے۔[1]

- اچھی عادتوں اور اخلاص کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ رقیہ کرنے والا اپنے مریض کے لیے تنہائی میں اور غائبانہ طور پر دعا کرے، اس سے عظیم فائدہ حاصل ہوتا ہے، پریشانیاں اس طرح دور ہو جاتی ہیں جس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔ اور اس کی بہت سی فضیلت ہے۔ جیسا کہ حضرتِ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جو بھی مسلمان بندہ غائبانہ طور پر اپنے بھائی کے حق میں دعا کرتا ہے تو فرشتے جواب میں کہتے ہیں کہ تمہارے لیے بھی ایسا ہی ہو۔[2]

[1] إعلام الموقعين (۱۵۳/۴)
[2] صحیح مسلم (۲۷۳۲)

تیسری بحث

تم اللہ کو یاد رکھو وہ تمہاری حفاظت کرے گا

● حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ: ایک روز میں اللہ کے رسول ﷺ کے پیچھے تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے بچے! میں تمہیں چند کلمات سکھا تا ہوں۔ تم اللہ کو یاد رکھو وہ تمہاری حفاظت کرے گا۔ تم اللہ کو یاد رکھو تو تم اسے اپنے سامنے پاؤ گے۔ [1]

● لہٰذا اے مسلمان بھائی! تم اللہ کی اطاعت کر کے اسے یاد رکھو، وہ تمہاری حفاظت کرے گا، اس کے حدود، حقوق اور اوامر کی حفاظت کرو، وہ تمام احوال میں تمہاری حفاظت کرے گا بلکہ وہ تمہارے لیے ایسے فرشتوں کو متعین کر دے گا جو تمہیں جن وانس کے شر اور تکلیف سے تمہاری ایسی حفاظت کریں گے جس کا تمہیں ادراک بھی نہ ہو سکے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ﴾ (الرعد:۱۱) ترجمہ: اس کے پہرے دار انسان کے آگے پیچھے مقرر ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی نگہبانی کرتے ہیں۔

● حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ﴿لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ

[1] مسند أحمد (۲۷۶۳) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۷۹۵۷)

خَلۡفِهٖ﴾ سے مراد دنیا کے فرشتوں میں سے ایک نگہبان فرشتہ ہے جو اس کی حفاظت کرتا ہے۔ [1]

- دنیا کے فرشتوں سے مراد ملائکہ ہی ہیں۔ چنانچہ دوسری روایت میں حضرتِ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اللہ کے حکم سے نگہبانی کرنے والے فرشتے ہی ہیں۔ [2]
- مجاہد رحمہ اللہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ: ہر بندے کے لیے ایک فرشتہ متعین ہے جو اسے نیند اور بیداری کی حالت میں جنوں، انسانوں اور زمین کے زہریلے کیڑے مکوڑوں سے اس کی حفاظت کرتا ہے، چنانچہ ان میں سے جو بھی اس بندے کو نقصان پہونچانے کے لیے آتا ہے تو وہ فرشتہ کہتا ہے کہ: پیچھے ہٹ جا، لیکن اگر اللہ نے کوئی تکلیف اس کے مقدر میں لکھ رکھی ہے تو اسے پہونچ جاتی ہے۔ [3]
- **سب سے عظیم ترین چیز جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ بندے کو جادو، نظرِ بد اور شیطانوں کے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔**

اول: نماز:

جو بندہ نماز کو اس کے وقت، شروط وارکان کے ساتھ ادا کرتا ہے تو یہ نماز اس کے لیے امن کا ضامن اور اللہ کی حفاظت کا ذریعہ بنتی ہے۔ چنانچہ حضرتِ جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جس نے فجر کی نماز پڑھ لی وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتا ہے۔ [4]

- امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں ذمہ سے مراد ضمانت یا امان (حفاظت) ہے۔ [5]

حضرتِ ابوالدرداء اور ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اللہ کے رسول ﷺ سے روایت کرتے ہیں اور

[1] تفسیر طبری (۱۲/۳۷۳)
[2] تفسیر طبری (۱۲/۳۷۱)
[3] تفسیر طبری (۱۲/۳۷۳)
[4] صحیح مسلم (۶۵۷)
[5] شرح صحیح مسلم (۵/۱۵۸)

آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! تو میرے لیے دن کے اوّلِ وقت میں چار رکعت نماز ادا کرلے۔ میں تمہارے لیے دن کے آخری حصہ تک کافی رہوں گا۔[1]

حضرتِ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ: اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے جب کوئی سخت معاملہ پیش آتا تو آپ ﷺ نماز پڑھتے تھے۔[2]

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: نماز حصولِ رزق کا ذریعہ ہے، صحت کی حفاظت کا ضامن ہے، تکلیف کو دور کرتی ہے، بیماریوں سے دور رکھتی ہے، دل کو مضبوط بناتی ہے، چہرہ کو رونق بخشتی ہے، طبیعت کو خوشگوار بناتی ہے، سستی کو دور کرتی ہے، اعضاء میں پھُرتی پیدا کرتی ہے، طاقت میں اضافہ کرتی ہے، سینہ کو کشادہ کرتی ہے، روح کو غذا فراہم کرتی ہے، دل کو روشن کرتی ہے، نعمت کی حفاظت کرتی ہے، عذاب سے بچاتی ہے، برکت پیدا کرتی ہے، شیطان سے دور رکھتی ہے، رحمان سے قریب کرتی ہے۔ مختصر یہ جسمانی اور قلبی قویٰ کی صحت کی حفاظت اور فاسد عناصر کی مدافعت میں نماز حیرت انگیز تاثیر رکھتی ہے۔ چنانچہ جب دو شخص کسی آفت، بیماری، مصیبت اور آزمائش میں مبتلا ہوتے ہیں تو ان میں سے جو شخص نمازی ہوتا ہے وہ بے نمازی کے مقابلہ میں ان مصائب سے قدرے راحت کی حالت میں ہوتا ہے اور اس کا انجام بھی بہتر ہوتا ہے۔

دنیا کی بُرائیوں کو ختم کرنے میں نماز ایک حیرت انگیز تاثیر رکھتی ہے، خاص طور پر اگر نماز کو ظاہری اور باطنی آداب و احکام کے ساتھ ادا کیا جائے تو نماز جیسی عبادت میں دنیا و آخرت کی بُرائیوں کو دور کرنے اور دارین کی سعادتوں کو حاصل کرنے کی جو قوت و تاثیر ہے وہ کسی اور عبادت میں نہیں ہے۔ اور اس کا راز یہ ہے کہ نماز اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کرنے کا نام ہے اور بندے کا تعلق اپنے رب کے ساتھ جس قدر مضبوط ہوگا اسی قدر خیر و بھلائی کے دروازے اس کے لیے کھلیں گے اور اس سے بُرائیاں اور بُرائیوں کے اسباب دور ہوں گے، رب کی طرف سے اس کے لیے توفیق کی بہتات ہوگی۔ صحت، عافیت، غنیمت،

---

[1] سنن ترمذی (۴۷۵) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے مشكاة المصابيح میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۱۳۱۳)

[2] مسند أحمد (۲۳۲۹۹) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحيح الجامع میں اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ (۴۷۰۳)

مالداری، آرام وراحت، نعمتیں اور ہر قسم کی خوشیاں اس کے پاس تیزی سے آئیں گی۔[1]

دوم: توبہ واستغفار کرکے اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو اللہ تعالیٰ تمہاری صحت کی حفاظت اور تمہاری طاقت میں اضافہ کرے گا اور دنیا میں تمہارے لیے لطف اندوزی کا بہترین سامان فراہم کرے گا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى﴾ (ھود:۳) ترجمہ: اور (اے لوگو!) تم اپنے رب سے (گناہوں کی) معافی مانگو، پھر اسی سے توبہ کرو، وہ تمہیں ایک ''مقرر وقت'' (موت) تک زندگی سے اچھا فائدہ اٹھانے دے گا۔

اور حضرتِ ہود علیہ السلام کی زبانی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ﴾ (سورہ ھود:۵۲)

ترجمہ: اور (ہود علیہ السلام نے کہا) اے میری قوم! اپنے رب سے گناہوں کی معافی مانگو، پھر اس کے سامنے توبہ کرو، وہ تمہارے لیے خوب بارش برسائے گا، اور تمہیں اور زیادہ طاقت دے گا اور مجرم (گنہگار) بن کر (حق سے) منھ نہ موڑو۔

سوم: گناہوں سے بچ کر اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو کیوں کہ گھر، اولاد، روزی، جسم اور دل پر گناہ کی نحوست کا بہت اثر پڑتا ہے اور یہ گناہ مصائب کے نازل ہونے اور شیطانوں کے مسلط ہونے کے بڑے اسباب میں سے ہے:

اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام کے بعد مخلوق میں سب سے افضل ترین لوگ صحابۂ کرام کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ﴿اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ﴾ (آل عمران:۱۶۵) ترجمہ: (کیا بات ہے) کہ جب تمہیں ایک ایسی تکلیف پہونچی کہ تم اس جیسی دو چند پہنچا چکے۔(یعنی اُحد میں تمہارے ستر آدمی شہید ہوئے تو بدر میں تم نے ستر کافر قتل کیے تھے اور ستر قیدی بنائے تھے) تو یہ کہنے لگے کہ یہ کہاں سے آ گئی؟

تو اس شخص کا کیا حال ہوگا جو فرائض کو چھوڑ کر گناہوں میں ڈوبا ہوا ہے نیز ذکر واذکار اور نبوی تحفظات سے بالکل ہی غافل اور لاپرواہ ہے؟

---

[1] زاد المعاد (۳۰۴/۴-۳۰۵)

● امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: لوگوں پر خبیث روحوں کے مسلط ہونے کی بڑی وجہ ان کی بد دینی، ایمانی کمزوری، نبوی اذکار و وظائف اور معوّذات سے ان کی زبان اور دل کی محرومی ہے۔ اس وجہ سے خبیث روحیں نہتے شخص پر ہی حملہ آور ہوتی ہیں، جس کے ساتھ ہتھیار نہیں ہوتا، اور بسا اوقات وہ بے ستر ہوتا ہے تو اس وقت خبیث روحیں اس پر حاوی ہو جاتی ہیں۔ اگر حقیقت سے پردہ اٹھایا جائے تو آپ دیکھیں گے کہ زیادہ تر لوگ ان خبیث روحوں کی زد میں اور ان کی گرفت و پکڑ میں ہیں۔ وہ جہاں چاہتی ہیں وہاں انھیں لے جاتی ہیں، نہ تو وہ ان خبیث روحوں سے بچ سکتے ہیں اور نہ ہی ان کی مخالفت کر سکتے ہیں اور اسی کا اثر وہ خطرناک مرگی ہے، جس میں مبتلا شخص تبھی ٹھیک ہو سکتا ہے جب وہ خبیث روحوں سے الگ اور جدا ہو جائے۔ اور اس وقت یہ ثابت ہو جائے گا کہ حقیقت میں یہ شخص آسیب زدہ تھا۔ اللہ تعالیٰ ہی مددگار ہے۔[1]

بعض مریض یہ شکایت کرتے ہیں کہ وہ آسیب، حسد اور خطرناک قسم کے جادو سے متاثر ہیں، ممکن ہے کہ وہ ان بیماریوں سے متاثر ہوں لیکن ان پر اس کا اثر نہایت ہی کم رہتا ہے، ان بیماریوں کی شدت اور تکلیف اس وقت اور بڑھ جاتی ہے جب وہ اللہ کی حرام کردہ چیزوں کی پامالی کرتے ہیں، حدود الٰہی سے تجاوز کرتے ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ انھیں اس کی سزا ان بیماریوں اور تکلیفوں کی شکل میں دیتا ہے، جن میں وہ مبتلا ہیں، اس سے نجات پانے کے لیے بندہ کو خالص توبہ کرنے اور اپنے مالک کی طرف صدق دل سے رجوع کرنے کی ضرورت ہے۔

● امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: بندہ پر جب ظلم ہو، اسے تکلیف پہونچائی جائے اور اس پر دشمن مسلط ہو جائیں تو اس کے لیے خالص توبہ سے بہتر کچھ بھی فائدہ مند نہیں اور اس کی نیک بختی کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنے نفس، گناہوں اور عیوب پر نظر ڈالے، اس کی اصلاح کرے، اور اس سے توبہ کرے۔ چنانچہ اس کے ساتھ جو کچھ ہوا اس پر غور و فکر کو نہ چھوڑے بلکہ وہ توبہ کرے اور اپنے عیوب کی اصلاح

[1] زاد المعاد (۶۳/۴)

کرے۔اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مدد، حفاظت اور اس کی طرف سے مدافعت کرے گا۔[1]

چہارم: نیک اعمال کی کثرت، مظلوم کی مدد، مغموم شخص کی پریشانی دور کرکے اور ضرورت مندوں کی معاونت کرکے اللہ کو یاد رکھو۔ اللہ تعالیٰ مصیبت دور کردے گا اور شفاء نازل فرمائے گا:

حضرتِ ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے بیان فرمایا: اچھی کارکردگی بُرے انجام سے بچاتی ہے، چھپا کر صدقہ کرنا رب کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور صلہ رحمی عمر کو بڑھاتی ہے۔[2]

● امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حسبِ استطاعت صدقہ اور احسان کیا کرو کیوں کہ حاسد کے شر، مصیبت اور نظرِ بد کو دور کرنے میں اس کی تاثیر حیرت انگیز ہے، اور اس سلسلے میں اگر قدیم اور جدید قوموں کے تجربات کے سوا کوئی اور دلیل نہ ہو تو یہی کافی ہوگا۔ کیوں کہ صدقہ کرنے والے اور احسان کرنے والے پر نظرِ بد، حسد اور مصیبت بمشکل ہی غالب آپاتی ہے۔ اور اگر بندہ اس سے دوچار ہو بھی جائے تو اس کے ساتھ نرمی، مدد اور آسانی کا معاملہ ہوگا اور اس میں اس کا نتیجہ بہتر ہوگا۔[3]

● **پانی پلانا عظیم ترین صدقہ ہے:**

حضرتِ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! حضرتِ سعد رضی اللہ عنہ کی ماں کا انتقال ہوگیا ہے، کون سا صدقہ افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: پانی۔ راوی کہتے ہیں: حضرتِ سعد رضی اللہ عنہ نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ اُمِ سعد رضی اللہ عنہا کی جانب سے ہے۔[4]

---

[1] بدائع الفوائد (۲/۲۴۲)

[2] المعجم الكبير للطبراني (۸۰۱۴) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحيح الترغيب والترهيب میں اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ (۸۸۹)

[3] بدائع الفوائد (۲/۲۴۲)

[4] سنن أبي داؤد (۱۶۸۱) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحيح الترغيب والترهيب میں اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ (۹۶۲)

● امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی سند سے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ،ان سے ایک شخص نے کہا! اے ابوعبدالرحمٰن! سات سالوں سے میرے گھٹنے میں ایک زخم رِس رہا ہے۔ میں نے مختلف قسم کا علاج کیا اور ڈاکٹروں سے بھی مشورہ لیا،لیکن مجھے کچھ بھی فائدہ نہیں ہوا۔ ابن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جاؤ! ایسی جگہ تلاش کرو جہاں لوگوں کو پانی کی ضرورت ہو، وہاں ایک کنواں کھدواؤ۔ مجھے امید ہے کہ چشمہ جاری ہوگا اور تمہارا خون رُک جائے گا۔ چنانچہ اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ اور بیماری سے شفاء یاب ہوگیا۔

● امام بیہقی رحمہ اللہ اسی طرح اپنے شیخ امام حاکم ابوعبداللہ رحمہ اللہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ: ان کے چہرے پر ایک زخم تھا، جس کا انھوں نے تمام طرح کا علاج کیا، لیکن وہ ٹھیک نہیں ہوا، اور تقریباً ایسے ہی ایک سال کا عرصہ گزر گیا۔ پھر انھوں نے اپنے استاذ امام ابوعثمان الصابونی رحمہ اللہ سے درخواست کی کہ جمعہ کے دن وہ اپنی مجلس میں ان کے لیے دعا کریں، چنانچہ استاذ نے ان کے حق میں دعا کی، اکثر لوگ آمین کہہ رہے تھے۔ چنانچہ جب اگلا جمعہ آیا تو ایک عورت نے مجلس میں ایک رقعہ پیش کیا جس میں لکھا ہوا تھا کہ جب وہ اپنے گھر واپس گئی اور رات کو امام حاکم ابوعبداللہ کے لیے خوب دعا کی تو اس نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں یہ کہتے ہوئے دیکھا کہ تم لوگ ابوعبداللہ سے کہو کہ مسلمانوں کے لیے خوب پانی فراہم کریں۔ چنانچہ میں وہ رقعہ امام حاکم ابوعبداللہ کے پاس لے آیا، پھر انھوں نے اپنے گھر کے دروازے کے سامنے ایک حوض بنانے کا حکم دیا، جب مزدور حوض بنا کر فارغ ہوئے تو اس میں پانی بھرنے کا حکم دیا اور برف [1] بھی پانی میں ڈالا گیا، پھر لوگ پانی پینے لگے۔ ایک ہفتہ میں ہی زخم رِسنا بند ہوگیا اور وہ ٹھیک ہوگئے۔ نیز ان کا چہرہ پہلے سے زیادہ خوبصورت ہوگیا۔ اور اس واقعہ کے بعد امام حاکم ابوعبداللہ کئی سالوں تک زندہ رہے۔[2]

---

[1] الجَمَد: برف،اولہ لسان العرب (١/٦٧٣)

[2] شعب الإيمان (٥/٦٩)

چوتھی بحث
نفسیاتی پہلو اور علاج میں اس کے اثرات

● کامیاب رقیہ کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ اپنے مریض کے علاج میں نفسیاتی پہلو پر خاص توجہ دے، تاکہ مریض کو سکون ملے، اس کے اندر امید کی کرن پیدا ہو، نیز اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کا حسنِ ظن، توکل اور بڑھے۔ یاد رہے کہ! اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کوئی بھی بیماری نازل نہیں کی ہے مگر اس سے شفاء یابی کی دوا بھی نازل کی ہے۔ چنانچہ جادو کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو، اللہ عزوجل کی آیتیں اس سے کہیں بڑی اور عظیم ہیں۔ اور شیاطین کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں، اللہ تعالیٰ کے کلمات انھیں متزلزل کردیں گے۔ ان کی بنیاد کو ہلا کر رکھ دیں گے اور انھیں پیٹھ پھیر کر بھاگنے پر مجبور کردیں گے۔ بإذن اللّٰه۔ جیسا کہ متعدد احادیث میں یہ بات مذکور ہے:

۱- حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: نماز کے لیے جب اذان دی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر گوز مارتا ہوا بھاگتا ہے تاکہ وہ اذان نہ سنے اور جب اذان ختم ہوجاتی ہے تو پھر واپس آجاتا ہے۔ جب تکبیر ہونے لگتی ہے[1] تو پھر بھاگ کھڑا ہوتا ہے اور جب تکبیر ختم ہوجاتی ہے تو پھر واپس آجاتا ہے اور آدمی کے دل میں وسوسے ڈالنے لگتا ہے کہ فلاں بات یاد کر اور فلاں بات

[1] التثويب کا معنی یہاں ''نماز کی اقامت'' ہے۔ النهاية في غريب الحديث (۱/۲۲۶)

یاد کر، شیطان ان باتوں کی یاد دہانی کراتا ہے جو اسے یاد نہیں رہتی۔ یہاں تک کہ اس شخص کو یہ یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔[1]

۲- حضرتِ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے، تو داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ عز و جل کا نام لیتا ہے تو شیطان (اپنے رفیقوں اور دوسرے تابعداروں سے) کہتا ہے: نہ تمہارے لیے رہنے کا ٹھکانا ہے اور نہ کھانا ہے۔ اور جب آدمی گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا تو شیطان کہتا ہے: تمہیں رہنے کا ٹھکانہ مل گیا۔ اور جب کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا تو شیطان کہتا ہے: تم نے رہنے کا ٹھکانا اور کھانا دونوں پالیا۔[2]

● **یہ ہے شیطان کا حال کہ!** کمزور اتنا کہ اذان سننے تک کی طاقت نہیں رکھتا اور اللہ جل شانہ کے ذکر کے وقت بھاگ کھڑا ہوتا ہے؛ لہٰذا مسلمان بندہ اس سے خوف نہیں کھاتا بلکہ شیطان خود موحد، صادق بندے سے مرعوب اور خائف رہتا ہے۔

۳- جیسا کہ حضرتِ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر شیطان تمہیں کسی راستے پر چلتا ہوا دیکھتا ہے تو اسے چھوڑ کر کسی دوسرے راستے پر چل پڑتا ہے۔[3]

امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: شیطان تم سے اسی طرح ڈرتا ہے جیسے تم اس سے ڈرتے ہو، اگر تم اسے دیکھو تو اس سے خوف مت کھاؤ، ورنہ وہ تم پر سوار ہوجائے گا۔ بلکہ تم اس پر سختی کرو، اور وہ خود ہی بھاگ جائے گا۔[4]

---

[1] صحیح بخاری (۳۲۸۵)
[2] صحیح مسلم (۲۰۱۸)
[3] صحیح بخاری (۳۶۸۳) صحیح مسلم (۲۳۹۶)
[4] الآثار لأبی یوسف (ص:۱۲۸)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جب بندہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت گزار اور تقویٰ شعار اولیاء میں سے ہوگا تو یہ شیاطین اس سے بھاگ کھڑے ہوں گے۔ اور ایسے بندے کا مددگار اللہ کے سپاہی جیسے فرشتے اور مومن جنات وغیرہ ہوں گے۔ [1]

اور نفسِ انسانی کا جب اللہ پر ایمان اور توکل مضبوط ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے جسم سے بیماری کو خود ہی دور بھگا دیتا ہے۔ اور اس سے مدافعت کرتا ہے۔ تو ذرا سوچئے کہ! جب جسمانی امراض پر یہ اثر ہوتا ہے تو روحانی امراض مثلاً جادو، آسیب اور نظرِ بد پر اس کا اثر کیوں کر نہ ہوگا جب کہ ان روحانی امراض پر غلبہ پانے کا آلہ ہی ایمان، توحید اور عبودیت الٰہی ہے۔

- ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: بے شک دل کا تعلق جب اللہ تعالیٰ سے استوار ہوتا ہے جو بیماری اور دوا کا خالق ہے اور کائنات کا تصرف جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے تو یہ دل کے علاج میں اضافی دواؤں کا کام کرتا ہے۔ خاص طور سے ایسے دل کے علاج میں جو اللہ تعالیٰ سے دوری اور بیزاری اختیار کر چکا ہو۔
- اور یہ بات مسلّم ہے کہ جب روح، نفس اور طبیعت میں طاقت وقوت ہوتی ہے تو یہ مرض اور اس کے زور کو دور کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔ تو ذرا سوچئے اس شخص کے بارے میں جس کی طبیعت اور نفس قوی ہو، جو اپنے دل کو اللہ سے قریب ہونے اور اس کی ذات وحدہ لاشریک سے انس ومحبت ہونے پر خوش ہو، اس کے ذکر کو نعمت سمجھے، اور اپنی ساری قوتیں اور توانائیاں اسی کے لیے صَرف کرے، اور اسی کی طرف متوجہ ہو، صِرف اسی سے مدد مانگے، اور اسی پر بھروسہ کرے، تو یہ سب چیزیں مل کر اس کے لیے سب سے بڑی دوا کیوں کر نہ بنیں گی، اور دکھوں کا جڑ سے خاتمہ کیسے نہ کریں گی۔ اس حقیقت کا انکار وہی کر سکتا ہے جو لوگوں میں سب سے بڑا جاہل ہو۔ جس کی عقل پر موٹا پردہ پڑ چکا ہو، جس کی طبیعت میں بیزاری ہو اور جس کو اللہ تعالیٰ اپنے سے اور اصل انسانیت سے دور کر دیا ہو۔ [2]

---

[1] الصفدية (۲/۲۹۳)

[2] زادالمعاد (۴/۱۱)

مصیبت میں مبتلا اے میرے بھائی! تُو اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کی تعظیم، اس کی بزرگی، اس کی محبت اور اس کی خشیت سے بھر لے اور اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کر، اس کے ساتھ اچھا گمان اور اچھی سوچ رکھ۔ تو عنقریب تُم اللہ کے حکم سے جنات کی اذیتوں، جادو اور حسد کی شرانگیزیوں کے خاتمہ کی حیرت انگیز تدبیر کا مشاہدہ کرو گے۔

- ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جو دل اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی یاد سے معمور ہوگا اور جو پابندی سے انابت، دعا، تعوّذ و اذکار کا ورد کرے گا، جس کے دل اور زبان میں یکسانیت ہوگی تو یہ چیزیں جادو کا وار روکنے میں بہت بڑا کردار ادا کریں گی اور اگر جادو ہو بھی جائے تو اس کا بہترین علاج یہی ذکر اذکار رہوں گے۔ [1]

مریضوں کے حالات کو سمجھتے ہوئے ان کی نفسیات کا خاص لحاظ رکھا جائے اور انھیں ایسی باتیں بتائی جائیں جس سے ان کو مزید حوصلہ ملے۔ اور یہ بہت بڑی سمجھداری اور اعلیٰ ظرفی کی دلیل ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ بہت سے جھاڑ پھونک کرنے والوں میں یہ چیز نہیں پائی جاتی ہے۔ جو کچھ معلوم ہوا وہ سب مریض سے کہہ دیتے ہیں، جب کہ ایسا بالکل نہیں ہونا چاہیے۔ حکمت یہ ہے کہ رقیہ کرنے والا کبھی کبھار بات چیت میں توریہ سے کام لے؛ تا کہ مریض کو ڈھارس ملے، ہر وہ شخص جسے آسیب کا اثر ہو یا جس پر جادو کیا گیا ہوا سے بتایا نہیں جاتا ہے اس لیے کہ بعض لوگ جب یہ سن لیتے ہیں کہ ان کے جسم میں کوئی جن ہے یا ان پر جادو ہوا ہے تو وہ اس قدر ڈر جاتے ہیں جس سے ان کی بیماری اور بڑھ جاتی ہے۔ اور وہ نفسیاتی مریض بھی ہو جاتے ہیں۔

- جسے جھاڑ پھونک کی توفیق ملی ہوا سے مرض کو بڑا بنا کر پیش کرنے سے بچنا چاہیے اور ایسی باتوں سے بھی پرہیز کرنی چاہیے، جس سے مریض کی نفسیات مجروح ہوتی ہو، جیسا کہ بعض رقیہ کرنے والے مریضوں سے کہہ دیتے ہیں کہ: تمہارے ساتھ جنوں کا پورا ایک قبیلہ لگا ہے۔ تم پر جان لیوا کالا جادو ہوا ہے۔ تم پر پرانی نظرِ بد ہے، ساتھ ہی ساتھ نیا جادو بھی ہے، تم پر سرکش جنات اور ان کے بادشاہوں کا قبضہ ہے، جو باری باری دن و رات حملہ آور ہوتے ہیں۔

[1] زاد المعاد (۱۱۶/۴)

اللہ کے واسطے بتائیں کہ صحیح سالم آدمی کا حال کیا ہوگا اگر وہ یہ سب باتیں سن لے، تو ذرا سوچئے کہ جو حقیقت میں مریض ہے تو اس کا کیا حال ہوگا؟ جب اس کے دل میں یہ بات بیٹھ جائے گی کہ جنات کے قبائل، ان کے بادشاہوں اور ان کے سرکشوں نے اس کے جسم پر ڈیرا ڈالا ہوا ہے۔ اور اس پر بیماری، قتل اور انتقام کا جادو ہے، تو بتائیے کہ کیا وہ کبھی خوشی محسوس کر سکے گا اور کیا اسے نیند آسکے گی؟

اسی لیے بہت سے مریض جب اس طرح کی باتیں سن لیتے ہیں تو ان کی حالت الٹے خراب اور بگڑنے لگتی ہے۔ بسا اوقات تو وہ وسوسے اور خوف و دہشت کے بھنور میں ہی پھنس جاتے ہیں، اور بعض راقی حضرات (اللہ انھیں معاف کرے) کے غلط تصرف، جھوٹ اور مرض کی غلط تشخیص اور لاعلمی کے باعث مریض خطرناک نفسیاتی تناؤ کا شکار ہو جاتے ہیں۔

- اے باتوفیق راقی! مریضوں کی نفسیات کے ساتھ برتاؤ، سلوک کا صحیح طریقہ، مرض کو ہلکا بنا کر پیش کرنے کی اہمیت اور کس طرح سے مریضوں کے دلوں سے جنات و شیاطین کے خوف و دہشت کو نکالا جاتا ہے اس ہنر کو جاننا آپ کے لیے بے حد ضروری ہے۔ آپ کے پاس کوئی ایسا شخص آئے جس پر بڑا جادو کیا گیا ہو تو آپ اس کی بیماری کو ہلکا بنا کر پیش کریں اور اسے بتائیں کہ یہ معمولی چیز ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف پناہ لینا عظیم دوا اور ناقابلِ تسخیر قلعہ ہے اور یہ شیاطین اس کے سامنے بے بس ہیں، تو آپ کی ان باتوں سے اس کی نفسیات کو مضبوطی اور ہمت کو حوصلہ ملے گا۔ اور اللہ کے حکم سے کم ہی وقت میں اس کی وہ بڑی تکلیف تیزی سے ختم ہو جائے گی۔

- کبھی مریض پر آسیب کا بہت معمولی اثر ہوتا ہے، لیکن جھاڑ پھونک کرنے والا اس کی بیماری کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے اور اسے ڈراؤنے جملوں میں بیان کرتا ہے کہ فلاں فلاں بیماری ہے، جس سے مریض نفسیاتی طور پر کمزور ہو جاتا ہے اور دل میں شیطان کے معاملے کو بڑا سمجھنے لگتا ہے۔ اور اس کے دل کے ہر دروازے سے ناامیدی داخل ہو جاتی ہے، اور پھر اس کی حالت بد سے بدتر ہونے لگتی ہے، اس پر شیطان کا

تسلط مضبوط ہوجاتا ہے۔ جب صورت حال ایسی ہوجاتی ہے تو نہ ہی رقیہ کی لمبی لمبی نشستوں سے اسے کوئی فائدہ ہوتا ہے اور نہ ہی علاج کے مسلسل پروگراموں سے کچھ افاقہ ہوتا ہے۔ حصول شفاء کے لیے ضروری ہے کہ "محل" دوا کے لیے مناسب ہو۔ کیوں کہ اچھے بیج کی بوائی اگر نچلی نشیبی اور غیر زرخیز زمین میں کی جائے تو اس سے بالکل ہی کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

- ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: یہاں تین باتیں اہم ہیں:

☆ دوا کا بیماری کے موافق ہونا۔

☆ مریض کے لیے ڈاکٹر کی کوشش۔

☆ مریض کی طبیعت کا دوا کو قبول کرنا۔

- ان تینوں میں سے اگر کوئی ایک چیز بھی چھوٹ جائے تو شفاء حاصل نہیں ہوسکتی۔
- اور جب یہ تینوں چیزیں اکٹھا پائی جائیں گی تو شفاء ملے گی۔ اور ان شاء اللہ ضرور ملے گی۔

اور جو شخص اس بات کو کما حقہ سمجھ لے۔

☆ اس پر رقیہ کے اسرار کھل جائیں گے۔

☆ نافع اور غیر نافع علاج کی تمیز اسے حاصل ہوجائے گی۔

☆ وہ مرض کی مناسبت سے رقیہ کرے گا۔

☆ اس پر یہ بات واضح ہوجائے گی کہ رقیہ دراصل جھاڑ پھونک کرنے والے اور محل کے قبول کرنے سے ہوتا ہے۔ جیسے کہ تلوار، تلوار چلانے والے سے جانی جاتی ہے۔ ساتھ ہی وہ جگہ کٹنے کے لائق بھی ہو۔

اور جس کی سوچ مثبت اور نظر باریک ہو تو اس کے لیے مذکورہ بالا چیزیں رقیہ کے پیچھے کے حقائق سے آگاہ کرنے کے لیے اہم اشارہ ہیں۔ واللہ اعلم۔[1]

[1] مدارج السالکین (۱/۸۰)

پانچویں بحث

شیطان کی تعظیم سے اجتناب

● اے مبتلائے مصیبت! شیطان نے جو اذیتیں آپ کو دی ہیں انھیں بکثرت ذکر کر کے شیطان کی عظمت کو نہ بڑھائیں، اس سے آپ فکر میں الجھی رہیں گے اور آپ کے پورے دماغ میں جن، جادو، نظرِ بد اور حسد ہی بھریں گے اور سوچتے رہیں گے کہ جن نے ایسا کر دیا، شیطان نے سرکشی کر دی، کبھی آپ شکوہ سنج ہوں گے اور کبھی روئیں گے۔ جس سے شیطان خوش ہوگا بلکہ اس سے لطف اندوز بھی ہوگا اور جب وہ آپ کو ٹوٹا ہوا دیکھے گا تو اس کا شر مزید بڑھ جائے گا۔ کیوں کہ آپ نے اپنا پورا حال شیطان کے موافق بنا دیا ہے، اس کے برخلاف اگر آپ اس کی یاد سے بیزاری برتتے ہیں اور اس کی دی گئی اذیتوں کی یاد سے اپنا دل خالی رکھتے ہیں تو شیطان مکھی کی طرح بالکل بے وزن ہو کر رہ جائے گا۔

● آپ ان دونوں حدیثوں پر گہرائی سے نگاہ ڈالیئے، اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو:

۱- ابوالملیح ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پیچھے سوار تھا کہ آپ کی سواری پھسل گئی، میں نے کہا شیطان ہلاک ہو، تو آپ ﷺ نے فرمایا: یوں مت کہو کہ شیطان ہلاک ہو، اس لیے کہ جب تم ایسا کہو گے تو وہ پھول کر گھر کے برابر ہو جائے گا اور کہے گا کہ میرے زور و قوت کا

اس نے اعتراف کرلیا۔ بلکہ یوں کہو ''بسم اللہ'' کیوں کہ جب یہ کہو گے تو وہ اتنا چھوٹا ہو جائے گا جیسے مکھی۔[1]

۲- حضرتِ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک دیہاتی آیا اور کہنے لگا، میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرا سر کٹ گیا ہے اور میں اس کے پیچھے جا رہا ہوں، آپ ﷺ نے اسے ڈانٹا اور فرمایا: خواب میں شیطان جو تم سے کھیلتا ہے اسے بیان مت کرو۔[2]

- اے مبتلائے مصیبت میرے بھائی! آپ شرعی دواؤں سے اپنے نفس کا علاج کیجئے اور اپنے دشمن کو یاد مت کیجئے، اس کے بارے میں مت سوچا کیجئے، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ مغلوب اور کمزور ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ۔ ہاں! اگر اس کا ذکر مشورہ طلب کرنے کے لیے ہو اور تجربہ کار سے اس کے متعلق کچھ دریافت کرنے کے لیے ہو تو کوئی حرج نہیں۔ ہاں! اگر آپ کو شکوہ ہی کرنا ہے اور جو مصیبت اور تکلیف آپ کو پہونچی ہے، اسے بیان ہی کرنا ہے تو نہات عاجزی اور انکساری کے ساتھ اپنے رب جل شانہ سے کریں۔

- بعض شیطانوں کی مثال بعض کتوں کی طرح ہے، جب وہ آپ کو بھونکے اور آپ اس کی طرف متوجہ ہو جائیں اور اس سے ڈر کا اظہار کریں تو وہ اور زیادہ بھونکنے لگتا ہے، اور اگر آپ اسے نظر انداز کر دیں اور ساتھ ساتھ شریعت کی روشنی میں اس کے شر سے بچاؤ کی احتیاطی تدابیر اختیار کریں تو وہ آپ سے دور ہو جائے گا۔

ابن قیم رحمہ اللہ کے اس قیمتی کلام پر اگر آپ گہری نظر ڈالیں جو انھوں نے محسود سے حاسد کے شر دور کرنے کے اسباب میں بیان کیا ہے۔ اور ان کی بات تمام روحانی امراض کے لیے نہایت ہی مفید ہے۔ جیسے جادو، آسیب، حسد وغیرہ۔

[1] سنن أبي داؤد (۴۹۸۲) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحيح الترغيب والترهيب میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۳۱۲۸)
[2] صحیح مسلم (۲۲۶۸)

وہ مزید فرماتے ہیں کہ: شیطان کے بارے میں سوچ وفکر کرنے سے دل کو نجات دی جائے اور جب بھی کوئی بات کھٹکے تو اسے دل سے نکال دے، شیطان کی طرف دھیان نہ لگائے اور نہ ہی اس سے ڈرے، نہ ہی اس کی فکر سے اپنا دل بھرے، اور یہ چیز شیطان کے شر سے چھٹکارا حاصل کرنے کے قوی تر اسباب اور نافع ترین دواؤں میں سے ہے۔[1]

اس باب میں یہ بات نہایت عظیم فائدے کی اور بہت ہی نفع بخش ہے۔ جو شخص اس بات کو اچھی طرح سمجھ لے اور اس پر عمل کرے تو مشکل ترین حالات کے علاج میں اس کے بہت عظیم اثرات ہیں۔

[1] بدائع الفوائد (۲/۲۴۰)

چھٹی بحث

صبر اور علاج میں اس کے اثرات

- قضا و قدر پر ایمان رکھنا اور مصیبتوں پر صبر کرنا دشمن پر غلبہ پانے اور شیطانوں کی اذیتوں اور جادوگروں کی چالوں کو ختم کرنے کے اہم ترین ذرائع ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا﴾ (آل عمران: ۱۲۰) تم اگر صبر کرو اور پرہیزگاری کرو تو ان کا مکر تمہیں کچھ بھی نقصان نہ دے گا۔
- علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے صبر کو ایک ایسا گھوڑا بنایا ہے جو ٹھوکر نہیں کھاتا، ایسی تلوار جو کند نہیں پڑتی، ایسا لشکر جو شکست نہیں کھاتا اور ایسا مضبوط قلعہ جو مسمار نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی اس میں شگاف پڑ سکتا ہے، کیوں کہ صبر اور فتح دو سگے بھائی ہیں۔ صبر کے ساتھ فتح ہے، مصیبت کے ساتھ راحت ہے اور مشکلات کے ساتھ آسانی ہے۔ ''صبر'' بنا ساز و سامان کے صبر کرنے والوں کے لیے بہت سے طاقت ور لوگوں سے زیادہ معاون ثابت ہوتا ہے۔ اور فتح میں اس کا مقام وہی ہے جو جسم میں سر کا ہے۔[1]

[1] عدة الصابرين (ص:۱۱)

- مریض کی انتہائی کوشش یہ ہو کہ وہ تکلیف پر قضائے الٰہی سے راضی رہے۔اور اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والوں کے لیے بہت ثواب، بڑا اجر اور غلطیوں کی معافی اور بخشش جو تیار کیا ہے انھیں یاد کرے۔
- لوگوں میں سب سے بہتر شخص حضرت محمد ﷺ سے ثابت شدہ ذیل میں چند احادیث پیشِ خدمت ہیں، جس میں ہر مبتلائے مصیبت کے لیے تسلی ہے۔اور جو ہر مریض کے دکھ کو ہلکا کر دیتی ہیں، بڑے معاملات کو آسان کر دیتی ہیں۔اور امید وسہارا کو مضبوطی دیتی ہیں۔

۱- حضرتِ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بڑا ثواب بڑی بلا (آزمائش) کے ساتھ ہے۔یقیناً اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو اسے آزماتا ہے، پس جو اللہ کی تقدیر پر راضی ہو اس کے لیے اللہ کی رضا ہے اور جو اللہ کی تقدیر سے ناراض ہو تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔[1]

۲- حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن مرد اور مومن عورت کی جان، مال اور اولاد میں آزمائش برابر ہوتی رہتی ہے۔یہاں تک کہ جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریں گے۔تو ان پر کوئی بھی گناہ نہیں ہوگا۔[2]

۳- ابراہیم بن مہدی السُـلَـمی سے مروی ہے وہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔(جنھیں شرف صحابیت حاصل ہے) وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ، جب بندے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایسا رتبہ مل جاتا ہے جس رتبہ تک وہ اپنے عمل کے ذریعہ نہیں پہنچ پاتا تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم یا اس کے مال یا اس کی اولاد کے ذریعہ اسے آزماتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق دیتا ہے، یہاں تک کہ وہ بندہ اس مقام کو جا پہونچتا ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مقدر کر رکھا تھا۔[3]

---

[1] سنن ترمذی (۲۳۹۶) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔(۱۴۶)

[2] سنن ترمذی (۲۳۹۹) اور امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔(۲۲۸۰)

[3] مسند أحمد (۲۲۳۳۸) سنن أبي داؤد (۳۰۹۰) اور لفظ ابوداؤد کے ہیں۔اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحيح الترغيب والترهيب میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔(۳۴۰۹)

۴- حضرتِ عطاء بن ابی رَباح کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا میں تمھیں ایک جنتی عورت نہ دکھادوں؟ میں نے کہا کیوں نہیں۔ تو انھوں نے کہا کہ یہ کالی عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ مجھے مرگی آتی ہے اور میں برہنہ ہوجاتی ہوں۔ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کردیجیے۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تُو چاہے تو صبر کر! تجھے جنت ملے گی۔ اور اگر تُو چاہے تو میں تیرے لیے اللہ تعالیٰ سے اس مرض سے نجات کی دعا کردوں، تو اس نے عرض کیا: میں صبر کروں گی، پھر اس عورت نے عرض کیا کہ مرگی کے وقت میں برہنہ ہوجاتی ہوں۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کردیں کہ میرا بدن نہ کھلے۔ تو نبی ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی۔[1]

جب صبر کا بدلہ ایسی جنت ہے جس کی وسعت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے تو مبتلائے مصیبت کو خوش ہوجانا چاہیے اور یہ جان لینا چاہیے کہ دریائے صبر میں ایک ڈبکی ہر بلا کو بھلا دے گی، گرچہ وہ روئے زمین کا سب سے زیادہ تکلیف اور شدت اٹھانے والا ہی کیوں نہ ہو۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:

۵- حضرتِ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: قیامت کے دن اہل دوزخ سے ایک ایسا شخص لایا جائے گا جو دنیا والوں میں سب سے زیادہ آسودہ اور خوش عیش تھا۔ اسے دوزخ میں ایک غوطہ دیا جائے گا، پھر اس سے پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تم نے دنیا میں کبھی کوئی آرام وراحت دیکھا تھا؟ کیا تجھ پر کبھی چین وسکون بھی گزرا تھا؟ تو وہ کہے گا: اللہ کی قسم! کبھی نہیں اے میرے رب! اور اہلِ جنت سے ایک ایسا شخص لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ تکلیف اور پریشانی میں زندگی گزاری تھی۔ اسے جنت میں ایک بار غوطہ دیا جائے گا۔ پھر اس سے پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تم نے کبھی کوئی تکلیف اور پریشانی دیکھی تھی؟ کیا تجھ پر کبھی کوئی شدت بھی گزری تھی؟ تو وہ کہے گا: نہیں! اللہ کی قسم۔ مجھ پر کبھی کوئی تکلیف نہیں گزری اور میں نے تو کبھی کوئی تکلیف دیکھی ہی نہیں، اے میرے رب۔[2]

---

[1] صحیح بخاری (۵۶۵۲) صحیح مسلم (۲۵۷۶) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کے جو طرق میں نے جمع کئے۔ تو ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ام زفر کو جو بیماری تھی وہ جناتی مرگی تھی، الجھن والی مرگی نہیں تھی۔ فتح الباری (۱۰/۱۱۵)

[2] صحیح مسلم (۲۸۰۷)

ساتویں بحث

بیماری کا مقابلہ اور اس سے بچاؤ

- حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: قوی مومن اللہ کے نزدیک بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے بالمقابل کمزور مومن کے۔ اور ہر مومن کے اندر خوبی اور خیر ہے۔ ان کاموں میں حرص کرو جو تم کو فائدہ دے، اللہ سے مدد مانگو اور ہمت نہ ہارو۔ [1]
- اللہ کے حکم سے جادو اور نظرِ بد کے اثرات کو ختم کرنے اور شیطانوں کو دور بھگانے کے لیے مؤثر علاج اور نافع دواؤں میں سے یہ ہے کہ مرض کو دفع کیا جائے اور اس کا مقابلہ کرنے میں کمزور نہ پڑا جائے۔ روحانی امراض کے آگے اگر آپ گھٹنے ٹیک دیں گے اور اس کو دفع کرنے میں کمزور پڑ جائیں گے تو مرض اپنی جڑ مضبوط کر لے گا اور پختہ ہو جائے گا۔ اور اگر آپ اللہ کی پناہ لیتے ہوئے اس سے مدد مانگتے ہوئے مرض کا مقابلہ کریں گے تو وہ مالک و مولیٰ کے حکم سے لوٹ جائے گا اور کمزور پڑ جائے گا۔
- اس کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جس کے ہاتھ رسّی سے بندھے ہوئے ہوں اور ایک دوسرا آدمی اسے تکلیف دینے کے لیے اسے گھسیٹے۔ اگر وہ شخص گھسیٹنے والے کے آگے سرِ تسلیم خم کر دے تو وہ اسے اتنا گھسیٹے گا جس کی کوئی انتہا نہیں، یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو جائے گا۔ لیکن اگر وہ شخص اس کے سامنے ڈٹ

---

[1] صحیح مسلم (۲۶۶۴)

جائے اور اس کے سامنے سرِ تسلیم خم نہ کرے، بلکہ اپنی جگہ پر ثابت قدم ہو کر جم جائے تو جو اسے تکلیف دینے کی کوشش کر رہا تھا اور گھسیٹ رہا تھا، تو وہ شخص گھسیٹنے والے کو تھکا دے گا۔ اور اگر یہ شخص اپنی جگہ جمنے پر اکتفا نہ کرے بلکہ جوابی کارروائی بھی کرے اور جس نے اسے قید کیا تھا اسے گھسیٹنا شروع کر دے تو اس میں اس کی نجات ہے، اور ایسا کرنے سے قید ٹوٹ جائے گا اور رسیاں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گی اور جو نقصان پہنچانا چاہتا تھا اگر وہ اپنی طاقت استعمال کر کے نہ بھاگے تو وہ خود قید ہو جائے گا۔

روحانی امراض کا معاملہ بھی بالکل ایسا ہی ہے۔ اس کے سامنے ڈٹنا، اسے دفع کرنا، اس کے آگے سرِ تسلیم خم نہ کرنا بہت ضروری ہے۔ مثلاً اگر کسی پر جدائی کا جادو ہوا ہو تو اس کا بڑا علاج یہ ہے کہ دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کے قریب رہیں اور دونوں اکیلے بیٹھنے سے بچیں، اور جادو کی وجہ سے الگ الگ کمروں میں بھی نہ رہیں، یہاں تک کہ شفا مل جائے۔

تفریق اور جدائی کے جادو کو ختم کرنے کے لیے میاں بیوی کا یومیہ جماع اور معاشرت یہ سب سے بہتر علاج ہے۔ اور اسی طرح جس پر قطعِ رحم کا جادو ہوا ہو اور جو شیطان کی طرف سے جنسی زیادتی کا شکار ہوا ہو۔ ان سب کے لیے یومیہ جماع سب سے بہتر علاج ہے۔

- جسم میں شہوت کے زور پکڑنے کے وقت شیطان قوی ہو جاتا ہے اور جماع کے ذریعہ شہوت ختم ہونے سے شیطان -باِذن اللہ- کمزور ہو جائے گا۔ جیسا کہ امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: خون اور منی کے ہیجان کے وقت شیطانی روحیں جادو زدہ افراد پر اتنا قابو پا لیتی ہیں جتنا ان کے علاوہ افراد پر قابو نہیں پا سکتیں۔ اور یہ قابو اس وقت تک رہتا ہے جب تک مضبوط اور مستحکم ذرائع سے مدافعت نہ کی جائے۔ اور ان مستحکم ذرائع میں سے ذکر الٰہی، اللہ سے دعا، اللہ تعالیٰ سے آہ و زاری، گڑگڑا کر فریاد رسی، صدقہ و خیرات اور تلاوتِ قرآن ہے۔[1]

---

[1] زادالمعاد لابن القیم (۳۶/۴)

- اسی طرح جس کی ملازمت اور کام پر نظرِ بد لگی ہو تو اس کے لیے بہترین اور نفع بخش علاج یہ ہے کہ وہ اپنا کام اور مشغلہ نہ چھوڑے، اپنی تجارت سے علیحدگی اختیار نہ کرے، بلکہ اس کا مقابلہ کرتے ہوئے اور مزید بہتری کے حصول کے لیے کوشاں رہے۔
- جو شخص عبادت و اطاعت کے کاموں میں خود کو متحرک و فعال پائے، پھر جنات کے آسیب کے بعد سست پڑ جائے تو اس کا علاج یہ ہے کہ وہ اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری پر ثابت قدم رہے۔ اور اپنے رب کے سامنے دیر تک کھڑا رہے اور ذکر و اذکار پر ہمیشگی برتے۔
- جو شخص جنات کے آسیب کی وجہ سے علیحدگی و تنہائی پسند کرنے لگے، بھیڑ بھاڑ اور لوگوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے اکتانے لگے تو ایسے شخص کا علاج یہ ہے کہ میلانِ دل کے برعکس گھر والوں اور دوست و احباب کے ساتھ مل جل کر رہے اور رضائے الٰہی کی خاطر ملاقات کے لیے نکلتا رہے۔
- یہ تمام چیزیں جد و جہد اور مسلسل کوشش، قوت ارادیت اور اللہ سے استعانت کی محتاج ہیں۔ اس کے بعد باِذن اللہ جلد ہی مصیبتیں ختم ہو جائیں گی اور مشکلات سے چھٹکارا مل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ (العنکبوت: ٦٩) اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم انھیں اپنی راہیں ضرور دکھا دیں گے۔
- جب جب مرض کے لیے جد و جہد زیادہ ہوگی تو مریض کا معاملہ مزید خراب ہو سکتا ہے، لیکن ہوگا وہی جیسا کہ کہا گیا ہے: بے شک صبر کرنا مدد کی گھڑی ہے، چند لمحات دوا کی کڑواہٹ پر صبر کر لینا، سالوں بھر مرض کی تکلیف پر صبر کرنے سے بہتر ہے۔
- اے بیماری سے دوچار میرے بھائی! اگر آپ اپنے مرض سے دکھی ہیں تو آپ جان لیں کہ جادوگروں کی تکلیف اور شیطانوں کا افسوس اس وقت اور زیادہ بڑھ جائے گا جب آپ اپنے مالک و مولیٰ کی پناہ لیں گے ساتھ ہی ان کی اذیتوں کو دفع کرنے اور ان کی جڑ کاٹنے کی کوشش کریں گے تو یہ بہت بڑا جہاد

ہے اور اس پر آپ کے لیے اجرعظیم بھی ہے۔ [1]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلاَ تَهِنُوا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ اِنْ تَكُوْنُوا تَأْلَمُوْنَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُوْنَ كَمَا تَأْلَمُوْنَ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾ (النساء:١٠٤)

ترجمہ: ان لوگوں کا پیچھا کرنے سے ہارے دل ہو کر بیٹھ نہ رہو، اگر تمہیں بے آرامی ہوتی ہے تو انھیں بھی تمہاری طرح بے آرامی ہوتی ہے اور تم اللہ تعالیٰ سے وہ امیدیں رکھتے ہو جو امیدیں وہ نہیں رکھتے، اور اللہ تعالیٰ دانا اور حکیم ہے۔

[1] تکلیف بڑھنے کے وقت اہم کام یہ ہے: تکلیف سے انجان بنے رہیں، اور اس کی طرف توجہ نہ دیں، اس کے بارے میں بات نہ کریں، نہ شکوہ کریں، اس کے بارے میں فکر کرنے سے دل کو آزاد رکھیں، ایسے رہیں جیسے کہ کچھ ہوا ہی نہیں اور علاج کے سلسلہ میں یہ ایک بڑا اور باریک فلسفہ ہے، اسے کم ہی لوگ سمجھتے ہیں، اس پر بات گزر چکی ہے۔ (ص:٩٠-٩١)

آٹھویں بحث

ہر نفع بخش چیز کا استعمال جائز نہیں

- جو بندہ مرض یا مصیبت میں مبتلا ہو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی بڑی توفیق یہ ہے کہ اسے اس بات کا علمِ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ کو چھوڑ کر کہیں کوئی پناہ نہیں اور اس کے حکم کے بغیر نہ کبھی شفاء مل سکتی ہے اور نہ ہی کوئی سعادت حاصل ہو سکتی ہے اور بندے کو یہ علم بھی ہونا چاہئے کہ حفظانِ صحت سے کہیں زیادہ ضروری دین کی حفاظت ہے۔ لہٰذا اگر بندے کا مکمل خسارہ ہو بھی جائے تو یہ دین اور آخرت کے خسارے سے ہیچ اور کمتر ہے۔
- بعض جھاڑ پھونک کرنے والوں پر شیطان کی یہ تلبیس ہوتی ہے کہ علاج کے لیے انھیں کچھ ایسے طریقوں کو بتلاتا ہے جو شرکیہ اور حرام ہوتے ہیں۔ یہ دلیل دیتے ہوئے کہ اس نے اس کا تجربہ کیا تو یہ طریقہ اور دوا مفید ثابت ہوا۔
- انھیں معلوم نہیں کہ حسنِ انجام وسائل کو جواز عطا نہیں کرتا اور ہر وہ چیز جس کا فائدہ ثابت ہو اس کا کرنا جائز نہیں ہوتا، شیطان کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ مریض کو راحت کا احساس دلائے جب وہ شرکیہ عمل کرے، اور جادوگروں کے پاس آنے جانے لگے۔ ذرا سوچیں کہ شیطان کے لیے اس سے بڑی

کامیابی اور کیا ہوسکتی ہے کہ وہ مسلمان شخص کے دین کو ختم کردے اور اس کے عقیدے کو برباد کردے۔ اگرچہ اس کے بدلے اسے جسمانی تکلیف پہونچانے کا عمل ترک کرنا ہی کیوں نہ پڑے۔

- حضرتِ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، آپ ﷺ فرمارہے تھے کہ: جھاڑ پھونک (منتر) گنڈا (تعویذ) اور جادو وغیرہ شرک ہے۔ زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا: آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں؟ اللہ کی قسم! میری آنکھ درد کی شدت سے نکلی جارہی تھی اور میں فلاں یہودی کے پاس دَم کرانے آتی تھی، جب وہ دَم کردیتا تو درد ختم ہوجاتا تھا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ کام تو شیطان ہی کا تھا، وہ اپنے ہاتھ سے آنکھ چھوتا تھا، اور جب وہ دَم کردیتا تو وہ اس سے رُک جاتا تھا۔ تیرے لیے تو بس اتنا ہی کہنا کافی تھا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کہتے تھے: ''أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ، اِشْفِ أَنْتَ الشَّافِيْ، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا''۔[1] یعنی اے لوگوں کے رب! بیماری کو دور کردے، شفاء دے، تو ہی شفاء دینے والا ہے، ایسی شفاء جو کسی بیماری کو نہ رہنے دے۔

- شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ہر وہ طریقہ جس سے انسان کی حاجت پوری ہو، ممکن ہے کہ وہ مشروع ہی نہیں بلکہ مباح بھی نہ ہو۔ لیکن وہ اس وقت مشروع ہوجاتا ہے جب اس کا فائدہ اس کے نقصان سے بڑھ کر ہو۔ اور جب اس کا نقصان اس کے فائدہ سے بڑھ کر ہوگا تو وہ طریقہ یا عمل مشروع اور جائز نہیں ہوگا بلکہ اس سے اجتناب کیا جائے گا۔ اگرچہ اس سے کچھ فائدہ حاصل ہورہا ہو۔ جادو کی حرمت بھی اسی قبیل سے ہے، حالانکہ اس سے بعض ضروریات کی تکمیل اور اس میں تاثیر ہوتی ہے، لیکن اس میں ستاروں کی عبادت اور ان سے دعا اور جن کو حاضر کرنا وغیرہ ہوتا ہے، اور کہانت اور تیروں کے ذریعہ قسمت معلوم کرنا اور شریعت میں جو چیزیں حرام ہیں سب اسی باب سے ہیں، اس کا انکار نہیں کہ بعض اوقات ان میں تاثیر بھی ہوتی ہے اور فائدہ بھی ہوتا ہے۔[2]

---

[1] سنن أبی داؤد (٣٨٨٣) صحیح سنن أبی داؤد للألبانی (٣٢٨٨)

[2] مجموع الفتاویٰ (٢٧/١٧٧) نیز دیکھیں: مختصر الفتاویٰ المصریة (ص:٥٨٦)

● شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں کہ: کیا آپ جادو، تعویذ اور نظرِ بد وغیرہ کو نہیں دیکھتے کہ اللہ کی اجازت سے دنیا میں اثر انداز ہوتے ہیں، ان سے لوگوں کے بہت سے مقاصد پورے ہوتے ہیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کا فرمان یہ بھی ہے: ﴿وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَّلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖ اَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾ ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾ (البقرۃ:۱۰۲-۱۰۳)

ترجمہ: اور وہ بالیقین جانتے ہیں کہ اس کے لینے والے کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور وہ بدترین چیز ہے جس کے بدلے وہ اپنے آپ کو فروخت کر رہے ہیں۔ کاش کہ! یہ جانتے ہوتے۔ اگر یہ لوگ صاحبِ ایمان متقی بن جاتے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہترین ثواب انھیں ملتا، اگر یہ جانتے ہوں۔

یہ لوگ اس بات کو جانتے ہیں کہ ان کا یہ کام آخرت میں ان کو کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ ایسا کرنے والا آخرت میں گھاٹا اٹھانے والا ہوگا۔ ایسے لوگ اپنی دنیوی فائدے کے لیے اس سے چمٹے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ﴾ (البقرۃ:۱۰۲) ترجمہ: یہ لوگ وہ سیکھتے ہیں جو انھیں نقصان پہونچائے اور نفع نہ پہونچا سکے۔

اور اسی طرح بہت سے دعا کرنے والے لوگ حرام دعائیں کرتے ہیں، جس سے ان کا مقصد تو پورا ہو جاتا ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس حرام دعا کی پاداش میں جو نقصان ہوتا ہے وہ نقصان اس فائدہ سے کہیں زیادہ بڑا ہوتا ہے۔[1]

---

[1] اقتضاء الصراط المستقیم (۲/۲۱۵)

تیسری فصل

روحانی امراض کے علاج میں طبِّ نبوی کے اثرات

پہلی بحث: طبّ ودوا کے معاملہ میں رسولﷺ معصوم ہیں

دوسری بحث: وہ دوائیں جو کتاب وسنت میں موجود ہیں

تیسری بحث: جائز دوائیں جو تجربات سے ثابت شدہ ہیں

پہلی بحث

طبّ ودوا کے معاملہ میں رسول ﷺ معصوم ہیں

● بے شک ایمان کی اصل بنیاد اور کلمۂ شہادت کا یہ لازمی حصہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات کی تصدیق کی جائے، اور اسے سچ سمجھا جائے، جو آپ ماضی، حال اور مستقبل کے بارے میں بتائیں۔ مکمل طور پر اسے تسلیم کیا جائے۔ مسلمان کو اس میں ذرہ برابر بھی شک وشبہ نہیں کرنا چاہیے۔ یہاں تک کہ اس کی عقل ان بعض حقائق کے ادراک سے قاصر ہی کیوں نہ رہے۔ جو سنتِ رسول کے اندر موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَالنَّجۡمِ اِذَا هَوٰى ﴾ ﴿مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمۡ وَمَا غَوٰى﴾ ﴿وَمَا يَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰى﴾ ﴿اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡىٌ يُّوۡحٰى ﴾ (النجم:۱-۴)

ترجمہ: قسم ہے ستارے کی جب وہ گرے، تمہارے ساتھی نے نہ راہ گم کی ہے نہ وہ ٹیڑھی راہ پر ہے۔ اور نہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں۔ وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے۔

● بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ طبِ نبوی اور دنیاوی امور سے متعلق جو احادیثِ رسول ہیں وہ سب آپ ﷺ کے بشری اجتہاد کا حصہ ہیں۔ جو صحیح اور غلط دونوں ہو سکتے ہیں، ان میں نبوت ورسالت کا تقدس نہیں ہوتا۔ چند شبہات کو انھوں نے دلیل بنایا اور اسی کو حجت اور بیّنہ سمجھ بیٹھے، لیکن جیسے ہی آپ ان شبہات کا مقابلہ نورِ حق اور کتاب وسنت کے دلائل سے کریں گے، تو وہ سارے شبہات خاک میں مل جائیں گے۔

● میں یہاں ان لوگوں کے بعض شبہات کا اللہ کی توفیق سے ذکر کر رہا ہوں اور ساتھ ساتھ ان کے باطل ہونے کو بھی واضح کر رہا ہوں۔

☆ **پہلا شبہ:**

حضرتِ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو تلقیح (کھجور کی ایک ٹہنی کو دوسری ٹہنی سے باندھ رہے تھے) یعنی گابھہ کر رہے تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم ایسا نہ کرو تو بہتر ہوگا۔(انھوں نے یہ کرنا چھوڑ دیا) حضرتِ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: پھر کھجور خراب نکلی،آپ ﷺ وہاں سے گزرے تو لوگوں سے پوچھا: تمہارے درختوں کو کیا ہوگیا؟ انھوں نے بتایا: آپ نے ایسا اور ایسا بتایا تھا (اس کی وجہ سے کھجور خراب نکلی اور پھل چھوٹا ہوگیا) تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے دنیاوی کاموں کو مجھ سے بہتر جانتے ہو۔[1]

تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ حدیثِ رسول ﷺ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ دنیاوی معاملات لوگوں کے لیے چھوڑ دیئے گیے ہیں، وہ انھیں زیادہ جانتے اور سمجھتے ہیں۔شریعت کی حکمرانی دنیاوی معاملات پر نہیں ہے۔اور اس واقعہ نے یہ ثابت کر دیا کہ دنیاوی معاملات میں رسول ﷺ معصوم نہیں ہیں اور طبّ ودوا پر مشتمل احادیث بھی اسی قبیل سے ہیں۔

● **اس شبہہ کے جواب کی چند صورتیں ہیں:**

اول: کھجوروں کے گابھہ کے قصہ میں جو بات ہے وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ان لوگوں سے جو کچھ کہا وہ رائے اور گمان سے کہا تھا جس میں خطا کا امکان ہے۔آپ نے کوئی ایسی خبر نہیں دی تھی کہ اس میں صرف اور صرف صدق کا ہی احتمال ہو، آپ ﷺ صادق ومصدوق تھے جیسا کہ طبّ ودوا کے باب کی احادیث میں خود مذکور ہے۔اور اس کی وضاحت اسی روایت سے ہو رہی ہے:

[1] صحیح مسلم (۲۳۶۳)

حضرتِ طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا جو کھجور کے درختوں کے اوپری حصوں پر تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا: تلقیح کر رہے ہیں، یعنی نر کو مادہ میں رکھتے ہیں، تو وہ گابھ ہو جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ اس سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ یہ بات ان لوگوں کو معلوم ہوئی تو انھوں نے گابھ کرنا چھوڑ دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر ملی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر اس میں ان کو فائدہ ہے تو کریں: میں نے تو ایک ظن اور خیال ظاہر کیا تھا۔ تو تم لوگ میرے خیال پر مواخذہ نہ کرو، لیکن جب میں اللہ کی طرف سے کوئی حکم بیان کروں تو اس پر عمل کرو، اس لیے کہ میں اللہ پر ہرگز جھوٹ بولنے والا نہیں۔ [1]

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: علماء کا یہ کہنا ہے کہ آپ ﷺ کی یہ بات کوئی خبر نہیں تھی یہ تو بس ایک خیال تھا، جیسا کہ آپ ﷺ نے خود ہی ان روایتوں میں اس کی وضاحت کر دی ہے۔ علمائے کرام کہتے ہیں کہ دنیاوی معاملات میں آپ ﷺ کی رائے اور آپ ﷺ کا گمان دوسروں کی طرح ہی ہے۔ لہٰذا اس طرح کی چیز کا صدور کوئی بڑی بات نہیں اور اس میں آپ کی تنقیص بھی نہیں اور نبی ﷺ نے تلقیح چھوڑنے کا خیال ظاہر کیا تھا محض اس بنیاد پر کہ لوگ آخرت سے جُڑے رہیں۔ [2]

دوئم: دنیاوی مال ومتاع کی تقسیم کے وقت جس نے آپ ﷺ پر اعتراض کیا، اس سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ: کیا تم مجھے امانت دار نہیں مانتے؟ جب کہ میں تو اس کا امانت دار ہوں جو آسمان کے اوپر ہے۔ میرے پاس صبح وشام آسمان کی خبریں آتی ہیں۔ [3]

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کو راتوں رات مسجد اقصیٰ کی سیر کرائی گئی تو لوگ آپ کے بارے میں باتیں کرنے لگے اور کچھ ایمان والے اور رسول کی تصدیق کرنے والے بھی یقین کرنے سے انکار کر گیے۔ اور لوگ تیزی سے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے

[1] صحیح مسلم (۲۳۶۱)
[2] شرح صحیح مسلم (۱۵/۱۱۶)
[3] صحیح بخاری (۴۳۵۱) صحیح مسلم (۱۰۶۴)

پاس گیے اور کہا: کیا آپ کو اپنے ساتھی کی خبر ہے؟ ان کا کہنا ہے کہ انھیں اس رات بیت المقدس کی سیر کرائی گئی ہے۔ یہ سن کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا انھوں نے ایسا کہا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: ہاں! تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر انھوں نے ایسا کہا ہے تو بالکل صحیح اور سچ کہا ہے۔ لوگ کہنے لگے۔ کیا آپ اس بات کو سچ مانتے ہیں کہ وہ اس رات کو بیت المقدس گیے اور صبح ہونے سے پہلے پہلے واپس بھی آگیے؟ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! میں تو اس سے کہیں زیادہ دور کی چیزوں کو بھی سچ مانتا ہوں۔ میں تو آپ ﷺ کی آسمانی خبروں کی بھی تصدیق کرتا ہوں، جو صبح وشام آپ کے پاس آتی ہیں۔ اسی وجہ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام صدیق پڑ گیا۔ [1]

ہم لوگ بھی اسی طرح آپ کی تصدیق کرتے ہیں ان امور میں جو دنیاوی معاملات سے کہیں بالاتر ہیں، ہم آسمانی خبروں کی بھی تصدیق کرتے ہیں اور طبّ کے امور میں بھی آپ ﷺ کی بدرجۂ اولی تصدیق کرتے ہیں۔

حضرتِ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: ہم سے رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: آپ صادق ومصدوق ہیں کہ بے شک تمہاری پیدائش کی تیاری تمہاری ماں کے پیٹ میں چالیس دنوں تک نطفہ کی صورت میں کی جاتی ہے، پھر اتنے ہی دنوں تک ایک بستہ خون کی صورت میں رہتا ہے، پھر وہ اتنے ہی دنوں تک ایک مضغہ یعنی گوشت کا ٹکڑا رہتا ہے۔ [2]

پیٹ کے اندر بچے کی نشو ونما کے مراحل طبّ کے نہایت باریک مسائل میں سے ہے اور صحابی نے یہ بات بیان کرنے سے پہلے آپ ﷺ کو صادق ومصدوق کہا ہے۔

سوئم: کھجوروں میں گابھہ چھوڑنے کے سلسلہ میں صحابۂ کرام نے اللہ کے رسول ﷺ کی بات کو فوراً مان لیا، اس میں صریح دلیل ہے کہ ان کے نزدیک اصل یہی تھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کلام میں

---

[1] مستدرک حاکم (۴۴۶۸) امام حاکم کہتے ہیں کہ: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو سلسلة الأحاديث الصحيحة میں صحیح کہا ہے۔ (۳۰۶)

[2] صحیح بخاری (۳۲۰۸) صحیح مسلم (۲۶۴۳)

معصوم ہیں اور آپ کی بیان کردہ باتیں سچی ہوتی ہیں، چاہے ان کا تعلق دنیاوی امور سے ہو یا ایسے امر کے سلسلے میں ہو جس کے برعکس لوگوں کا یقین رہا ہو۔ وہ لوگ کھجور اور کھیتی والے تھے، تلقیح اور تأبیر کا فائدہ جانتے تھے اور پھلوں کی پیداوار میں اس کے نتائج سے بھی واقف تھے، اس کے باوجود بھی انھوں نے اپنی عقلوں سے آپ کا معارضہ نہیں کیا، بلکہ مکمل طور پر انھوں نے آپ کی بات کو تسلیم کیا۔ لیکن یہ بات ان سے مخفی رہ گئی کہ آپ ﷺ نے یہ بات ظن اور رائے اور امید کے باب سے بیان کی ہے۔ یہ خبر نہیں ہے اور نہ ہی یہ یقینی بات ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کے تمام اقوال ایسے ہیں جن سے شریعت اخذ کی جاتی ہے... آپ ﷺ نے ان لوگوں کو تلقیح سے منع نہیں کیا تھا۔ دراصل ان لوگوں کو سمجھنے میں یہ غلطی ہوگئی کہ آپ ﷺ نے انھیں منع کیا ہے۔ جیسا کہ کسی کو خیط ابیض اور خیط اسود سمجھنے میں غلطی ہوگئی تھی کہ وہ سفید اور کالا دھاگا اس سے سمجھ بیٹھے تھے۔[1]

چہارم: اس بات پر اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ معصوم ہیں، شریعت اور وحی کے امور میں آپ سے غلطی نہیں ہوتی ہے، اور اگر وحی کے علاوہ کسی معاملات میں آپ سے کوئی غلطی ہو بھی جائے تو اللہ تعالیٰ اسے باقی نہیں رکھتا بلکہ اس کی درستگی کی جانب آپ کی رہنمائی کردیتا ہے۔ چاہے وہ وحی کے ذریعہ ہو یا ایسی صورت حال بنا دیتا ہے کہ کوئی آپ کو آگاہ کردیتا ہے جیسا کہ مشہور واقعات میں یہ بات مذکور ہے۔

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اکثر علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جن معاملات میں آپ ﷺ پر وحی نازل نہیں ہوئی ان میں آپ ﷺ سے خطا (غلطی کا صدور) ممکن ہے۔ لیکن علماء کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ آپ ﷺ کا اس خطا پر باقی رہنا ممکن نہیں ہے۔[2]

یہ ممکن ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو ایسی خطا پر باقی رکھے جس کا تعلق روحوں اور نفسوں کی حفاظت سے ہو، پھر یہ خطا آپ کے صحابہ اور تابعین اور ان کے بعد نسل در نسل چلتی رہے اور اس پر کوئی نکیر اور رد بھی نہ ہو۔

---

[1] مجموع الفتاویٰ (۱۲/۱۸)

[2] اعلام الحدیث (۱/۲۲۵)

پنجم: جدید سائنس اور طبّ کی ترقی کے باوجود روز بروز طبِّ نبوی اور اس کا اعجاز ثابت ہوتا جا رہا ہے، عہدِ رسالت سے لے کر آج تک سالہا سال اور صدیاں گزر گئیں پھر بھی یہ بات ثابت نہ ہوسکی کہ کوئی طبیب آیا ہو اور اس نے رسول ﷺ کی بتائی ہوئی باتوں کے برعکس کچھ ثابت کیا ہو۔

یہ سب اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مصداق ہے: ﴿وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا﴾ (النساء:۸۲) ترجمہ: اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے۔

طبّ کے باب میں اس قدر وارد شدہ احادیث نبویہ اگر صرف رائے اور بشری اجتہاد پر مبنی ہوتیں تو ان پر تنقید آسان تھی، ان میں تناقض واختلاف اور ٹکراؤ واضح رہتا، بہت سے مقامات پر غلطیاں ہوتیں، لیکن ایسا نہیں ہے کیوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے رسول کے کلام کو ان تمام چیزوں سے محفوظ رکھا ہے۔

ششم: اسلام اس لیے آیا تاکہ طبّ واقتصاد، سیاست ومعاشرت وغیرہ تمام معاملات میں انسانی زندگی کے لیے فیصل بن کر رہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ اَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (النساء: ۶۵)

ترجمہ: قسم ہے تیرے پروردگار کی وہ ایمان دار نہیں ہو سکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں۔ اور فرماں برداری کے ساتھ قبول کر لیں۔

اور شریعت کے پانچ تکلیفی احکام سے علمِ طبّ خارج نہیں ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جو بھی بات آپ ﷺ نے نبوت کے بعد کی ہے اور آپ کو اس پر باقی رکھا گیا اور اسے منسوخ نہیں کیا گیا تو وہ شریعت اور دین ہے۔ شریعت میں وجوب ہے، تحریم ہے، مباح ہے۔ اور اس میں وہ بھی داخل ہے جو طبّ کی مفید چیزیں ہیں، شریعت اسلام طبّ کی مباح

دواؤں سے فائدہ اٹھانے کو بھی شامل ہے۔ ساتھ ہی شریعت بعض دواؤں کو مباح کہتی ہے اور بعض دواؤں کو مستحب قرار دیتی ہے۔ جب کہ لوگوں کے درمیان اختلاف بھی ہے کہ دوا کے ذریعہ علاج کرنا مباح ہے یا مستحب یا واجب ہے؟

تحقیقی بات یہ ہے کہ کچھ دوا کے ذریعہ علاج حرام ہے اور کچھ مکروہ، اور کچھ مباح اور کچھ مستحب اور کبھی کچھ کا استعمال واجب بھی ہے۔ اور واجب اس وقت ہوگا جب اس کے بغیر جان نہیں بچ سکتی ہے۔ [1]

ھفتم: اسلام کے عظیم مقاصد میں سے جان کی حفاظت بھی ہے اور علمِ طب بلاشبہ اس مقصد کی تکمیل کے لیے بہت ہی عظیم چیز ہے۔

☆ دوسرا شبہ:

بعض لوگ طبّ کے امور میں رسول ﷺ کو غیر معصوم مانتے ہیں اور وہ اس طرح استدلال کرتے ہیں کہ طبِّ نبوی بالکل وہی طبّ ہے جو اسلام سے پہلے عربوں میں رائج تھی۔ رسول ﷺ نے کوئی نئی چیز نہیں پیش کی۔ اس بنا پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ ﷺ کی طبّ کا تعلق نبوت اور وحی سے نہیں ہے!

● اس شبہہ کے جواب کی چند صورتیں ہیں:

اول: اس میں کوئی شک نہیں کہ طبِّ نبوی کی بہت سی چیزیں اسلام سے قبل عربوں کے طبّ میں موجود تھیں۔ طبّ کی جن چیزوں پر رسول ﷺ نے اہل عرب کو برقرار رکھا ان سے رسول ﷺ کی معصومیت پر کوئی فرق نہیں پڑتا کیوں کہ رسول ﷺ جو خبر دیتے تھے وہ سچ ہوتی تھی اور جس چیز کو آپ ﷺ باقی رکھتے تھے وہ حق ہی ہوتا تھا۔ اور جن نافع دواؤں کو اہل عرب جانتے تھے وہ آپ کے اس قول کے عموم میں داخل ہے۔ ”مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً إِلَّا قَدْ أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً، عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ، وَجَهِلَهُ، مَنْ جَهِلَهُ“ [2]

---

[1] مجموع الفتاویٰ (۱۸/۱۱-۱۲)

[2] مسند أحمد (۳۵۷۸) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۴۵۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کوئی بھی بیماری نازل نہیں کی ہے مگر اس کی شفاء بھی نازل کی ہے۔ اس کی دوا جاننے والے جانتے ہیں۔ (یعنی حکماء واطباء) اور نہیں جاننے والے نہیں جانتے ہیں۔

حقیقتِ امر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو دوائیں نازل کی ہیں رسول ﷺ ان ہی کے بارے میں خبر دیتے اور بتلاتے تھے۔

دوئم : عرب کی طبّ میں بہت سی طبّی غلطیاں اور عقیدے کی خرابیاں پائی جاتی تھیں، اس کے باوجود آپ ﷺ نے اس طبّ سے جو سب سے افضل، جو سب سے بہتر اور جو سب سے عمدہ چیزیں تھیں ان کا انتخاب کیا اور ایسا انتخاب کیا کہ آج تک ان چیزوں کے استعمال اور حقائق سے کوئی روک نہیں سکا۔ آپ ﷺ اَن پڑھ نبی تھے، نہ لکھ سکتے تھے، نہ پڑھ سکتے تھے، جو کچھ بھی آپ نے بتایا وہ اللہ کی طرف سے وحی تھی جیسا کہ حجامہ والی حدیث میں صراحتاً موجود ہے کہ حضرتِ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے معراج والی رات کے بارے میں بتایا کہ آپ کا گزر فرشتوں کی جس جماعت سے بھی ہوا سب نے آپ کو حکم دیا کہ اپنی امت کو حجامہ کا حکم دیں۔ [1]

سوئم : طبِّ نبوی میں ایسی طبّی خصوصیات اور غیبی باتیں مذکور ہیں جنہیں عرب اور سابقہ قوموں کے ماہرینِ اطباء بھی نہیں جانتے تھے، جس سے یہ بات مدلل اور واضح ہو جاتی ہے کہ طبِّ نبوی اللہ کی طرف سے قطعی اور یقینی ہے جو شمع نبوت اور وحی الٰہی سے مأخوذ ہے۔ [2]

اس سلسلہ میں بعض احادیث ذکر کر رہا ہوں:

۱- حضرتِ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: ہم سے رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: آپ صادق ومصدوق ہیں کہ بے شک تمہاری پیدائش کی تیاری تمہاری ماں کے پیٹ میں چالیس دنوں تک

[1] سنن ترمذی (۲۰۵۲) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترغیب والترهيب میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۳۴۶۲)

[2] زاد المعاد (۳۳/۴)

نطفہ کی صورت میں کی جاتی ہے، پھر اتنے ہی دنوں تک ایک بستہ خون کی صورت میں رہتا ہے، پھر وہ اتنے ہی دنوں تک ایک مضغہ یعنی گوشت کا ٹکڑا رہتا ہے۔[1]

۲-حضرتِ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: برتن ڈھانپ دو، اور مشک بند کردو، اس لیے کہ سال میں ایک رات ایسی ہوتی ہے جس میں وَبا اترتی ہے پھر وہ وبا جو برتن کھلا پاتی ہے یا مشک کھلا پاتی ہے اسی میں داخل ہو جاتی ہے۔[2]

● امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: یہ ایسی خبر ہے جس تک اطباء کے علوم ومعارف پہنچ ہی نہیں سکتے اور محققین میں سے جس نے بھی تجربات کے ذریعہ اس حقیقت کو جاننے کی کوشش کی اس نے اس کی واقفیت حاصل کرلی۔ [3]

۳- حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: مدینہ کے راستوں پر فرشتے ہیں، نہ اس میں طاعون داخل ہوسکتا ہے اور نہ ہی دجال۔ [4]

جو شخص دجال کی خبر کی تصدیق کرتا ہے اس پر ضروری ہے کہ وہ طاعون کی خبر کی بھی تصدیق کرے۔

۴- حضرتِ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: جو شخص صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھا لے، اس دن اسے نہ زہر نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ جادو۔[5] آپ ﷺ کا یہ فرمانا: (مَنْ تَصَبَّحَ) یعنی جس نے صبح کے وقت اسے کھایا کچھ بھی کھانے سے پہلے۔[6]

---

[1] صحیح بخاری (۳۲۰۸) صحیح مسلم (۲۶۴۳)
[2] صحیح مسلم (۲۰۱۴)
[3] زاد المعاد (۲۱۳/۴)
[4] صحیح بخاری (۱۸۸۰) صحیح مسلم (۴۸۵)
[5] صحیح بخاری (۵۷۶۹) صحیح مسلم (۲۰۴۷)
[6] عون المعبود (۲۵۶/۱۰)

● امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کھجور کی یہ قسم، اتنی تعداد میں، اس شہر کی اور خاص طور سے اس خطے کی زہر اور جادو سے بچاتی ہے اور اس طرح بچاتی ہے کہ یہ بیماریاں اس تک پہونچ ہی نہیں سکتیں۔ اگر یہی بات بقراط و جالینوس وغیرہ دیگر اطباء کی ہوتی تو سر جھکا کے اسے قبول کرتے اور اسے اپناتے۔ گرچہ ان کا کہنا ظن و تخمین اور اندازے سے ہوتا۔ تو ذرا سوچئے جس شخصیت کی پوری پوری بات یقین والی ہو، واضح دلیل اور وحی ہو تو وہ اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کی باتیں قبول کی جائیں اور اعتراض ترک کر دیا جائے۔[1]

۵- حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ: میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ کلونجی ہر بیماری کی شفاء ہے سوائے ''سام'' کے۔ میں نے پوچھا: یہ ''سام'' کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: موت۔[2]

علی الاطلاق اس قسم کی خبر صرف اور صرف وہی دے سکتا ہے جس نے تمام امراض کا احاطہ کر رکھا ہو، اور تمام امراض کی دواؤں اور اس کی تاثیر سے بخوبی واقف ہو۔ اور یہ علم بغیر وحی کے انسانوں میں سے کسی کے پاس نہیں ہو سکتا۔

۶- حضرتِ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمزم کا پانی ہر اس چیز کے لیے نفع بخش ہے جس کے لیے اسے پیا جائے۔[3]

اطباء کے علم میں ایسی کوئی دوا اور سیرپ موجود نہیں ہے جس کے استعمال سے انسان دنیا و آخرت کی بھلائی کو حاصل کر لے۔ اور وہ بھی صرف نیت کی وجہ سے جو دوا اور سیرپ کے استعمال کے وقت کی جائے۔ زمزم پینے سے متعلق علماء کے بیانات عنقریب آ رہے ہیں۔ ان کو دیکھ کر ایک منصف مزاج شخص اس بات کو مکمل طور پر تسلیم کر لے گا کہ یہ خبر نبی کے معجزات اور آپ ﷺ کی رسالت کے سچ ہونے کے دلائل میں سے ہے۔

[1] زاد المعاد (۹۲/۴)
[2] صحیح بخاری (۵۶۸۷)
[3] مسند احمد (۱۴۸۴۹) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۱۱۲۳)

☆ **تیسرا شبہ:**

طبّ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی معصومیت پر طعنہ زنی کرنے والوں نے یہ شوشہ بھی چھوڑا ہے کہ طبِّ نبوی کی بعض کتابوں میں عجیب وغریب باتیں موجود ہیں، جسے طبِّ جدید قبول نہیں کرتا۔

● **اس شبہ کی تردید کی چند صورتیں ہیں:**

اول: حجت اوراعتبار صرف صحیح حدیثوں کا ہوگا، جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں۔ اوران کا صحیح معنی ومطلب ہی لیا جائے گا۔ اگر یہ بات پائی گئی تو صحیح علم، صحیح شریعت کے معارض ومخالف ہو ہی نہیں سکتا۔ اور جدید علوم کو دین سے پرکھا جائے گا۔ جو اس میں سے ہمارے دین کے مخالف نہیں ہوگا اس سے استفادہ کیا جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے دین کو انسانوں کے علم پر پیش نہیں کیا جاسکتا۔ انسانوں کے علم کی وجہ سے دین کو چھوڑا نہیں جاسکتا ہے۔ کیوں کہ انسان کا علم ناقص اور قابل تبدیل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا دین کامل و مکمل ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ﴾ (فصلت: ۴۲) ترجمہ: جس کے پاس باطل بھٹک بھی نہیں سکتا، نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے، یہ ہے نازل کردہ حکمت والے خوبیوں والے (اللہ) کی طرف سے۔

دوم: زیادہ تر ہوتا یہ ہے کہ یہ لوگ طبِّ نبوی پر طعن وتشنیع اس لیے کرتے ہیں کہ طبِّ نبوی پر احادیث جمع کرنے والے مؤلف نے کسی نادر مسئلہ میں کسی ضعیف حدیث پر اعتماد کیا ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات تو وہ موضوع حدیث بھی ہوتی ہے، یہ لوگ طعن اس لیے کرتے ہیں تاکہ کتاب کی تمام حدیثیں اور ابواب بے کار ہو جائیں پھر اس کے بعد طبِّ نبوی کے انکار پر عمومی حملہ بول دیں۔ پھر ایسے فعل کا لازمی نتیجہ دینِ اسلام پر طعن ہوگا۔ اس قسم کی نادر باتیں اور ضعیف حدیثیں بہت سی کُتبِ حدیث، فقہ، سیرت، تفسیر اور عقیدہ میں بھی ہیں، لیکن اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ ان عظیم علوم کو بے کار ٹھہرا دیا جائے، بلکہ معاملہ یہ ہے کہ ان حدیثوں کی

تحقیق پر علمائے کرام نے کام کیا ہے اور صحیح کی نشاندہی کی ہے تا کہ ان سے استفادہ کیا جا سکے۔اس باب میں علماء کی کوششیں بہت مشہور ومعروف ہیں۔بالکل یہی بات طبِّ نبوی پر مشتمل احادیث کے بارے میں بھی ہے۔

۳- طبِّ جدید سے منسلک طبّی غلطیاں بہت عظیم اور بہت زیادہ خطرناک ہیں۔بالمقابل ان فرضی غلطیوں کے جو طبِّ نبوی کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔لیکن اس کے باوجود کوئی ماہر اور عاقل طبِّ جدید پر طعن نہیں کرتا اور وہ اسپتالوں کے اندر جو غلطیاں اور کوتاہیاں ہیں اس کی وجہ سے اسے بے کار نہیں بتاتا ہے۔ [1]

[1] تفصیل کے لیے دیکھیں: روزنامہ اخبار-البیان الإماراتیة- میں اس عنوان کے تحت: الأخطاء الطبية ضريبة يدفعها المرضى جو ۴/فروری ۲۰۰۷ء کو نشر ہوا تھا۔اور اسی طرح روزنامہ اخبار العربية میں بھی الأخطاء الطبية ثالث اسباب الوفيات فی الولايات المتحدة کے عنوان سے ۴/مئی ۲۰۱۶ء کو یہ خبر نشر کی گئی تھی۔

دوسری بحث

کتاب وسنت میں واردشدہ دوائیں

● متعدد شرعی نصوص خصوصًا احادیثِ نبویہ میں مختلف بیماریوں سے شفاء یابی کے لیے نفع بخش دوائیں اور مفید علاج ومعالجہ کا ذکر ہے، ان دواؤں میں سے بعض ایسی دوائیں ہیں، جس کی طرف ماہرینِ اطباء کی رسائی نہ ہوسکی، اور نہ ہی ان کے علم اور تجربے ان دواؤں تک پہونچ سکے۔[1] **اوران** دواؤں کا روحانی امراض کے علاج میں بڑا ہی عظیم فائدہ ہے۔ جیسے شیطانی اثرات، جادو اور نظرِ بد وغیرہ اوران ہی دواؤں کا ذکر اس بحث میں مطلوب ومقصود ہے۔

● اے توفیق سے نوازے گیے شخص! یہ دوائیں؛ اوران کے فائدے کا ذکر کیا جارہا ہے کہ کس طرح ان دواؤں سے شفاء حاصل کی جاسکتی ہے۔

۱- پرہیز اور کم کھانے کے ذریعہ علاج کرنا جو صحت کے لیے نقصان کا سبب نہ ہو۔

یقیناً پرہیز کرنا، روزہ رکھنا اور کم سے کم کھانا کھانا، جو مریض کے لیے نقصان دہ نہ ہو۔ بہت ساری جسمانی ونفسیاتی بیماریوں کے لیے مفید دوا ہے اور جنوں کی تکلیف، جادو اور نظرِ بد سے شفاء یابی کے لیے بھی

[1] دیکھئے: زادالمعاد لابن القیم (۱۰/۴)

مفید ہے۔ چنانچہ یہ شیطان کی گزرگاہوں کو تنگ ومشکل کردیتا ہے اور اللہ کی توفیق سے اسے دربدر کردیتا ہے۔ خاص طور سے جب ان اسباب وعوامل کے ساتھ رقیہ شرعیہ اور اللہ سے استعانت ہو تو تاثیر دوگنی ہوجاتی ہے۔ بلاشبہ پرہیز اور کم سے کم کھانے پینے کے تعلق سے ایک ایسی جامع حدیث آئی ہے جو طبّ کے تمام اصول وضوابط اور قوانین کی اصل بنیاد ہے۔

حضرت مِقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کسی آدمی نے کوئی برتن اپنے پیٹ سے زیادہ برا نہیں بھرا، آدمی کے لیے چند لقمے ہی کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھی رکھے اور اگر زیادہ ہی کھانا ضروری ہو تو پیٹ کا ایک تہائی کھانے کے لیے، ایک تہائی پینے کے لیے اور ایک تہائی سانس لینے کے لیے باقی رکھے۔[1]

- ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: یہ حدیث طبّ کے اصول کا جامع اور اصل ہے اور روایت کیا گیا ہے کہ ابن ماسویہ طبیب نے جب ابوخیثمہ کی کتاب میں اس حدیث کو پڑھا تو انہوں نے کہا کہ: اگر لوگ اس بات پر عمل کریں تو بہت سی بیماریوں سے محفوظ رہیں گے۔ اور مارستانات [2] شفاء خانہ، فارمیسی اور دوافروش کی دکانیں بے کار اور بند ہوجائیں گی۔[3]
- عثمان بن زائدہ رحمہ اللہ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ: مجھے سفیان ثوری رحمہ اللہ نے یہ لکھ بھیجا کہ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا جسم صحیح سالم رہے اور تجھے نیند کم آئے تو کھانے کی مقدار کو کم کردے۔[4]
- علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: مجھے ایک نومسلم امریکی ڈاکٹر نے اپنے ملک میں بتایا کہ انہوں نے طبِّ نبوی سے بہت استفادہ کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں: کہ من جملہ جس چیز نے مجھے

---

[1] سنن ترمذی (۲۳۸۰) اور امام ترمذی نے اس حدیث کو ''حسن صحیح'' کہا ہے۔ اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترغیب والترھیب میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۲۱۳۵)

[2] المارستان: بیماروں کا گھر، اور یہ معرب ہے۔ لسان العرب (۲۱۷/۶)

[3] جامع العلوم والحکم (۴۶۸/۲)

[4] ابونعیم نے حلیۃ الأولیاء میں روایت کیا ہے (۷/۷)

اسلام پر ابھارا؛ وہ یہ ہے کہ میں نے مذہبِ اسلام میں صفائی ستھرائی، عمدہ اور پاکیزہ اخلاق کو پایا ہے۔ اور انہی میں سے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان بھی کہ: آدمی کے لیے چند لقمے ہی کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھی رکھے اور اگر زیادہ ہی کھانا ضروری ہو تو پیٹ کا ایک تہائی کھانے کے لیے، ایک تہائی پینے کے لیے اور ایک تہائی سانس لینے کے لیے باقی رکھے۔[1]

۲۔ دائمی نظافت کے التزام سے علاج

یہ بات جان لو کہ جسم اور کپڑے کی صفائی ستھرائی اور بدبودار ہواؤں سے دوری، صحت وتندرستی، مزاج کے اعتدال اور نفس کی پاکیزگی جو صحت کے لیے بہترین مددگار رہے۔[2]

اور اس کے برعکس صفائی ستھرائی میں سستی وکاہلی، نظافت وطہارت اور فطرت کی سنتوں کو ترک کرنا [3] صحت کے لیے نقصان دہ ہے۔ مزاج کو گدلا کرتا ہے، نفسیات کو متاثر کرتا ہے اور مسلمانوں کو جنات وشیاطین کا نشانہ بناتا ہے۔

حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اس حال میں سویا کہ اس کے ہاتھ میں گندگی یا چکناہٹ ہو [4] اور اسے اس نے نہیں دھویا پھر اسے کوئی چیز لاحق ہوگئی تو وہ صرف اپنے آپ کو ملامت کرے۔[5]

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: اس کا معنی ومفہوم یہ ہے کہ اگر اسے حیوانات کی طرف سے ایذاء پہونچے یا جنوں کی جانب سے تکلیف پہونچے۔ کیوں کہ بسا اوقات زہریلے جانور اور نقصان دہ حیوانات

---

[1] اللقاء الشهري (۱/۴۸)

[2] دیکھئے: بهجة قلوب الأبرار وقرة عيون الأخبار ص:۱۳۳، للعلامة: عبدالرحمن السعدي رحمه الله.

[3] سنن الفطرة: وہ ہیں جن کا ذکر حدیث میں آیا ہے۔ حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: فطرت پانچ چیزوں کا نام ہے یا پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں: ختنہ کرنا، زیر ناف کے بالوں کو صاف کرنا، بغل کے بال اکھاڑنا، ناخن کاٹنا اور مونچھ تراشنا۔ صحیح بخاری (۵۸۸۹) صحیح مسلم (۲۵۷)

[4] غمر: یعنی گوشت کی چربی، چکناہٹ اور مہک۔ عون المعبود (۱۰/۳۳۱)

[5] مسند احمد (۷۵۶۹) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحيح الترغيب والترهيب میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۲۱۶۶)

شب خوابی میں اس کے ہاتھ سے کھانے کی خوشبو کی وجہ سے اس کی طرف آتے ہیں تو پھر اسے ایذاء بھی پہونچا سکتے ہیں۔[1]

مناوی رحمہ اللہ نے فرمایا:(فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ) کا مطلب یہ ہے کہ انسان بذات خود شیطان کو اپنی طرف آنے کی دعوت دیتا ہے ایسی چیز کے ذریعہ جس کی شیطان ٹوہ اور سراغ میں رہتا ہے۔[2]

۳-خوشبو اور پاکیزہ بو

بلاشبہ رسول اللہ ﷺ سے چند احادیث خوشبو کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں، ان میں سے بعض یہ ہیں:

۱- حضرتِ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ خوشبو کو واپس نہیں کیا کرتے تھے۔[3]

۲- حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو خوشبودار پھول دیا جائے تو اس کو نہ پھیرے اس لیے کہ وہ ہلکا اور عمدہ خوشبو والا ہے۔[4]

۳- حضرتِ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن ہر بالغ پر غسل کرنا واجب ہے، اگر میسر ہو تو مسواک کرے اور خوشبو بھی لگائے۔[5]

- ابن وہب رحمہ اللہ نے کہا کہ: مجھے یحیٰ بن ایوب نے بتایا اور انہوں نے یحیٰ بن سعید کو فرماتے ہوئے سنا کہ: درخت کے پتوں اور خوشبوؤں سے علاج کرنے اور آدمی کا اس سے غسل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ [6]

- ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ : خوشبو کی خاصیت میں سے ہے کہ فرشتے اس سے محبت کرتے ہیں، شیاطین اس سے بھاگتے ہیں اور شیطانوں کو کریہہ اور بدبودار بو زیادہ پسند ہے؛ کیوں کہ پاکیزہ روحیں

[1] شرح مشكاة المصابيح (۲۷۱۹/۷)

[2] فيض القدير (۹۲/۶)

[3] صحیح بخاری (۵۹۲۹)

[4] صحیح مسلم (۲۲۵۳)

[5] صحیح بخاری (۸۸۰)

[6] التمهيد لابن عبدالبر (۲۴۵/۶)

پاکیزہ خوشبو کو پسند کرتی ہیں۔اور خبیث روحیں ناپاک اور گندی بوؤں کو پسند کرتی ہیں۔اور تمام روحیں اپنے اپنے ذوق کے اعتبار سے مائل ہوتی ہیں۔[1]

- خوشبوؤں میں اچھا خوشبو مشک ہے۔جو علاج میں بہت زیادہ مفید ہے۔جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:''مشک''خوشبوؤں میں سب سے زیادہ عمدہ اور پاکیزہ ہے۔[2]

خوشبو استعمال کرنے کا طریقہ:

- مریض اپنے جسم کو یا جنات کی ایذاءرسانی کی جگہوں کی مالش کرے تو اللہ کے حکم سے فائدہ ہوگا اور شیاطین ان جگہوں سے بھاگ جائیں گے،خاص طور سے جب قرآنی آیات اس مقصد کے لیے پڑھی جائیں۔
- مشک خوشبو بہت مفید ہوتی ہے۔
- جس عورت کو رحم سے متعلق کسی بیماری کی شکایت ہو جیسے کہ سیلانِ دم یا دیگر اور کوئی بیماری ہو، جس کا سبب شیطانی اثر ہو تو رحم کی جگہ کو ناف تک مالش کرے اور پیٹھ کی جانب رحم کے مقابل حصہ پر مالش کرے اور مالش کا بہترین وقت سونے سے پہلے کا ہے اور بہتر ہے کہ اس عمل کو کئی دنوں تک مسلسل کیا جائے۔
- اور جنہیں اپنی شرمگاہ پر جنات کی زیادتی کی شکایت ہو تو اولاً ذکر واذکار کے ذریعہ حفاظتی تدابیر کرے اور اللہ کی پناہ مانگے،ساتھ ہی ساتھ سونے سے قبل اپنے اندرونی کپڑے میں مشک وعمدہ خوشبو لگائے۔
- خوشبو کے استعمال کے تعلق سے چند نفع بخش طریقے پیش خدمت ہیں جو جادو،نظرِ بد اور شیطانی آسیب کے علاج کے لیے تجربات سے ثابت شدہ ہیں۔

غسل کے حوض کو پانی سے بھر دیں پھر اس میں درج ذیل چیزیں ڈالیں۔

۱- ایک گلاس پانی جس میں قرآنی آیات پڑھی گئی ہوں۔

۲- ایک گلاس گلاب کا پانی۔

[1] زادالمعاد (۲۵۷/۴)

[2] صحیح مسلم (۲۲۵۲)

۳- ایک پیالی سیب کا سرکہ۔

۴- تین مٹھی سیندھا نمک۔

۵- ایک چھوٹا چمچہ زعفران۔

۶- سفید سیّال مشک کے دس قطرے۔

۷- سیاہ سیّال مشک کے دس قطرے۔

ان اجزاء کو پانی میں اچھی طرح سے گھول لیں، پھر اس پانی میں اپنے پورے جسم کو ہر روز آدھا گھنٹہ ڈبوئے رکھیں۔ البتہ چہرہ اور سر کو اس میں نہ ڈبوئیں۔ اور اس عمل کو چند ہفتوں تک مسلسل جاری رکھیں۔ تو یقیناً آپ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے بہتر نتیجہ پائیں گے۔

۴- پچھنا لگوانا:

- میرے مسلمان بھائی! جان لو کہ پچھنا لگوانا لوگوں کا ایک بہترین علاج ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ سے نصاً ثابت ہے۔ صحابی رسول حضرتِ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جن چیزوں سے تم دوا کرتے ہو ان میں سے سب سے بہتر حجامہ اور قسط بحری یعنی قسط شیریں کا استعمال کرنا ہے۔[1]

- حجامہ کے عظیم فائدے ہیں اور بہت سی بیماریوں سے شفاء یابی کا ذریعہ ہے۔ جیسا کہ حضرتِ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کا خون جوش مارے تو اسے چاہیے کہ پچھنا لگوائے، اس لیے کہ خون کے دوران کا دباؤ جب حد سے زیادہ ہو جائے[2] تو آدمی کو مار ڈالتا ہے۔ [3]

---

[1] صحیح بخاری (۵۶۹۶) صحیح مسلم (۱۵۷۷)

[2] البیغ: خون کا پریشر، بھڑکنا، غالب ہونا؛ قاموس المحیط (ص:۷۸۰) باغ الدم: جوش مار کر بھڑکنا جیسا کہ بلڈ پریشر بڑھنے کے وقت کی حالت ہوتی ہے۔ الهادی إلی لغة العرب۔ دیکھئے: سلسلة الأحادیث الصحیحة للألبانی (۲۶۲/۶)

[3] تهذیب الآثار لابن جریر الطبری (۷۷۹) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحادیث الصحیحة میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۲۷۴۷)

● حجامہ کی اس قدر عظیم اہمیت کے پیش نظر فرشتوں نے معراج کے سفر میں اس امت کو اس کی وصیت کی تھی۔ جیسا کہ حضرتِ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معراج کی رات کا حال بیان کیا کہ آپ فرشتوں کی جس جماعت سے گزرے انہوں نے آپ سے یہ گزارش کی کہ اپنی امت کو پچھنا لگوانے کا حکم دیں۔ [1]

● ماہر حجام سے بار بار پچھنا لگوانا یہ حسد، نظرِ بد، جادو اور آسیب وغیرہ کے علاج ومعالجہ میں بہت قوی اور مؤثر ہے کیونکہ شفاء یابی میں اس کا اثر نہایت ہی عجیب وغریب ہے، اور ملعون شیطان کو اللہ کے حکم سے شکستِ فاش ملتی ہے، اس دوا کا اتنا عظیم اثر ہونے کے باوجود بہت سے علاج ومعالجہ کرنے والے اس کی خوبی اور فائدے سے غافل ہیں۔ اور یقینی طور پر شیطان کے تاثیر کی قوت کی حکمت جو بتائی گئی ہے جس کا ذکر حضرتِ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں موجود ہے۔ حضرتِ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان انسان کے بدن میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔ [2]

● حجامہ براہ راست، بلڈ پریشر، فاسد خون اور ان کمزور سرخ خون کے خلیوں کے لیے بڑا مفید ہے جو سطحِ جلد پر جما ہوتا ہے۔

● یہ گندگیاں ایسی ہیں جن کی وجہ سے شیطان کو تقویت ملتی ہے۔ اور اس کی عادت ہے کہ وہ گندی جگہوں میں ہی بسیرا کرتا ہے۔ چنانچہ گندگیوں کو ختم کردیا جائے تو اللہ کی توفیق سے شیطان کی زندگی تنگ ہو جائے گی۔

● حجامہ کو مفید تر بنانے کے لیے دو چیزوں کی رعایت ضروری ہے:

اوّل: حجامہ کے لیے صحیح اور مناسب جگہوں کا انتخاب

اور وہ جگہیں یہ ہیں:

---

[1] سنن ترمذی (۲۰۵۲) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترغیب والترھیب میں صحیح کہا ہے۔ (۳۴۶۲)

[2] صحیح بخاری (۲۰۳۸) صحیح مسلم (۲۱۷۵)

أ: وہ جگہیں جن کا ذکر احادیث نبویہ میں ہے وہ سب سے افضل ہیں، ان میں سے بعض جگہوں کا ذکر پیش خدمت ہے۔

۱- حضرتِ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گردن کی دونوں جانب موجود پوشیدہ رگوں[1] اور کندھے[2] پر پچھنا لگواتے تھے اور آپ مہینہ کی سترہویں، انیسویں اور اکیسویں تاریخ کو پچھنا لگواتے تھے۔[3]

۲- حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حالتِ احرام میں اپنے آدھے سر کے درد کی وجہ سے سر میں پچھنا لگوایا۔[4]

۳- حضرتِ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک درد کی وجہ سے، جو آپ کو تھا، اپنے قدم کی پشت پر پچھنا لگوایا اور آپ ﷺ احرام باندھے ہوئے تھے۔[5]

ب: حجامہ کے لیے دوسری جگہیں بھی ہیں، جن کو تجربات اور علم تشریح الاعضاء (Human Anatomy) کے مطالعہ سے معلوم کیا جاتا ہے۔ اسی طرح فزیالوجی اور پیتھالوجی کے ذریعہ جانا جاتا ہے تاکہ مرض اور حجامہ کی جگہوں کے مابین صحیح ربط ہو جائے؛ کیوں کہ ہر مرض اور ہر عضو کے علاج کے لیے خاص جگہیں ہوتی ہیں۔

اور اسی طرح جادو، آسیب اور نظرِ بد کے علاج کے لیے خاص جگہیں ہیں، جو دیگر جگہوں کے بالمقابل زیادہ مؤثر ہوتی ہیں اور ان جگہوں کو تجربات کے ذریعہ معلوم کیا جاتا ہے۔

بعض جگہیں یہ ہیں:

---

[1] الأخدعان: گردن کے دونوں کنارے کی دو رگیں۔ النهاية في غريب الحديث (۱۴/۲)

[2] دونوں کندھوں کے درمیان کا بالائی حصہ لسان العرب (۲۰۸/۱)

[3] سنن ترمذی (۲۰۵۱) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترغیب والترھیب میں اس حدیث کو حسن کہا ہے۔(۳۴۶۴)

[4] صحیح بخاری (۵۷۰۱)

[5] سنن ابوداؤد (۱۸۳۷) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح أبی داؤد میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔(۱۶۱۱)

۱- پیٹھ کے نیچے پٹھا پر۔

۲- پیٹھ کی جانب معدہ کی جگہ اور براہ راست معدہ کے منہ پر۔

۳- گردن کی ہر دو جانب دو پوشیدہ رگوں پر۔

۴- سر کی جگہوں میں۔

عورت کے لیے اہم یہ ہے کہ رحم کی جگہوں پر پچھنا لگوائے:

۱- ناف سے دو سینٹی میٹر نیچے سیدھے رحم پر حجامہ کے تین کپ لگائیں۔

۲- ایک کپ سیدھے انڈاشی (Oravy) پر لگائیں اور دو کپ ناف سے دو سینٹی میٹر نیچے دائیں بائیں لگائیں۔

۳- پیچھے کی جانب سے حجامہ کے تین کپ ایک پٹھا پر اور دوسرا و تیسرا اوپر سے پٹھا کے دائیں بائیں جانب لگائے جائیں، جس کی شکل (٧) کی طرح ہوگی۔

حجامہ لگاتے وقت سنت سے ثابت شدہ جگہوں کو نہ چھوڑیں جیسا کہ پیٹھ کے بالائی حصہ کی جگہیں ہیں یا دوسری جگہیں جہاں مصیبت میں مبتلاء شخص کو تکلیف و پریشانی ہو رہی ہو۔

دوسری بات حجامہ میں جس بات پر خاص توجہ دینا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ بلیڈ یا نشتر سے چیرنے میں مبالغہ نہ کیا جائے۔

● حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: تین چیزوں میں شفاء ہے۔شہد پینے، پچھنا لگوانے اور آگ سے داغنے میں۔ لیکن میں اپنی امت کو آگ سے داغ کر علاج کرنے سے منع کرتا ہوں۔[1]

● لیکن حجامہ لگانے والوں میں بعض ایسے ہیں جو پچھنا کے لیے نشتر نہیں لگاتے بلکہ نشتر گھونپ دیتے ہیں، چنانچہ وہ چیر پھاڑ میں مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہیں۔ اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ خون نکالنے میں فائدہ ہے۔ جب کہ مریض کو کبھی اس سے کافی نقصان ہوتا ہے جیسا کہ بہت سے موقعوں اور حالات میں ایسا ہوا ہے۔

[1] صحیح بخاری (٥٦٨١)

۵-شہد

● شہد غذا بھی، دوا بھی، حلوہ بھی، شیرہ بھی، مالش بھی اور فرحت بخش بھی ہے۔قدیم زمانے میں لوگ اسی پر اعتماد کرتے تھے۔[1] اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ (النحل:٦٩) ترجمہ:ان کے پیٹ سے رنگ برنگ کا مشروب نکلتا ہے،جس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے،غور وفکر کرنے والوں کے لیے اس میں بھی بہت بڑی نشانی ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میرے بھائی کو دست آرہا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ:اس کو شہد پلا دو،اس نے پلا دیا۔وہ پھر آیا اور کہنے لگا کہ شہد پلانے سے دست اور زیادہ ہوگیا۔آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہ:اسے شہد پلا دو۔چوتھی بار آیا اور کہنے لگا:میں نے شہد پلایا پر دست اور زیادہ ہوگیا۔تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ:اللہ تعالیٰ سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔پھر اس نے شہد پلایا تو وہ ٹھیک ہوگیا۔[2]

● بعض علمائے طبّ نے کہا ہے کہ اس آدمی کو فضلات (پیٹ کے فاسد مادے) کی شکایت تھی،چنانچہ جب اسے شہد (جس کی تاثیر گرم ہوتی ہے) پلایا گیا تو فضلات نکلنے لگے اور بہت تیزی سے نکلنے لگے۔تو اعرابی نے سمجھا کہ یہ نقصان کر رہا ہے جب کہ وہ اپنے بھائی کے مفاد کا متمنی تھا،پھر اس نے شہد پلایا تو اسہال مزید بڑھ گیا۔چنانچہ جب بدن سے فاسد اور نقصان دہ مادہ ختم ہوگیا اور اسہال رُک گیا تو اس کا مزاج درست ہوگیا اور حضور اکرم ﷺ کی رہنمائی کی برکت سے تکلیف اور بیماری ختم ہوگئی۔[3]

● میں کہتا ہوں کہ:اسی وجہ سے آپ دیکھیں گے کہ جس پر جادو کا اثر ہے یا آنتوں میں نظرِ بد کے آثار ہیں تو اگر اسے شہد یا آبِ زمزم پلایا جائے یا عجوہ کھجور کھلائی جائے تو اسے دست شروع ہو جائے گا اور بعض فاسد مواد پیٹ سے نکل جائیں گے،جو اللہ کی توفیق سے اس کی شفاء یابی کا سبب ہوگا۔

[1] دیکھئے: زادالمعاد (۳۲/۴)
[2] صحیح بخاری (۵۶۸۴) صحیح مسلم (۲۲۱۷) لفظ صحیح مسلم کے ہیں۔
[3] تفسیر ابن کثیر (۵۰۰/۴)

● **شہد کے استعمال کے نفع بخش طریقے**: شہد کو گرم یا نیم گرم پانی میں ملا کر نہار منہ پیا جائے تو یہ طریقہ پیٹ میں جادو یا حسد کے آثار کی شکایت کو دور کرنے کا مفید علاج ہے۔[1]

● نہار منہ شہد کا بار بار پینا اللہ کی توفیق سے جادو یا نظرِ بد سے متعلق آنتوں کی گندگی صاف کرنے کا سبب ہے۔

٦- آبِ زمزم:

● آبِ زمزم روئے زمین کا سب سے افضل اور مبارک پانی ہے، اللہ تعالیٰ اس کے پینے والے کو اس کی بیماری سے شفاء عطا کرتا ہے، یا اگر بھوکا ہے تو اسے آسودگی عطا کرتا ہے یا اگر حاجت مند ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت برآری فرماتا ہے۔ اور اس سلسلہ میں نبی ﷺ سے صحیح احادیث موجود ہیں نیز صحابۂ کرام، سلفِ صالحین اور علمائے امت سے صحیح اقوال وارد ہیں۔

١- حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روئے زمین پر سب سے بہتر پانی زمزم کا پانی ہے۔ اس میں غذائیت بھی ہے اور بیماریوں سے شفاء بھی ہے۔[2]

٢- حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: ہم لوگ زمزم کو شبّاعة [3] کہتے تھے اور ہم اسے افرادِ خانہ کے لیے بہترین معاون ومددگار پاتے تھے۔[4]

٣- حضرتِ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: زمزم کا پانی اس چیز کے لیے ہے جس کے لیے اسے پیا جائے۔[5]

● امام شوکانی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: اللہ کے رسول ﷺ کا قول (مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ) یہ اس بات کی دلیل ہے کہ زمزم کا پانی پینے والوں کے لیے نفع بخش ہے، جس چیز کے لیے اسے پیا جائے یا جس وجہ

---

[1] دیکھئے: زادالمعاد (٣١/٤) شہد میں گرم پانی ملانے کے بیان میں۔

[2] المعجم الكبير للطبراني (٣٩١٢) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو حسن کہا ہے۔(١٠٥٦)

[3] اس کا نام "شباعة" رکھا؛ کیوں کہ اس کے پینے سے سیرابی اور آسودگی آتی ہے۔ دیکھئے: النهاية في غريب الأحاديث لابن الأثير (٤٤١/٢)

[4] المعجم الكبير للطبراني (١٠٦٣٧) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحيح الترغيب والترهيب میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔(١١٦٣)

[5] مسند احمد (١٤٨٤٩) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے إرواء الغليل میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (١١٢٣)

سے پیا جائے،خواہ اس کا تعلق دنیاوی امور سے ہو، یا اخروی امور سے،اس لیے کہ(لِمَا شُرِبَ لَهُ)عموم کا صیغہ ہے جو سب کو شامل ہے۔[1]

۴- حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ نے خطیب بغدادی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت انہوں نے حج کیا تو دورانِ حج انہوں نے تین مرتبہ آبِ زمزم پیا اور تین ضرورتیں اللہ سے مانگیں۔مکہ کے اندر تاریخ بغداد بیان کرنے،حدیث کا املاء جامع منصور میں کرانے اور بشر الحافی کے قریب دفن کیا جانے کا،تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تینوں ضرورتیں پوری کردی۔[2]

۵- ابن العربی المالکی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں ذی الحجہ ۴۸۹ھ میں مکہ کے اندر مقیم تھا،اور اس دوران میں نے آبِ زمزم خوب پیا اور جب جب میں نے پیا تو علم اور ایمان میں زیادتی کی نیت کی، یہاں تک کہ اللہ نے اپنی برکت کے دروازے میرے لیے کھول دئے اور میرے لیے حصولِ علم میں آسانی فرمادی،لیکن میں عمل کے لیے آبِ زمزم کو پینا بھول گیا۔اے کاش! میں علم وعمل دونوں کے لے پیا ہوتا تو اللہ تعالیٰ دونوں چیزوں کے لیے مجھ پر اپنی برکت کا دروازہ کھول دیتا۔چنانچہ میرا رجحان [3]عمل کے مقابلے علم کی طرف زیادہ تھا۔ہم اللہ کی خاص رحمت سے حفظ وتوفیق مانگتے ہیں۔[4]

٦۔ امام مقری ابن الجزری رحمہ اللہ کے والدِ ماجد ایک تاجر تھے۔وہ چالیس سال تک بے اولاد رہے،پھر انہوں نے حج کیا اور آبِ زمزم کو اس نیت سے پیا کہ اللہ انہیں ایک عالم فرزند عطا کرے،چنانچہ ابن الجزری کی ولادت نمازِ تراویح کے بعد ہوئی۔[5]

۷- ابن قیم رحمہ اللہ نے کہا کہ: ہمیں عبداللہ بن مبارک سے یہ روایت پہونچی ہے کہ انہوں نے جب حج کیا تو زمزم کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ! ابن ابی الموالی نے محمد بن منکدر سے اور انہوں نے جابر

[1] نيل الأوطار (۱۰۵/۵)

[2] سير أعلام النبلاء (۲۲۳/۱۳)

[3] صغوی: یعنی میرا رجحان لسان العرب (۴۶۱/۱۴)

[4] أحكام القرآن (۹۸/۳)

[5] الضوء اللامع لأهل القرن التاسع (۲۵۶/۹)

بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے اور جابر نے تیرے نبی ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: آبِ زمزم اس چیز کے لیے ہے جس کے لیے اسے پیا جائے۔ اے اللہ! میں آبِ زمزم کو قیامت کی پیاس بجھانے کے لیے پی رہا ہوں۔

۸- پھر ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے اور میرے علاوہ اوروں نے بھی آبِ زمزم کے ذریعہ عجیب وغریب معاملات میں شفاء یابی کا تجربہ کیا۔ اور اللہ کے حکم سے مختلف بیماریوں سے شفاء حاصل ہوئی اور میں نے مشاہدہ کیا ہے کہ جنہوں نے اسے بطور غذا استعمال کیا تو تقریباً آدھا مہینہ یا اس سے زیادہ تک انھیں بھوک کا احساس تک نہ ہوا، اور لوگوں کے ساتھ طواف بھی کرتے رہے۔ اور مجھے بتایا کہ بسا اوقات وہ چالیس دنوں تک اسی حالت میں باقی رہے اور انہیں اس قدر طاقت ملتی کہ وہ مجامعت کرتے، روزہ رکھتے اور بار بار طواف بھی کرتے۔[1]

● **آبِ زمزم کے ذریعہ علاج** فقط پینے کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ اس سے غسل کرنا بھی علاج میں شامل ہے۔ اس سلسلے میں چند احادیث وارد ہیں۔ ان میں سے یہ ہیں:

۱- حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ آبِ زمزم اپنے ساتھ مدینہ لے جاتی تھیں اور کہتی تھیں کہ: نبی ﷺ بھی مشکیزہ[2] اور توشہ دان میں آبِ زمزم لے جاتے تھے اور اسے مریضوں پر ڈالتے اور انہیں پلاتے تھے۔[3]

۲- ابو جمرہ ضُبعی بیان کرتے ہیں کہ: میں مکہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں بیٹھا کرتا تھا، وہاں مجھے بخار آنے لگا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس بخار کو زمزم کے پانی سے ٹھنڈا کرو؛ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بخار جہنم کی تپش کا حصہ ہے، اس لیے اسے پانی سے ٹھنڈا کر لیا کرو۔ یا یہ فرمایا کہ

---

[1] زاد المعاد (۴/۳۶۰-۳۶۱)

[2] الاداوۃ: چمڑے کا چھوٹا برتن جس کو پانی رکھنے کے لیے بناتے ہیں۔ النهاية فی غريب الحديث (۱/۳۳)

[3] السنن الکبریٰ للبیهقی (۹۹۸۸) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۸۸۳)

زمزم کے پانی سے۔ یہ شک ھمام راوی کو ہوا ہے۔[1]

۷- عجوہ کھجور:

عجوہ مدینہ کی کھجوروں میں سب سے عمدہ، لذیذ اور پاکیزہ ہے، جس کا رنگ سیاہی مائل ہوتا ہے۔[2]

بلاشبہ عجوہ کی فضیلت بہت سی حدیثوں میں موجود ہے اور ان ہی میں سے حضرتِ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث بھی ہے۔ وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: جو شخص صبح کو سات عجوہ کھجور کھالے تو اس کو شام تک کوئی بھی زہر اور جادو نقصان نہیں پہونچا سکتا ہے۔[3]

اور آپ ﷺ کا فرمان: (مَنْ تَصَبَّحَ) کا مطلب یہ ہے کہ آدمی عجوہ کھجور کو صبح نہار منھ کھائے۔[4]

● امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: ان حدیثوں میں مدینہ کی کھجور اور بالخصوص عجوہ کھجور کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اور صبح سات عجوہ کی فضیلت بھی، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ فضیلت فقط مدینہ کے عجوہ کے ساتھ خاص ہے۔ اور سات کی تعداد ان امور میں سے ہے جسے شارع نے بتایا ہے، خواہ اس کی حکمت وعلت ہمیں معلوم ہو یا نہ ہو، البتہ اس پر ایمان لانا واجب وضروری ہے۔ اور یہ بعینہٖ نماز کی تعداد اور نصابِ زکوٰۃ وغیرہ کی طرح ہے۔ اور یہی درست بات ہے۔[5]

● **اگر کوئی شخص بیان کردہ صفت کے مطابق مدینہ کی کھجور کے علاوہ کسی دوسری کھجور کا استعمال کرتا ہے تو بھی ان شاء اللہ نفع بخش ہوگی، لیکن عجوہ زیادہ مفید ہے۔**

---

[1] صحیح بخاری (۳۲۶۱)

[2] دیکھئے: الصحاح للجوهری (۲۴۱۹/۶) النهاية فی غريب الحديث لابن الأثير (۱۸۸/۳) زاد المعاد لابن القيم (۳۴۱/۴)

موجودہ عجوہ کھجور یہ وہی عجوہ کھجور ہے جو سنت نبوی سے ثابت ہے اور اس بارے میں ایک مقالہ بعنوان: ''أوصاف العجوة في كتب أهل العلم'' ملاحظہ فرمائیں، صاحبِ مقالہ شیخ عبدالباری انصاری حفظہ اللہ ہیں، جسے انھوں نے ٹیلی گرام پر نشر کیا ہے۔

[3] صحیح بخاری (۵۷۶۹) صحیح مسلم (۲۰۴۷)

[4] عون المعبود (۲۵۶/۱۰)

[5] شرح صحیح مسلم (۳/۱۴)

● علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ نے کہا کہ: امید کی جاتی ہے کہ دیگر کھجوروں کے ذریعہ بھی اللہ تعالیٰ نفع دے گا اگر صبح صبح سات کھجور کھائی جائے۔ بلاشبہ رسول ﷺ نے اس کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اور مدینہ کی کھجور کی خاص فضیلت ہونا دیگر کھجوروں کے نفع بخش ہونے کی نفی نہیں کرتا، جس کی طرف شارع علیہ السلام نے اشارہ فرمایا ہے۔[1]

۸- کلونجی:

خالد بن سعد نے بیان کیا کہ ہم باہر گیے ہوئے تھے اور ہمارے ساتھ غالب بن اَبْجَرْ بھی تھے، وہ راستہ میں بیمار پڑ گیے، پھر جب ہم مدینہ واپس آئے تو اس وقت بھی وہ بیمار تھے، ابن ابی عتیق ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے اور ہم سے کہا کہ انہیں یہ کالے دانے (کلونجی) استعمال کراؤ۔ اس کے پانچ یا سات دانے لے کر پیس لو اور پھر زیتون کے تیل میں ملا کر اسے ناک کے دونوں سوراخ میں قطرہ قطرہ کر کے ٹپکاؤ۔ کیوں کہ حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ کلونجی ہر بیماری کی دوا ہے سوائے سام کے، میں نے کہا: سام کیا ہے؟ تو فرمایا موت۔[2]

● حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا کہ: کلونجی میں ہر بیماری کی شفاء ہے: جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر مرض میں صرف کلونجی کا استعمال نہ کیا جائے، بلکہ بسا اوقات صرف کلونجی کا دانہ استعمال کیا جائے، کبھی کبھی معجون بنا کر استعمال کیا جائے، کبھی سفوف کے طور پر اور کبھی بغیر سفوف کے استعمال کیا جائے، کبھی کھایا اور پیا جائے، کبھی ناک میں ٹپکایا جائے[3] اور مرہم پٹی بھی کی جائے، اس کے علاوہ اور بھی طریقے ہیں۔[4]

---

[1] مجموع فتاویٰ سماحة الشيخ ابن باز رحمہ اللہ (۱۰۹/۸)

[2] صحیح بخاری (۵۶۸۷)

[3] السعوط: ناک میں ڈالنے والی دوا۔ النهاية فی غريب الحديث لابن الأثير (۳۶۸/۲)

[4] فتح الباری (۱۴۴/۱۰)

- یقیناً جدید تحقیقات نے یہ ثابت کردیا ہے کہ کلونجی بیماریوں کی روک تھام میں انتہائی مفید ہے اور مختلف نوعیت کی بیماریوں میں کارگر علاج ہے۔[1]
- اور کلونجی روحانی امراض کے علاج میں کافی مفید ہے خاص طور سے اگر جادو، نظرِ بد یا معدہ میں کسی قسم کی تکلیف ہو۔
- کھانے پینے کی چیزوں میں اگر جادو کردیا جائے تو اس کے علاج میں کلونجی کا استعمال بہت مفید ہے:

الف: کلونجی کے صرف سات دانے لیے جائیں اور اسے اصلی شہد کے ایک چمچ میں ملایا جائے، پھر اسے اپنے دانتوں سے خوب چبائیں، یہاں تک کہ کلونجی پس جائے، پھر اسے نگل لیں۔اور تھوڑا سا پانی منہ میں لے کر کلی کی طرح اسے ہلا کر پی لیں۔تاکہ منھ میں لگا ہوا کلونجی اور شہد صاف ہوجائے۔اور اسی طرح روزانہ ایک دفعہ نہار منہ کریں۔[2]

ب: ایک پاؤ کلونجی کو اچھی طرح پیسا جائے، پھر اس میں فوراً ایک کیلو اصلی شہد ملایا جائے اور اسے ایک ایسے برتن میں رکھا جائے جس کا ڈھکن ٹھیک سے بند ہوتا ہو۔اور روزانہ اس میں سے ایک چمچ متوسط نہار منھ استعمال کیا جائے، یہاں تک کہ تیار شدہ مقدار ختم ہوجائے۔واضح رہے کہ شوگر کے مریض یہ نسخہ اور اس سے پہلے جو ذکر کیا گیا ہے، استعمال کرنے سے پرہیز کریں، ان کے لیے اگر ممکن ہوسکے تو کلونجی کے سات دانے ایک پیالی دودھ کے ساتھ جس میں چکنائی قطعاً نہ ہو، روزانہ نہار منھ استعمال کریں۔[3]

---

[1] دیکھئے:الحبة السوداء فی الحدیث النبوی والطب (ص:۲۴-۳۸) تألیف: عبداللہ بن عمر باموسی
مؤلف نے مغربی تحقیقات اور عمدہ تجربات پر مشتمل قیمتی باتیں نقل کی ہیں، جن سے کلونجی کے عظیم فوائد ظاہر ہوتے ہیں۔بہت سی بیماریوں کے علاج میں کلونجی کا اثر نہایت عظیم ہے، آپ بہت کم ایسی کوئی دوا یا جڑی بوٹی پائیں گے جس کے اندر یہ تمام قسم کے فوائد اور علاج جمع کردیئے گیے ہوں۔جس سے معلوم ہوتا ہے کہ طبِّ نبوی کس قدر مبنی برحقیقت ہے، اور یہ طبِّ نبوی اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہے۔

[2] من کتاب : ۱۰۰۰ سؤال و جواب فی علم الأعشاب (ص:۱۶۳) أ. د. جابر بن سالم القحطانی

[3] دیکھئے: موسوعة جابر لطب الأعشاب (۱۴۹/۲)أ. د. جابر بن سالم القحطانی

● اوراس بات سے بھی آگاہی ضروری ہے کہ پسی ہوئی کلونجی کو دیر تک بغیر استعمال کے نہ چھوڑیں ورنہ اس کا تیل سوکھ جائے گا۔ جب کہ اس تیل کے عظیم طبّی فائدے ہیں۔اور نفع بخش طریقوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کلونجی کو پیسنے کے فوراًبعد اسے شہد میں ملا دیا جائے تا کہ اس کا تیل سوکھنے نہ پائے۔[1]

● **کلونجی کے عظیم فوائد کے باوجود بعض حالات ایسے بھی ہیں جن میں اس کا استعمال ممنوع ہے۔**[2]

۱- حاملہ عورتیں حمل کے دوران کلونجی کے استعمال سے پرہیز کریں۔

۲- دودھ پیتے بچوں کے لیے کلونجی کا استعمال ممنوع ہے۔

۳- کیمیائی دواؤں کے ساتھ یا جڑی بوٹیوں کے ساتھ بطور دوا کلونجی کا استعمال نہ کیا جائے؛ کیوں کہ اس سے ری ایکشن کا خدشہ ہے۔

۴- ان لوگوں کے لیے کلونجی کا استعمال درست نہیں جو اسپرین کا استعمال کرتے ہیں اوراسی طرح جوخون کو باریک اور پتلا کرنے والا وراین کا استعمال کرتے ہیں۔

۹- زیتون کا تیل

● زیتون ایک مبارک درخت ہے،جس کی اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ﴾ قسم ہے تین کی اور زیتون کی۔(التین:۱) اس کے علاوہ اللہ رب العالمین نے اپنی کتاب کے اندر دیگر مقامات میں اس کا تذکرہ فرمایا ہے۔

● اوراس کی عظمت کے لیے یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے اپنے نور کی مثال بیان کی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكَاةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ الْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةِ الزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ﴾(النور:۳۵)

[1] دیکھئے:الحبة السوداء فی الحدیث النبوی والطب (ص:۲۳) تألیف: عبداللہ بن عمر باموسی

[2] دیکھئے: موسوعة جابر لطب الأعشاب (۱۵۱/۲) أ. د. جابر بن سالم القحطانی

ترجمہ: اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمینوں کا۔اس کے نور کی مثال مثل ایک طاق کی ہے، جس میں ایک چراغ ہو اور چراغ شیشہ کے قندیل میں ہو اور شیشہ مثل چمکتے ہوئے روشن ستارے کے ہو، وہ چراغ ایک بابرکت درخت زیتون کے تیل سے جلایا جاتا ہو جو درخت نہ مشرقی ہے نہ مغربی، خود وہ تیل قریب ہے کہ آپ ہی روشنی دینے لگے اگرچہ اسے آگ نہ بھی چھوئے۔

● زیتون سالن، میوہ اور دوا ہے۔ وہ مساجد اور گھروں کے لیے چراغ ہے، اس کے پھل، تیل اور پتوں میں برکت ہے۔[1]

حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زیتون کا تیل بطور سالن استعمال کرو اور اس کو اپنے سر اور بدن میں لگاؤ اس لیے کہ یہ ایک مبارک درخت سے نکلتا ہے۔[2]

● زیتون کا تیل جادو، آسیب اور نظرِ بد کے علاج کے لیے بہت نفع بخش دوا ہے، خواہ اسے پیا جائے یا اس سے مالش کی جائے۔ اور زیتون کے تیل میں اگر رقیہ شرعیہ کر دیا جائے تو اس کا فائدہ مزید بڑھ جائے گا۔ ان شاء اللہ۔ زیتون کے تیل کا استعمال کے تعلق سے بعض نفع بخش طریقے پیش خدمت ہیں:

۱- کسی ماہر ڈاکٹر کے مشورہ کے بعد روزانہ زیتون کے تیل کی ایک چوتھائی پیالی نہار منھ پیا جائے، جس پر شرعی دَم کیا گیا ہو اور یہ طریقہ اللہ کے حکم سے نہایت مفید ہوگا، اس جادو کے علاج میں جو کھانے اور پینے کی چیزوں میں کیا گیا ہو۔ اور اسی طرح یہ طریقہ جنات کو بھی ہلاک اور کمزور کر دیتا ہے۔

۲- دَم کیا ہوا زیتون کے تیل کو کھانے کے ساتھ مثلاً سَلاد یا چاول میں ملا کر استعمال کیا جائے تو بہت مفید ہے لیکن اگر اسے بغیر آمیزش کے پیا جائے تو اور زیادہ فائدہ مند ہے۔

۳- جسم میں یا تکلیف کی جگہوں میں زیتون کے تیل سے مالش کرنا اللہ کے حکم سے مفید ہوتا ہے۔ اور بہر حال زیتون کے تیل کو سر پر رکھنا اللہ کے حکم سے مفید ہے۔ بشرطیکہ کم مقدار میں رکھا جائے، اگر افراط سے کام لیا گیا تو بسا اوقات بعض لوگوں کے لیے بال جھڑنے کا سبب بن جاتا ہے۔

[1] دیکھئے: تفسیر الألوسی (۳۴۹/۷) مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح (۲۷۲۰/۷)

[2] سنن ترمذی (۱۸۵۱) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ میں اس حدیث کو حسن کہا ہے۔(۳۷۹)

۱۰- قسطِ ہندی اورقسطِ بحری:

- قسط دوقسم کے ہوتے ہیں: قسطِ ہندی کالا ہوتا ہے۔قسطِ بحری سفید ہوتا ہے۔البتہ قسطِ ہندی زیادہ گرم ہوتا ہے۔[1]
- یہ دونوں ہی قسمیں بہت سی جسمانی اور روحانی امراض میں خواہ ان کا تعلق جادو سے ہو یا نظرِ بد سے یا آسیب سے ہو،انتہائی مفید ہیں۔طریقۂ استعمال یہ ہے کہ پسے ہوئے قسط کوزیتون کے تیل میں ملاکر مالش کریں یاپانی میں ملاکر اسے پئیں یا پسے ہوئے قسط کوکھانے کے ایک چوتھائی چمچ کے بمقدار منہ میں رکھ کر پانی سے نگل لیں یا اسے شہد میں ملاکر نگل لیں۔بہرصورت نفع بخش ہے اوراگرقسط کوپانی میں یازیتون کے تیل میں ملاکرقطرہ قطرہ ناک میں ٹپکایاجائے تو آسیب اورسونگھایاہواجادو میں باذن اللہ نفع بخش ہوگا۔
- بلاشبہ قسط کی فضیلت میں بہت سی احادیث موجود ہیں،اوران میں سے بعض یہ ہیں:

۱- حضرتِ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: بہترین علاج جوتم کرتے ہووہ حجامہ ہے اورعمدہ دواقسط بحری ہے۔[2]

۲- حضرتِ ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کوفرماتے ہوئے سنا کہ: تم لوگ اس عودِ ہندی کا استعمال کیا کروکیونکہ اس میں سات بیماریوں کا علاج ہے۔حلق کے دردمیں اسے ناک میں ڈالا جاتا ہے اورپسلی کے دردمیں اسے چبایا جاتا ہے۔[3]

آپ کافرمان(يُسْتَعَطُ بِهِ مِنَ الْعُذْرَةِ) میں سعوط کامطلب ہے ناک میں دواٹپکانا۔[4]

قسط کوناک میں ڈالنے کاطریقہ: قسط کو پانی یا تیل کے ساتھ ملالیا جائے اور پھرقطرہ قطرہ ناک میں ٹپکایاجائے۔

---

[1] فتح الباری لابن حجر (۱۰/۱۴۸)
[2] صحیح بخاری (۵۶۹۶) صحیح مسلم (۱۵۷۷)
[3] صحیح بخاری (۵۶۹۲)
[4] النهاية فی غريب الحديث لابن الأثير (۲/۳۶۸)

العذرۃ : حلق کا درد جو عموماً بچوں کو لاحق ہوتا ہے۔اور کہا جاتا ہے کہ وہ زخم ہے جو کان اور حلق کے درمیان ہوتا ہے یا ناک اور حلق کے درمیان سوراخ میں ہوتا ہے۔[1]

اور یہ اِس وقت ٹانسل کی بیماری سے معروف ومشہور ہے۔

(یلدّ من ذات الجنب) پسلی کے درد میں چبایا جاتا ہے۔مطلب یہ ہے کہ دوا منھ کے کسی ایک جانب ڈالی جائے۔[2]اور پانی کے ساتھ ملا کر پی لیا جائے۔

ذات الجنب: اطبائے عرب کا ماننا ہے کہ یہ وہ زخم ہے جو انسان کی پسلی میں ہوتا ہے۔اور جدید فن طبّ میں اس کا مطلب پھیپھڑے کی جھلی میں وہ سوزش ہے جس کی وجہ سے اکثر بخار اور سانس کی تکلیف ہوتی ہے۔[3]

اور بعض قدیم ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ: بلاشبہ ذات الجنب اگر بلغمی ہو تو اس کا علاج قسط ہے۔[4]

- امام نووی رحمہ اللہ نے قسط کے فوائد کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ: اطباء نے اپنی کتابوں میں اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ اس سے حیض کا خون اور بول وبراز کثرت سے آتا ہے۔اور زہر سے فائدہ پہونچتا ہے اور جماع کی خواہش کو بڑھاتا ہے۔اور آنتوں کی پھنسی اور کیڑوں کو ختم کرتا ہے، جب اس کو شہد کے ساتھ پیا جائے، اور سفید داغ[5] دور ہوتا ہے اگر اس پر مالش کیا جائے، اس کے علاوہ اور بھی دیگر فائدے ہیں۔[6]

- یہاں ایک تنبیہ ہے: حاملہ [7] اور مرضعہ عورتوں کے لیے قسط کا استعمال درست نہیں ہوتا ہے اسی طرح دو سال سے کم عمر کے بچوں کے لیے بھی درست نہیں ہے[8] اور قسط کا زیادہ مقدار ان لوگوں کے لیے درست نہیں ہے جو خون آور دواؤں کا استعمال کر رہے ہوں۔[9]

---

[1] فتح الباری (١٠/١٤٩) [2] دیکھئے: مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح (٧/٢٨٦٦)

[3] دیکھئے: المعجم الوسیط (١/٣٨٨) [4] شرح صحیح مسلم للنووی (١٤/١٩٦)

[5] چہرے کا روگ جو چہرہ پر رونما ہوتا ہے اور چہرے کو سیاہ سرخ رنگ میں بدل دیتا ہے۔ دیکھئے: لسان العرب (٩/٣٠٧)

[6] شرح صحیح مسلم للنووی (١٤/١٩٦)

[7] وہ عورت جو حمل کی خواہاں ہو اور رحم کی بیماری سے دوچار ہو اس کے لیے یہ فائدہ مند ہے۔

[8] دیکھئے: موسوعة جابر القحطانی لطب الأعشاب أ. د. جابر بن سالم القحطانی (٤/٣٠٣)

[9] ڈاکٹر جابر القحطانی نے اپنے ٹیوٹر پیغام میں کہا ہے۔

۱۱- التلبينة:

● حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے کہ جب کسی کے گھر میں وفات ہو جاتی اور اس کی وجہ سے عورتیں جمع ہوتیں اور پھر وہ چلی جاتیں، صرف گھر والے اور خاص خاص عورتیں رہ جاتیں تو آپ ہانڈی میں تلبینہ پکانے کا حکم دیتیں، وہ پکایا جاتا پھر ثرید بنایا جاتا اور تلبینہ کو اس پر ڈالا جاتا۔ پھر ام المؤمنین حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتیں کہ اسے کھاؤ؛ کیوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ تلبینہ مریض کے دل کو تسکین دیتا ہے[1] اور اس کے غم کو دور کرتا ہے۔[2]

● حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ تلبینہ پکانے کا حکم دیتی تھیں اور کہتی تھیں کہ وہ مریض کے لیے مفید ہے اگر چہ اسے ناپسند ہو۔[3]

التلبينة: ایک ایسا کھانا ہے جو آٹا یا چھلنی میں بچا ہوا بھوسی سے بنایا جاتا ہے اور کبھی کبھی شہد بھی اس میں ملایا جاتا ہے۔

دودھ جیسا سفید اور نرم ہونے کی وجہ سے اسے تلبینہ کہا جاتا ہے۔ اور تلبینہ نفع بخش ہوتا ہے جب وہ نرم باریک اور پکا ہوا ہو، اگر وہ موٹا اور کچا ہو تو مفید نہیں ہوتا ہے۔[4]

● موفق البغدادی رحمہ اللہ نے کہا کہ: اگر تم تلبینہ کا فائدہ جاننا چاہتے ہو تو جَو کے پانی کے فائدے کو جانو، خاص طور سے جب وہ بھوسی ہو، اس لیے کہ وہ صاف ہوتا ہے اور تیزی سے اپنا کام کرتا ہے اور عمدہ غذا فراہم کرتا ہے۔ اور تلبینہ کو جب گرم پیا جائے تو زیادہ مفید اور قوی ہوتا ہے اور فطری حرارت کو پروان چڑھاتا ہے۔ **(بالفؤاد)** کا مطلب جو حدیث میں مذکور ہے: اس سے مراد معدہ کا منھ ہے، کیوں کہ غذا

---

[1] مجمة لفؤاد المريض: دل کو راحت پہونچاتا ہے اور حزن وغم کو دور کرنے میں نفع بخش ہے۔ (فتح الباری (۱۰/۱۴۶)

[2] صحیح بخاری (۵۴۱۷) صحیح مسلم (۲۲۱۶)

[3] صحیح بخاری (۵۶۹۰) اور حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول (البغيض النافع) کا مطلب ہے کہ مریض اسے ناپسند کرتا ہے حالانکہ وہ اس کے لیے نفع بخش ہے۔

[4] دیکھئے: فتح الباری لابن حجر (۹/۵۵۰)

کی کمی کی وجہ سے معدہ اور اعضاء خشک ہوجاتے ہیں اور غمزدہ شخص کا دل کمزور ہوجاتا ہے، تو سوپ معدہ میں تری اور نمی لاتا ہے، غذا فراہم کرتا ہے، تقویت دیتا ہے اور اسی طرح مریض کے دل کو بھی طاقت وقوت دیتا ہے۔ کیوں کہ مریض کی آنتوں میں اختلاطِ اربعہ صفراء، بلغم، خون، سوداء وغیرہ جمع ہوجاتے ہیں، اور یہ ان تمام چیزوں کو معدہ سے صاف کردیتا ہے۔[1]

● اسی طرح جادو، آسیب، نظرِ بد سینے کی تنگی اور رنج وغم کا سبب ہوتا ہے۔ جادوزدہ اور نظرِ بد کا شکار شخص کی آنتوں میں خشکی یا بلغم جمع ہوجاتے ہیں، چنانچہ تلبینہ اللہ کے حکم سے ان اخلاط کو معدہ سے ختم کرنے کے لیے مفید دوا ہے۔

۱۲- السنا والسنوت:

● حضرتِ ابوابیّ بن ام حرام رضی اللہ عنہ (وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھ چکے ہیں) کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: سنا اور سنوت کا استعمال ضرور کرو اس لیے کہ سام کے سوا ان میں ہر مرض کے لیے شفاء ہے۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! سام کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: موت۔[2]

● **السَّنا: اس میں دولغت ہے، مد کے ساتھ اور بغیر مد کے۔ اور یہ ایک حجازی پودا ہے۔ اور اس میں بہتر اور افضل مکہ والا ہے۔**[3]

● اور سنا کا مقامی نام حلول یا عشرج یا عشرق ہے اور یہ ایک عام دوا ہے جو عوام الناس کے نزدیک معروف ومشہور ہے۔

● والسنوت: یہ شہد ہے اور بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ: زیرہ ہے۔ لغت کے اعتبار سے سُنوت سین کے پیش کے ساتھ پڑھا جائے گا مگر سین کے زبر کے ساتھ پڑھنا زیادہ صحیح ہے۔[4]

● جہاں تک سنا کے طبی فائدے کی بات ہے تو اس سلسلے میں طویل بحثیں ہوئی ہیں اور اس

---

[1] (فتح الباری (۱۰/۱۴۷)

[2] سنن ابن ماجہ (۳۴۵۷) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع میں اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ (۴۰۶۷)

[3] زادالمعاد (۴/۶۹) [4] دیکھئے: النهاية فی غريب الحديث لابن الأثير (۲/۴۰۷)

کے فوائد وثمرات کو ثابت کیا گیا ہے۔اور مسہل میں سب سے افضل قرار دیا جاتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ خون کی صفائی کے لیے وائرس اور جراثیم کے خاتمہ کے لیے بہترین دوا ہے اور دوا کمپنیوں نے سنا مکی سے بہت سی دوائیں بھی تیار کی ہیں۔[1]

- اور جہاں تک روحانی امراض جادو، آسیب اور نظرِ بد کے علاج کی بات ہے تو یہ بات تجربہ سے ثابت ہو چکی ہے کہ اس کے فائدے بہت ہیں۔خاص طور سے جب ان روحانی امراض کا تعلق معدہ سے ہو، جیسا کہ تلبینہ کی بحث میں یہ بات گزر چکی ہے۔اسی وجہ سے آپ پائیں گے کہ جادو زدہ شخص قے کے وقت عافیت محسوس کرے گا اور ردّی مواد کو آنتوں سے قے کرے گا اگرچہ جادو خارجی ہو۔اسی طرح آسیب زدہ اور نظرِ بد کا شکار آدمی کو بھی فائدہ حاصل ہوگا، اور یہ مواد مختلف ہوتے ہیں۔کبھی بدبودار کھانے اور پینے کی شکل میں ہوتے ہیں اور کبھی لیس دار مواد اور جمع ہوئے خون کی صورت میں ہوتے ہیں۔اس کے علاوہ وہ دیگر فاسد مواد کی شکل میں بھی ہوسکتے ہیں۔

- اور اللہ کے حکم سے سَنا کا استعمال کافی سودمند ہوتا ہے، خاص طور پر ان فاسد مواد کو پیٹ سے نکالنے میں اور اگر اس پر رقیہ شرعیہ پڑھ دیا جائے تو اس کے اثرات مزید قوی ہوجاتے ہیں۔

- **استعمال کا طریقہ:**

معالجین کے نزدیک سنا کے استعمال کے چند طریقے ہیں۔ان طریقوں میں سے بعض درج ذیل ہیں:

الف- مخصوص جڑی بوٹیوں کا مرکب جس میں سنا کے پتے بھی ہوں، ایک مٹھی لیا جائے، اسے آدھا لیٹر پانی میں رکھا جائے پھر اسے آگ پر کھولایا جائے اور آگ بجھنے کے بعد پانچ گھنٹوں تک اسے ڈھانک کر رکھا جائے، پھر چھان کر پیا جائے، یاد رہے کہ نہار منہ پینا زیادہ بہتر ہے۔

ب- قریب قریب سنا کے تیس پتوں کو لیا جائے پھر اسے چند منٹ چبا کر نگل لیا جائے۔

اس طریقہ کی خصوصیت: یہ طریقہ بغیر دست کے معدہ کو نرم کرتا ہے اور متاثر شخص کے لیے کافی نفع بخش ہوتا ہے، ہفتہ بھر تسلسل کے ساتھ اسے استعمال کرے اور دوسرا ہفتہ استعمال نہ کرے، اور جس ہفتہ وہ

---

[1] دیکھئے: موسوعة جابر لطب الأعشاب أ. د. جابر بن سالم القحطاني (۲/۲۸۹)

استعمال کرے اس دوران اسے زیادہ مشروبات اور دودھ کا استعمال کرنا چاہیئے، تا کہ متاثر شخص کسی قسم کی خشکی کا شکار نہ ہو اور نہ ہی جسم کے اندر نمک کی کمی ہو۔

ج- سَـنـا کے پتوں سے تیار شدہ مُسہل کیپسول بھی دستیاب ہے، جسے آپ دوا فروش کی دوکان سے لے سکتے ہیں۔

● ایک اہم تنبیہ:

ان حالتوں کا بیان جن میں سَـنـا کا استعمال ممنوع ہے۔[1]

۱- حاملہ اور مرضعہ عورتوں کے لیے ممنوع ہے۔

۲- آنتوں کے اندر کسی قسم کی تکلیف اور بیماری کے وقت ممنوع ہے۔

۳-آنتوں میں سوزش یا ورم ہو یا اپینڈکس ہو تو استعمال ممنوع ہے۔

اور میری نصیحت ہے کہ: مُسہل کے استعمال سے پہلے ماہر ڈاکٹروں سے رائے ومشورہ ضرور لیا جائے۔

۱۳۔ مہندی:

● بلاشبہ مہندی کے ذریعہ علاج کے تعلق سے رسول اللہ ﷺ سے صحیح احادیث مروی ہیں۔اور ان میں سے بعض یہ ہیں:

۱- رسول اللہ ﷺ کی لونڈی حضرتِ سلمٰی ام رافع رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو جب کوئی زخم لگتا۔یا کانٹا چبھتا تو آپ اس پر مہندی لگاتے تھے۔[2]

۲- حضرتِ سلمٰی ام رافع رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو شخص بھی سر درد کی شکایت لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آتا تو آپ ﷺ اس سے فرماتے کہ: حجامہ کرواؤ۔اور جو شخص اپنے پیروں میں درد کی شکایت لے کر آتا تو آپ ﷺ اس سے فرماتے کہ:اس میں مہندی لگاؤ۔ [3]

[1] موسوعة جابر لطب الأعشاب أ. د. جابر بن سالم القحطانی (۲/۲۹۰)

[2] سنن ابن ماجہ (۳۵۰۲) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ (۲۰۵۹)

[3] مسند أحمد (۲۷۶۱۷) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ (۲۰۵۹) صحيح الترغيب (۳۴۶۱)

۳- حضرتِ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جنت کی خوشبوؤں کا سردار مہندی ہے۔[1]

- جادو اور آسیب کے علاج میں مہندی کا فائدہ تجربات سے ثابت ہو چکا ہے۔ خاص طور سے جن عورتوں کو اس کی وجہ سے سیلان خون کی شکایت ہو تو وہ مہندی کو ایک گلاس گلاب جل میں ملائیں جس پر دَم کیا گیا ہو، یہاں تک کہ وہ گوندھے ہوئے آٹے کی مانند ہو جائے، پھر اسے رحم کی جگہ پر ناف سے لے کر پیڑو تک رکھیں۔ اور پیٹھ کے نچلے حصہ پر رحم کے بالمقابل میں رکھیں تو اللہ کے حکم سے سیلانِ خون بہت جلد رُک جائے گا۔
- اسی طرح ممکن ہو تو اسی طریقہ سے سر پر رکھیں یا دونوں پیر کے نچلے حصوں پر لگائیں اگر وہ جنات کی تکلیف کی جگہ ہوں۔

۱۴- ٹھنڈا پانی:

- ٹھنڈا پانی اللہ کی نعمت ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر انعام کیا ہے، جیسا کہ حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: قیامت کے دن سب سے پہلے بندے سے جن نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا (وہ یہ ہیں) اس سے کہا جائے گا کہ: کیا میں نے تمہارے لیے تمہارے جسم کو تندرست اور ٹھیک ٹھاک نہ رکھا اور تمہیں ٹھنڈا پانی نہ پلاتا رہا؟[2]
- ٹھنڈا پانی بعض روحانی اور جسمانی امراض کے علاج میں نفع بخش ہے اور اس سلسلے میں شرعی نصوص وارد ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں:

۱- اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ﴾ ﴿ارْكُضْ بِرِجْلِكَ هَٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ﴾ (ص:۴۱-۴۲)

ترجمہ: اور ہمارے بندے ایوب کا بھی ذکر کر جب کہ اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان نے رنج و دکھ پہونچایا ہے۔ اپنا پاؤں مارو یہ نہانے کا ٹھنڈا اور پینے کا پانی ہے۔

---

[1] المعجم الكبير للطبراني (۱۴۵۷۲) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۱۴۲۰)

[2] سنن ترمذی (۳۳۵۸) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۵۳۹)

۲- حضرتِ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جب تم میں سے کسی کو بخار آئے تو رات کے آخری پہر[1] میں اس پر مسلسل تین رات ٹھنڈا پانی چھڑکو۔[2][3]

● ٹھنڈا پانی کے استعمال کا طریقہ:

ایک پیالہ پانی میں تھوڑا سا برف ڈال دیں، اور جہاں تک ممکن ہو سکے قرآن میں سے اس پر پڑھیں جیسے سورہ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور تینوں قل پھر مریض اس پانی سے مکمل غسل کرے۔ اگر اس طرح کا غسل رقیہ شرعیہ کے ساتھ پہلے کر چکا ہے تو مریض کے لیے یہ زیادہ مفید ہے، لیکن ٹھنڈی کے موسم میں ٹھنڈے پانی سے پرہیز کریں اور اسی طرح بعض وہ مریض جنہیں ٹھنڈک نقصان پہونچاتی ہے وہ بھی پرہیز کریں۔

۱۵- کنواں کا پانی:

۱- حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ان کے حجرے میں داخل ہونے کے بعد نبی ﷺ نے فرمایا: جبکہ آپ کا مرض کافی بڑھ چکا تھا اور اسی میں آپ کی وفات بھی ہوئی کہ مجھ پر سات مشک پانی[4] ڈالو، جو خوب لبریز ہوں، شاید میں لوگوں کو کچھ نصیحت کر سکوں۔[5]

۲- حضرتِ عَمرۃ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی بیوی حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مدبرہ لونڈی کو آزاد کیا۔ پھر اس کے بعد حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا بیمار پڑ گئیں۔ حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک سندھی آدمی آیا اور ان سے کہا کہ: آپ پر جادو کیا گیا ہے۔ تو حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا

---

[1] الشَّن: تھوڑا تھوڑا پانی چھڑکنا۔ دیکھئے: النهاية فى غريب الحديث (۲/۵۰۷)

[2] السحر: شب کا آخری حصہ، صبح سے تھوڑا پہلے۔ لسان العرب (۴/۳۵۰)

[3] مستدرک حاکم (۷۴۳۸) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۱۳۱۰)

[4] الوکاء: وہ بندھن جس سے تھیلا وغیرہ باندھا جاتا ہے۔ النهاية فى غريب الحديث (۱/۱۹۳)

[5] صحیح بخاری (۱۹۸)

نے اس سے کہا: تمہاری بربادی ہو۔ مجھ پر کس نے جادو کیا ہے؟[1] تو انھوں نے کہا: ایک عورت نے، جس کی حلیہ ایسی ویسی ہے، پھر اس کی پوری پہچان بتائی اور کہا: اس وقت اس کی گود میں ایک بچہ ہے، جس نے پیشاب کر دیا ہے، چنانچہ حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ: میرے پاس فلاں لونڈی کو بُلا کے لاؤ، جوان کی خدمت کیا کرتی تھی۔ پس لوگوں نے اسے اپنے پڑوسی کے گھر میں پایا، اور اس کی گود میں بچہ تھا۔ اس عورت نے کہا: اس وقت میں اس بچے کا پیشاب دھو رہی ہوں۔ چنانچہ اس نے دھویا، پھر وہ آئی۔ تو حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا کہ: کیا تو نے مجھ پر جادو کیا ہے؟ تو اس نے کہا: ہاں! پوچھا کہ کیوں؟ کہا کہ: مجھے آزادی چاہیے، تو حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کی قسم! تو کبھی بھی آزاد نہیں ہوسکتی۔ پھر انھوں نے اپنے بھانجے کو حکم دیا کہ اسے دیہات میں لے جا کر کسی ایسے شخص کے ہاتھ بیچ دے جو اس کے ساتھ ناروا سلوک کرے۔ پھر حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ: اسی قیمت میں ایک دوسری لونڈی خرید لاؤ،

[1] **یہاں ایک تنبیہ ہے:** اس واقعہ میں ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ وہ آدمی کاہن تھا یا جنوں سے مدد لیتا تھا، ہوسکتا ہے اس نے اپنی عقل ودانش یا الہام کی وجہ سے بتایا ہو، جیسا کہ امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الإستذکار (۱۵۹/۸) میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا اس شخص کے پاس نہیں گئی تھیں، بلکہ وہ شخص خود ہی ان کے پاس آیا اور خبر دینے لگا۔ رہی بات عائشہ رضی اللہ عنہا کا دریافت کرنا کہ آخر جادو کس نے کیا ہے؟ تو یہ اس وجہ سے تھا کہ حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی کچھ ایسا محسوس ہو رہا تھا، یا گمان بھی کچھ ایسا ہی تھا۔ حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سخت حاجت اور مرض کی شدت کے باوجود بھی اس آدمی سے جادو کی جگہ کو نہیں پوچھا۔ اور نہ ہی اس کی بیان کردہ باتوں کی تصدیق کی۔ بلکہ انھوں نے اس لونڈی کو خود بلایا اور اس کی زبانی اس معاملہ کی چھان بین کی۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف اس بات کی نسبت کیسے درست ہوسکتی ہے کہ آپ نے کاہنوں سے دریافت کرنے کو جائز سمجھا، جب کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی کاہنوں کے متعلق حدیث مروی ہے (صحیح بخاری وصحیح مسلم میں روایت ہے کہ) کچھ لوگوں نے رسول اکرم ﷺ سے کاہنوں کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ لوگوں نے کہا کہ: اے اللہ کے رسول! ان کی کچھ باتیں درست نکلتی ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ وہی حق بات ہوتی ہے جسے جنات اچک لیتے ہیں۔ اور مرغی کے کٹکٹانے کی طرح کاہنوں کے کان میں ڈال دیتے ہیں۔ اور اس میں وہ لوگ سو سے زائد جھوٹ ملا دیتے ہیں۔ (صحیح بخاری: ۵۷۶۱) (صحیح مسلم: ۲۲۲۸)

میں اسے آزاد کروں گی۔ حضرتِ عمرہ کہتی ہیں کہ: اللہ تعالیٰ نے جتنا چاہا اتنا وقت حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اسی حال میں گزرا۔ پھر انھوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ تین ایسے کنویں کے پانی سے غسل کریں، جو ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے ہوں۔ تو شفاء مل جائے گی۔ چنانچہ اسماعیل بن ابی بکر اور عبدالرحمٰن بن سعد بن زُرارہ دونوں حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو خواب میں دیکھا تھا، ان سے بیان کیا۔ پس وہ دونوں ایک نالی کی طرف گیے تو وہاں تین ایسے کنویں کو پایا جو آپس میں ایک دوسرے سے ملے ہوئے تھے۔ پھر انھوں نے ہر ایک کنویں سے تین مشکیزے بھر بھر [1] کر پانی لیے اور اس پانی کو حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیش کیا۔ تو حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس پانی سے غسل کیا اور شفاء یاب ہوگئیں۔[2]

١٦- گائے کا دودھ:

حضرتِ طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی بیماری پیدا کی ہے اس کے لیے دوا بھی پیدا کی ہے۔ پس تم لوگ گائے کا دودھ استعمال کرو کیونکہ یہ ہر درخت سے کھاتی ہے۔[3][4]

گائے کا دودھ درخت اور گھاس پھونس کا نچوڑ ہوتا ہے اور ان درختوں کے متنوع ہونے کے اعتبار سے فوائد بھی متعدد ہوتے ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے بہت ساری بیماریوں سے شفاء یابی کے لیے ان درختوں کے اندر ودیعت کر رکھی ہے۔[5]

---

[1] "الشجب" پانی کا وہ برتن جو پرانا اور بوسیدہ ہو چکا ہے۔ جمع شُجُب اور أشجاب ہے۔ لسان العرب (٤٨٤/١)

[2] مؤطا امام مالک (٢٧٨٢) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (١٧٥٧)

[3] آپ کا فرمان (ترمُّ من كل الشجر) یعنی ہر درخت سے چرتی ہے اور کھاتی ہے۔ النهاية فى غريب الحديث (٢٦٨/٢)

[4] مسند أحمد (١٨٨٣١) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (٥١٨)

[5] دیکھئے: التنوير شرح الجامع الصغير (٣٣٦/٣)

١٧- نمک کا استعمال:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا رہے تھے، چنانچہ آپ نے اپنے دست مبارک کو زمین پر رکھا تو ایک بچھو نے ڈنک مار دیا تو آپ ﷺ نے اسے جوتے سے مار ڈالا، پھر جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: بچھو پر اللہ کی لعنت ہو مصلی اور غیر مصلی، نبی اور غیر نبی کسی کو نہیں چھوڑتا، پھر آپ ﷺ نے نمک اور پانی طلب کیا اور برتن میں رکھا پھر اسے ڈنک ماری ہوئی جگہ پر ڈالا اور مسح کیا اور معوذتین پڑھا۔[1] اور ایک روایت میں ہے: بچھو پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کہ مصلی اور غیر مصلی کسی کو بھی نہیں چھوڑتا۔ پھر آپ ﷺ نے نمک اور پانی طلب کیا اور اس پر مسح کرنے لگے[2] اور آپ ﷺ نے ﴿قُلْ يَآ يُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھا۔[3]

- نمک سے ملے ہوئے پانی کا استعمال آسیب، جادو اور نظرِ بد کے علاج کے لیے بھی نفع بخش ہے۔ اسی طرح سمندر کے پانی سے غسل کرنا بھی مفید ہے خاص طور پر جب پانی میں زیادہ دیر تک ٹھہرا جائے۔

□□□□□

[1] مصنف ابن أبي شيبه (٢٣٥٥٣) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے مشكاة المصابيح میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (٤٥٦٧)
دیکھئے: سلسلة الأحاديث الصحيحة (٢/٤٠٧-٤٠٥)

[2] آپ کا فرمان: (وجعل يمسح عليها) یعنی ڈنگ ماری ہوئی جگہ پر مسح کرنے لگے۔ عون المعبود (٤/٢٨٨)

[3] المعجم الصغير للطبراني (٨٣٠) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (٥٤٨)
دیکھئے: سلسلة الأحاديث الصحيحة (٢/٤٠٧-٤٠٥)

تیسری بحث

جائزاور تجربات سے ثابت شدہ دوائیں

- ابن العربي المالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: درختوں (درخت کے پتوں) اور تیل کے ذریعہ علاج[1] کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ان پر جادو کیا گیا تھا تو ان سے خواب میں کہا گیا کہ آپ تین ایسے کنویں کا پانی لیں جو ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے ہوں۔ پھر اس پانی سے غسل کریں۔ چنانچہ انھوں نے ویسا ہی کیا تو ان پر جادو کا جو اثر تھا ختم ہو گیا۔[2]

- روحانی بیماری خواہ جنات وشیاطین کا پکڑنا ہو یا نظرِ بد یا جادو ہو، سب کے علاج کی اصل بنیاد نبی ﷺ کا یہ عمومی فرمان ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دوا دونوں کو پیدا کیا ہے۔ لہذا تم لوگ علاج کیا کرو، اور حرام چیزوں سے علاج نہ کرو۔[3]

[1] النشرة: جھاڑ پھونک اور علاج کی ایک قسم ہے۔ اس کے ذریعہ اس شخص کا علاج کیا جاتا ہے، جس کے بارے میں گمان ہو کہ اسے آسیب کا اثر ہے۔ اس کا نام نشرۃ اس لیے رکھا گیا کیوں کہ اس کے ذریعہ اس کی دیوانگی کو اس سے دور کیا جاتا ہے اور زائل کیا جاتا ہے۔ النهاية في غريب الحديث (۵/۵۴)

[2] المسالك في شرح موطأ مالك (۷/۴۳۳)

[3] المعجم الكبير للطبراني (۶۴۹) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے (۱۶۳۳)

● کوئی ایسی شرعی دلیل موجود نہیں جو روحانی بیماری کو اس حدیث کے عموم سے الگ کردے، پس جسمانی،نفسیاتی اور روحانی بیماریوں کا جائز دوا سے علاج کرنا اللہ کے حکم سے ہے۔تجربات اور واقعات بہترین دلائل ہیں۔اور دوا کا باب بہت وسیع ہے۔اور اصلاً یہ مباح ہے نہ کہ ممنوع،اور جو روحانی بیماری کا علاج مباح دواؤں کے ذریعہ کرنے سے منع کرتے ہیں ان پر ضروری ہے کہ وہ جسمانی اور نفسیاتی بیماریوں کے علاج سے بھی منع کریں،کیوں کہ تمام بیماریاں جسم،نفس اور عقل کو لگتی ہیں۔اور اس مسئلہ میں علمائے سلف کا کلام بعض مباح دواؤں کے بیان میں آگے آئے گا۔ان شاءاللہ

● **روحانی بیماریوں کے علاج میں مفید دواؤں کا ذکر:**

ا- بعض درخت کے پتوں سے غسل کرنا،جیسے کہ بیری کا پتّہ۔

● یہ روحانی بیماریوں کے علاج میں مفید دوا ہے۔اور جادو کے علاج میں بہت زیادہ فائدہ مند ہے،خاص کر بیوی سے جسمانی تعلق ناخوشگوار ہونے کی صورت میں۔

● امام عبدالرزاق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام شعبی رحمہ اللہ نے کہا کہ:نشرۃ عربیۃ میں کوئی حرج نہیں جو نقصان دہ نہ ہو،جب اسے کوٹ کر اس سے علاج کیا جائے۔اور نشرۃ عربیہ کہتے ہیں کہ انسان کانٹے دار درختوں[1] کے درمیان جائے اور دائیں بائیں پھل میں سے کچھ توڑ لے اور اس کو پیس کر اس میں دعائیں پڑھ کر دَم کرے،پھر اس سے غسل کرے۔[2]

● وہب بن منبہ رحمہ اللہ کی کتاب میں ہے کہ سات سبز بیری کے پتے لے اور اس کو پیس کر پانی میں ملائے،پھر آیۃ الکرسی اور تینوں قل پڑھ کر دَم کرے اور اس سے تین چلو پانی لے کر اس سے غسل کرے تو اس کو جو پریشانی ہے ختم ہو جائے گی۔ان شاءاللہ-یہ اس شخص کے لیے بہترین علاج ہے جو اپنی شریکِ حیات سے جسمانی تعلقات قائم کرنے پر قادر نہ ہو۔[3]

[1] ہر وہ درخت جس کے کانٹے ہوں،خواہ وہ کانٹا چھوٹا یا بڑا ہو۔ القاموس المحيط (٢/٦٠٧)

[2] مصنف عبدالرزاق (١٩٧٦٣)

[3] شرح صحيح بخاری لابن بطال (٩/٤٤٦)

۲- گلاب اور مختلف قسم کے پھولوں کو پانی میں پکانے کے بعد اس سے غسل کرنا۔

- حماد بن شاکر رحمہ اللہ[1] نے کہا کہ: رہی بات نشرہ کی (جادو کے علاج کی) تو موسم ربیع میں بیابان[2] و باغات سے پھولوں کو حسب استطاعت جمع کیا جائے پھر اس کو صاف برتن میں رکھ کر اور اس میں صاف شیریں پانی ملایا جائے اور ان پھولوں کو اس پانی میں تھوڑا سا اُبالا (کھولایا) جائے، پھر کچھ دیر کے لیے اسے چھوڑ دیا جائے، یہاں تک کہ پانی نارمل ہو جائے اور اس کو جادو کیے ہوئے شخص یا بیمار پر ڈالا جائے تو اللہ کے حکم سے اسے شفاء ملے گی۔[3]
- الحمدللہ! موسم ربیع میں تمام قسم کے پھولوں کو خریدنا، دستیاب کرنا آسان ہوتا ہے، اور یہ آزمودہ اور نفع بخش نسخہ ہے۔بإذن اللّٰہ تعالیٰ

اور حماد رحمہ اللہ کا یہ قول کہ: جب آدمی اپنی بیوی سے مجامعت کی طاقت نہ رکھتا ہو اور اس کے سوا دوسرے امور کی طاقت رکھتا ہو تو اس مرض کا علاج یہ ہے کہ بانس (لکڑی) کی ایک گٹھری لے اور ایک دو دھاری کلہاڑی کو گٹھری کے بیچ رکھ کر اس میں آگ لگا دے، جب کلہاڑی خوب گرم ہو جائے تو اس کو آگ سے نکال کر اس پر پیشاب کرے تو اللہ کی مرضی سے وہ شفاء یاب ہو جائے گا۔ ا۔ ھ۔

- صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ پیشاب ناپاک ہے، اس کو نہ علاج میں استعمال کرنا جائز ہے اور نہ ہی اس سے دھونی لینا، یہ غیر مفید علاج ہے بلکہ اس میں جنات کے تسلط کا اور زیادہ اندیشہ ہوتا ہے کیوں کہ جنات گندگی اور نجاستوں میں رہتے ہیں۔ اور اگر بالفرض اس علاج کو مفید مان بھی لیں تو ہر نفع بخش چیز کا استعمال ضروری نہیں جیسا کہ اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔[4]

---

[1] ان کا نام امام محدث صدوق ابومحمد النسفی ہے۔ صحیح بخاری کے راویوں میں سے ایک ہیں۔ ان کی وفات: ۳۱۱ھ میں ہوئی۔ سیر اعلام النبلاء (۱۱/۳۴۸)

[2] المفازة: جنگل، بیابان لسان العرب (۵/۳۹۳)

[3] فتح الباری (۱۰/۲۳۴)

[4] یہ اصول صفحہ نمبر ۱۰۰-۱۰۲ میں گزر چکا ہے۔

۳- گلاب کا پانی (گلاب جل)

گلاب کے پانی سے متعلق باتیں گزر چکی ہیں۔ تجربات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ روحانی بیماری خواہ جادو ہو یا جنات یا شیطان کا سوار ہونا ہو یا نظرِ بد ہو ان سب کے علاج میں بہت مفید اور کارآمد ہے۔

گلاب جل کو مفید بنانے کا طریقہ:

ایک گلاس میں گلاب جل لیں، اس کو ایک پیالے میں ڈالیں پھر اس میں مزید پانی ملائیں اور اس میں کچھ قرآنی آیات مثلاً سورہ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور تینوں قل پڑھ کر دم کریں، پھر اس میں تھوڑا سا برف ملائیں اور اس سے غسل کریں، یہ بہت مفید علاج ہے خاص طور پر اس شخص کے لیے جو شیطانوں کی اذیت یا نظرِ بد کے اثر اور جادو کی وجہ سے رنج وغم اور پریشانی میں مبتلا ہے۔

۴- بعض چشموں اور نہروں کا پانی:

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ کہتی ہیں کہ: جسے آسیب یا زہر یا جادو کا اثر ہوا ہو تو وہ فرات (چشمہ کے پاس) آئے اور پانی کے بہاؤ کی طرف رُخ کر کے سات مرتبہ ڈبکی لگائے۔[1]

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ان سے نشرۃ (جادو کے علاج) کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: تم لوگ کیا کرتے ہو؟ تمہارے قریب یہ چشمے ہیں، تم میں سے کوئی ان مختلف چشموں کے پانی کو جمع کرلے اور پانی کے بہاؤ کی طرف رُخ کر کے اس کو اپنے اوپر ڈال لے۔[2][3]

اسی طرح تجربہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ گندھک کے پانی سے غسل کرنا جادو کی بعض قسموں کے علاج کا بہترین ذریعہ ہے۔

---

[1] مصنف ابن أبی شیبة (۲۳۵۱۷)

[2] "یستقبل الجریة": یعنی پانی کے بہاؤ کی طرف رُخ کر کے پانی بہالے۔ دیکھیں: لسان العرب (۱۴/۱۴۰)

[3] مصنف ابن أبی شیبة (۲۳۵۱۳)

۵- ورزش کرنا:

- انسان جب روحانی بیماری، جادو، آسیب یا نظرِ بد میں مبتلا ہو جاتا ہے تو عام طور پر گم صُم رہنے لگتا ہے اور سست پڑ جاتا ہے اور ورزش کا عمل چھوڑ دیتا ہے۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ جسمانی ورزش خاص طور پر دور تک پیدل چلنا اور اسی طرح سے دوڑنا بھی جنات کو بھگانے کا عظیم ترین ذریعہ ہے۔ اگر ساتھ ساتھ رقیہ اور دیگر شرعی اسباب کا اہتمام کیا جائے تو اس طرح سے جنات اللہ کے حکم سے نکل جاتا اور بھاگ جاتا ہے۔
- وسوسہ، اداسی، رنج و غم وغیرہ دور کرنے کے لیے ورزش بہترین اور مفید علاج ہے کیوں کہ دل و دماغ کے نشاط پر ورزش کا بہت گہرا اثر پڑتا ہے، ایسی صورت میں جنات تھک جاتے ہیں، جب وہ ان جگہوں کو اپنا مرکز بنا لیتے ہیں۔ اور ورزش سے -باذن اللہ- نفسیاتی بیماریوں کا بھی علاج ہوتا ہے۔
- پیٹ اور معدہ کی ورزش جادو کردہ چیزوں کے کھانے یا پینے سے ہونے والے نقصانات کو دور کرنے میں بہت مؤثر ہے۔ لیکن ورزش سے پہلے ضروری ہے کہ وہ علاج و معالجہ بھی کرتا ہو۔ مثلاً: شرعی اسباب کو بھی اپنائے۔ جیسے رقیہ، زیادہ سے زیادہ اللہ کی عبادت، دعا، توبہ و استغفار کا اہتمام کرے۔ پس یہی اصل علاج اور بنیادی دوا ہے۔ اگر زیادہ دور تک چلنے اور دوڑنے کا فائدہ نہ ہو تو صرف اپنے آپ کو تھکانا ہوگا۔

۶- مریض کا سانس روکے رکھنا اور چہرہ پر پانی کا چھینٹا مارنا:

روحانی بیماری کے علاج کا ایک مفید طریقہ یہ بھی ہے جیسا کہ بعض رقیہ کرنے والوں کو میں نے دیکھا ہے کہ مریض کو حسبِ استطاعت سانس روکے رکھنے کا حکم دیتے ہیں اور اس کے چہرے پر دَم کیے ہوئے پانی کا چھینٹا مارتے ہیں۔ اور یہ عمل مسلسل کرتے رہتے ہیں۔ بسا اوقات ایسا محسوس ہوتا ہے گویا کہ ہَوا کا زور ہے جو حلق کی طرف چڑھتا جا رہا ہے، یا کچھ عجیب و غریب چیزیں ہیں جو دونوں قدموں اور ہاتھوں کے کنارے سے اللہ کے حکم سے نکل رہی ہیں۔

چوتھی فصل

نظرِ بد، جادو اور آسیب کی نشانیاں

پہلی بحث: بیماری کی تشخیص کا تعلق علم طبّ سے ہے نہ کہ علم غیب سے

دوسری بحث: نظرِ بد کا شکار، جادوزدہ اور آسیبی شخص کی پہچان کا طریقہ

پهلی بحث

بیماری کی تشخیص کا تعلق علمِ طبّ سے ہے نہ کہ علمِ غیب سے

- بعض لوگوں کا گمان ہے کہ مرض کی تشخیص کا تعلق غیبی امور سے ہے۔ لہٰذا جس پر جادو کیا گیا ہو یا جسے جنات نے پکڑا ہو یا جسے نظر لگی ہو، اس کے متعلق ہم خبر دینے کی استطاعت نہیں رکھتے۔
- لیکن اس طرح کا گمان حق سے بہت دور اور سنتِ نبوی کے خلاف ہے اور اہل علم کا وہ کلام گزر چکا ہے جس کو انھوں نے اس بیماری کے علاج میں مدوّن کیا ہے۔

اس سلسلہ میں واردشدہ چند احادیث:

۱- حضرتِ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ: نبی ﷺ نے آلِ حزم کو سانپ کے ڈنس لینے پر دَم کرنے کی رخصت دی اور حضرتِ اسماء بنت عُمیس رضی اللہ عنہا سے کہا کہ: کیا بات ہے کہ میں اپنے بھائی کے بچوں (اولادِ جعفر) کو کمزور اور دُبلا پتلا [1] دیکھ رہا ہوں، کیا یہ بھوکے رہتے ہیں؟ تو حضرتِ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ: نہیں ایسی بات نہیں ہے، بلکہ ان کو نظر بہت جلد لگ جاتی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ان پر دَم کرو، میں نے ایک دَم آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ان پر دَم کرو۔ [2]

---

[1] **ضارعة:** یعنی کمزور، اور اس سے مراد اولادِ جعفر رضی اللہ عنہم ہیں۔ شرح مسلم للنووی (۱۸۶/۱۴)

[2] صحیح مسلم (۲۱۹۸)

اس حدیث میں ہے جب حضرتِ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے مرض کی تشخیص کی کہ ان کو نظر جلدی لگ جاتی ہے، تو نبی ﷺ نے ان کی بات کا انکار نہیں کیا، بلکہ اس کو برقرار رکھا، اور ان سب پر دَم کرنے کا حکم دیا۔

۲- حضرتِ سہل بن حُنیف رضی اللہ عنہ کے قصے میں ہے کہ جب وہ عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی نظر لگ جانے کی وجہ سے بے ہوش ہو کر گر گیے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: کیا تم لوگ اس کے متعلق کسی کے بارے میں گمان کرتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا: ہم عامر بن ربیعہ کے بارے میں گمان کرتے ہیں، راوی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عامر بن ربیعہ کو بلایا اور ان سے سخت لہجے میں بات کی اور فرمایا کہ: تم اپنے بھائی کا قتل کس بنیاد پر کرنا چاہتے ہو، اور تم نے اس کے لیے برکت کی دعا کیوں نہیں کی؟ اے عامر! تم سہل کے لیے غسل کرو۔[1]

اس حدیث کے اندر یہ بات مذکور ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کرام کو صرف مرض کی تشخیص کی ہی اجازت نہیں دی بلکہ آپ ﷺ نے یہاں تک پوچھ لیا کہ کس کی نظر اسے لگی ہے؟

[1] موطأ امام مالك (۲/۹۳۹) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے مشکاۃ المصابیح میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۴۵۶۲)

دوسری بحث

نظرِ بد کا شکار، جادوزدہ اور آسیبی شخص کی پہچان کا طریقہ

- دَم کرنے والے میرے بھائی! جان لو کہ مرض کی تشخیص ایک امانت ہے، اگر آپ نے کہہ دیا کہ فلاں پر جادو کیا گیا ہے، یا نظرِ بد لگی ہے، یا جنات پکڑے ہوئے ہیں تو ہمیشہ اس بات کو یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے آپ کی جواب دہی ہوگی۔ اگر آپ مرض کی تشخیص نہ کر پائیں تو آپ کہہ دیں کہ مجھے معلوم نہیں ہے، اس سے آپ کی قدرومنزلت میں کمی نہیں ہوگی۔ بلکہ اس سے اللہ کے نزدیک اور لوگوں کے نزدیک آپ کی قدرومنزلت اور بڑھ جائے گی۔
- بیماری کی تشخیص کے وقت ضروری ہے کہ مریض کے حالات پر غور کریں، مریض کے شب وروز کو مختلف پہلوؤں سے دیکھیں، غور وفکر کریں، کسی ایک پہلو کو دیکھ کر تشخیص میں جلدی نہ کریں کیوں کہ روحانی بیماری کی بعض علامتیں جسمانی اور نفسیاتی بیماری کی بعض علامتوں سے ملتی جلتی ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ مختلف پہلوؤں سے غور کریں۔ اس کے سونے کی حالت، گھر میں رہن سہن کے حالات، بیوی بچوں سے تعلقات، لوگوں سے میل جول، اس کے نفسیاتی اور صحت مندی کے حالات اور عبادات جیسے نماز، ذکرو اذکار اور قرآن کی تلاوت سنتے وقت کی کیفیت اور دَم کرتے وقت اس کی حالت، ان سب پہلوؤں پر غور کریں۔

- **میرے مسلمان بھائی! اس کی وضاحت پیش خدمت ہے:**
- **رہی بات اس کے نیند کی کیفیت کی:** تو روحانی مرض کا شکار شخص اکثر اپنی نیند میں بے خوابی، تنگی اور بار بار دبوچے جانے کا خواب دیکھتا ہے، اور بسا اوقات اس کے کراہنے چیخنے چلانے کی بھی آواز آتی ہے اور کئی بار تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ اپنے خواب میں سانپ، کتے، بلی اور اژدہے جیسے جانوروں کو دیکھتا ہے جو اسے ڈرا رہے ہوتے ہیں۔ اور بہت بار ایسا بھی ہوتا ہے کہ بُرے اور فحش جنسی خواب بھی دیکھتا ہے اور اسے ایسا لگتا ہے گویا کہ یہ حقیقت ہے اور کبھی کبھار تو وہ اپنے آپ کو وحشت کی جگہوں اور غیر آباد گھروں میں دیکھتا ہے۔
- **رہی بات اس کے گھر کی حالت کی:** تو روحانی مریض پر جب جادو کا اثر ہوتا ہے تو بسا اوقات وہ اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت سخت تنگی محسوس کرتا ہے، اور جب وہ اپنے بیڈروم میں جاتا ہے تو مزید تنگی محسوس کرتا ہے، اور گھر سے نکلنے میں ہی آرام وعافیت محسوس کرتا ہے اور جب وہ اپنے شہر سے نکل کر دوسرے شہر کا سفر کرتا ہے تو آرام وسکون محسوس کرتا ہے۔ پھر اپنے شہر واپس آنے پر یا اپنے گھر میں داخل ہونے پر دوبارہ اس پر وہی مصائب وآلام لوٹ آتے ہیں، اور یہ کیفیت ہمیشہ ہر کسی کو ہر حال میں نہیں ہوتی۔ البتہ جادوزدہ شخص کو اکثر وبیشتر ایسا ہوتا ہے۔
- **رہی بات بیوی بچوں کے ساتھ اس کے رہن سہن کی:** تو اکثر حالات میں میاں بیوی کے درمیان نفرت ہوجاتی ہے اور وہ اپنے آپ پر بہت بوجھ محسوس کرتا ہے، اور اپنی بیوی سے جنسی تعلق قائم کرنے سے اپنے آپ کو عاجز پاتا ہے یا بغیر کسی طبی ونفسیاتی سبب کے جماع میں صعوبت اور گرانی محسوس کرتا ہے، میاں بیوی ایک دوسرے کو قبیح صورت میں دیکھتے ہیں یا ایک دوسرے سے بدبو محسوس کرتے ہیں، جب کہ حقیقت میں ایسی کوئی بات نہیں ہوتی ہے۔
- **رہی بات عام لوگوں اور دوستوں کے ساتھ اس کی حالت کی:** تو اکثر بیمار شخص لوگوں سے کنارہ کشی اور تنہائی اختیار کرتا ہے اور تاریکی میں تنہا بیٹھنا پسند کرتا ہے اور بھیڑ بھاڑ والی جگہوں میں تھکان محسوس کرتا ہے۔

● **رہی بات مریض کی نفسیاتی حالت کی:** تو روحانی مرض کا شکار زیادہ تر اپنے دل میں سخت قسم کی تنگی اور بہت زیادہ حساسیت اور غصہ یا بغیر کسی وجہ کے ڈر محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح سے وسوسے اور بُرے خیالات بھی اس کے ذہن میں آتے ہیں، اور ایسی آوازیں سنتا ہے جن کا حقیقت میں کوئی وجود نہیں ہوتا، اور بسا اوقات اس کی نفسانی تھکن مغرب کے وقت سے تھوڑی دیر پہلے یا اس کی زندگی کے کسی خاص موڑ پر کچھ زیادہ ہی بڑھ جاتی ہے، چنانچہ جو شخص اپنی ملازمت کے تعلق سے نظرِ بد یا جادو کا شکار ہوا ہو تو اس کی یہ علامتیں اور کیفیات ملازمت اور کام کی جگہ پر اور زیادہ بڑھ جاتی ہیں، اور جو شخص تعلیم و تعلم کے تعلق سے نظرِ بد یا جادو کا شکار ہوا ہو تو اس کی یہ کیفیات تعلیم و تعلم کے دوران یا امتحان کے دوران اور زیادہ بڑھ جاتی ہیں، اور اسی طرح دیگر امور میں بھی ہوتا ہے۔

● **رہی بات مریض کی جسمانی صحت کی حالت کی:** تو روحانی مرض کا شکار بسا اوقات ایسی بیماریوں، پریشانیوں اور تکلیفوں سے دوچار ہوتا ہے، جس کے اسباب و وجوہات کا ذکر ڈاکٹروں کے یہاں بھی کوئی خاص نہیں ملتا، یا کچھ ایسی بیماریاں لاحق ہوجاتی ہیں جن کی تشخیص تو ہوجاتی ہے لیکن یہ بار بار لوٹ آتی ہیں اور بکثرت ہوتی ہیں، ڈاکٹروں کے پاس اس کے کوئی ظاہری اسباب نہیں ہوتے ہیں۔ اور جوں جوں کسی مرض کا علاج ہوتا ہے تو دیگر امراض بھی سامنے آجاتے ہیں۔ اور وہ ظاہری پریشانیاں جن کا سامنا ہوتا ہے وہ یہ ہیں: مرگی، سُکڑن، منتقل ہونے والا درد، سر درد، بوجھ یا بھاری پن، سستی، چکر آنا، جسم کا سُن ہوجانا، جسم میں سخت قسم کی حرارت، معدہ میں سوجن اور بسا اوقات اسے ایسا لگتا ہے جیسے کہ معدہ کے منہ پر انگارہ رکھ دیا گیا ہو، اسی طرح سے پیٹھ کے نچلے حصے میں درد ہوتا ہے اور کبھی کبھار چہرے پر سفید یا کالے قسم کے داغ ظاہر ہوتے ہیں۔[1]

● **کچھ چیزیں ہیں جو عورتوں کے ساتھ خاص ہیں:** ماہواری کے بعد بھی خون کا مسلسل جاری رہنا، اور کمزور ہوجانا یا بار بار حمل کا ساقط ہونا، بغیر حمل کے رحم میں سوجن محسوس کرنا۔ اور بسا اوقات کنواری

[1] ان علامتوں پر تنبیہ گزر چکی ہے جو طبی تحقیقات کے علاوہ ہیں۔

لڑکی کا رحم اتنا سوج جاتا ہے کہ حاملہ عورت کی طرح ہوجاتا ہے۔اور بسا اوقات ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا پیٹ میں جنین حرکت کررہا ہو۔

● **رہی بات روحانی مریض کی عبادت کی:** تو غالبًا وہ عبادت میں بوجھ محسوس کرتا ہے، اورنفرت کرتا ہے یا گُم صُم رہتا ہے۔اوراس پر اونگھ طاری رہتی ہے یا تنگی اور تھکان محسوس کرتا ہے۔اور لمبی عبادت کرنے پر اسے چکر آنے لگتا ہے۔

اور بسا اوقات وضو، نماز اور عبادت میں وسوسہ پیدا ہوجاتا ہے، یہاں تک کہ اپنے رب کے بارے میں اور اپنے دین کے حق ہونے میں بھی اُسے شک پیدا ہونے لگتا ہے۔

● **رہی بات مریض کو دَم کرتے وقت کی کیفیت کی:** تو دَم کرتے وقت روحانی مرض کی علامت کی دوقسمیں ہیں:

پہلی قسم: ظاہری علامات: جس کو دَم کرنے والا اور مریض کے پاس موجود اشخاص سبھی محسوس کرتے ہیں۔

دوسری قسم: باطنی علامات: جنہیں صرف مریض ہی محسوس کرتا ہے۔

ظاہری علامات: دَم کرتے وقت درج ذیل امور ظاہر ہوسکتے ہیں:

۱- مرگی کا دورہ پڑنا

۲- غشی طاری ہونا، بے ہوش ہوجانا

۳- جسم، ہاتھ، پیر کا سکڑنا، اینٹھنا، تناؤ محسوس کرنا

۴- کراہنا، آہ آہ کرنا

۵- سانس لینے میں تنگی محسوس کرنا

٦- زور زور سے چیخنا چلانا، گرج دار آواز نکالنا

۷- رونا

۸- ہنسنا اور بسا اوقات ہسٹریا جیسی کیفیت پیدا ہوجانا

۹- پورے جسم میں کپکپی طاری ہوجانا یا جسم کے کسی حصہ میں کپکپی طاری ہونا

۱۰- قے کرنا

۱۱- غیرارادی طور پر جسم کے پٹھوں اور پیٹ کے پٹھوں کا حرکت کرنا

۱۲- تیزی سے دونوں آنکھوں کے پپوٹوں کا حرکت کرنا، خاص کر جب انھیں بند کرنے کی کوشش کرے

۱۳- چکرآنا اور توازن کھودینا

۱۴- زیادہ نیند آنا

۱۵- باربار جمائی آنا اور چونک اٹھنا [1]

---

[1] **یہاں ایک اہم تنبیہ ہے:** اگریہی کیفیات جھاڑ پھونک (دَم) کی ہر مجلس میں باربارنظرآئیں، ان میں کوئی افاقہ اور بہتری نظر نہ آئے تو عامل مریض کو اپنے آپ پر کنٹرول کرنے کا حکم دے اور یہ حرکات وکیفیات جو چیخنے، چلانے، رونے اور لرزہ کی شکل میں ہیں ان کو دبانے کی کوشش کرے، اگر یہ کیفیات دب گئیں پھر ظاہر نہ ہوں تو وہ اپنے آپ کو اسی کا عادی بنالے، جھاڑ پھونک کی ہر مجلس میں اگر قابو نہ کرپائے اور ان کیفیات کو دبانے پر قادر نہ ہوسکے تو کوشش کرے کہ اپنی فکر کو جھاڑ پھونک پر مرکوز کردے اور جو آیات و دعائیں پڑھی جاتی ہیں۔ ان پر غور کرے اور جھاڑ پھونک کی عظیم اثراندازی اور بہترین فائدے کا اپنے آپ کو احساس دلائے اور وہ ذہنی اور فکری طور پر ان اعراض سے بے پرواہ ہوجو اسے لاحق ہوتے ہیں۔

فائدہ: مریض کو اپنے آپ پر قابو پانے اور ان علامات کو چھپانے کی کوشش کرنے کی تلقین کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ بعض احوال میں جھاڑ پھونک کی مجلسوں میں حاضر ہونا ضروری سمجھا جانے لگتا ہے، بسااوقات بیماری برسوں پہلے ٹھیک ہوگیا ہوتا ہے اور مریض کو معلوم بھی نہیں ہوپاتا، جس کے سبب یہ علامات وحرکات اس کے ساتھ لگی رہتی ہیں، نفسیاتی تقاضے کے سبب اور کثرت تکرار کی وجہ سے ان چیزوں کی عادت پڑجانے کے سبب یعنی جھاڑ پھونک کی ابتدائی مجلسوں میں یہ علامات جنات اور مرض کے سبب ہوتی ہیں یا پائی جاتی ہیں، پھر مرض تو ختم ہوچکا ہوتا ہے اور جنات بھی بسااوقات نکل جاتے ہیں یا مرض جسم میں نہ کے برابر رہ جاتا ہے لیکن مریض کو معلوم ہی نہیں ہوتا، چنانچہ محض مریض کا اپنے نفس پر قابو کرنے کی کوشش کرنے سے وہ اس بات پر قادر ہوتا ہے کہ جھاڑ پھونک کے دوران ایک متوازن انسان بنا رہے اور اس پر یہ علامت ظاہر نہ ہو۔ اور کبھی کبھار یہ علامت وکیفیت کچھ رہ جاتی ہے، روحانی مرض اور نفسیاتی اثر کے باقی رہنے کے بقدر، اور یہ بہت ہی دقیق باب ہے جھاڑ پھونک کے تعلق سے، جس پر کم توجہ دی جاتی ہے۔ جھاڑ پھونک کرنے کے باب میں فہم وفراست حاصل کرنا، دم کرنے والے عامل کی اس بات میں مدد کرتا ہے کہ وہ کچھ پرانے احوال کا بھی علاج کردیں، جنہیں مشکل اور پُرخطر سمجھا جاتا ہے۔

باطنی علامات جنہیں دَم کرتے وقت صرف مریض محسوس کرسکتا ہے اور وہ درج ذیل ہیں:

۱۶- رونے اور چیخنے چلانے کی خواہش ہونا۔

۱۷- سُن ہوجانے کا احساس ہونا خاص کر انگلیوں کے اطراف میں۔

۱۸- سردرد ہونا، چکر آنا، جسم میں تکلیف محسوس کرنا۔

۱۹- سینے میں تنگی اور دباؤ پانا اور سانس لینے میں تکلیف محسوس کرنا۔

۲۰- دل کی دھڑکن کا تیز ہونا

۲۱- جسم میں کسی چیز کی حرکت کرنے کا احساس ہونا۔

۲۲- ایسی آواز کا سننا جس کا کوئی وجود نہیں ہے۔ جیسے کہ وہ کسی شخص کے رونے کی آواز سنتا ہے یا کتے کے بھونکنے کی آواز سنتا ہے۔ جب کہ اس کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں سن پاتا۔

۲۳- پیٹ میں درد یا مروڑ (پیچش) کا احساس ہونا اور قے کرنے کی خواہش کرنا۔

۲۴- جسم میں گرمی یا ٹھنڈی محسوس کرنا۔

اس کے علاوہ اور بھی علامات ہیں۔

- بسا اوقات بہت دنوں تک دَم کرنے کے بعد یہ علامتیں ظاہر ہوتی ہیں۔
- اور کبھی کبھار کوئی بھی علامت ظاہر نہیں ہوتی ہے، بلکہ مریض کی حالت اور اس کی زندگی کے مختلف گوشوں پر مرتب ہونے والے امور کے ذریعہ مرض پہچانا جاتا ہے۔
- **ایک فائدہ**: آسیب کے ثبوت کے لیے مرگی کا دورہ پڑنے کی اور مخبوط الحواس ہونے کی شرط نہیں لگائی جاتی ہے۔

آلوسی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: بسا اوقات جنات سوار ہوتے ہیں لیکن مریض دیوانہ یا بے ہوش نہیں ہوتا ہے خاص کر جب مزاج قوی اور مستحکم ہو۔[1]

[1] تفسیر الآلوسی (۲/۴۸)

● **خلاصہ:** بیماری کی تشخیص کے لیے نہایت ضروری ہے کہ دَم کرنے والا مریض کے تمام احوال وعلامات کو دیکھے۔ صرف ایک دو علامت کو دیکھ کر تشخیص کرنے میں جلدی نہ کرے کیوں کہ جو علامات بیان کیے گیے ہیں ان میں سے بہت سی علامتیں طبّ یا نفسیات سے بھی تعلق رکھتی ہیں جیسے کہ:

☆ ہر وہ شخص جس کا جسم سُن ہوتا ہو، ضروری نہیں کہ آسیب زدہ ہی ہو۔

☆ ہر وہ شخص جو بے خوابی اور تنگی کی شکایت کرتا ہو ضروری نہیں کہ وہ شیطانوں کی اذیت کے سبب ہی ہو۔

☆ ہر وہ شخص جسے دَم کرنے کے دوران جمائی آئے، ضروری نہیں کہ اس کو نظرِ بد لگ گئی ہو۔

ابن قتیبہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: بسا اوقات ایک آدمی کو جمائی آتی ہے اور اسے دیکھ کر دوسروں کو بھی آجاتی ہے، اسی لیے عرب کے لوگ کہتے ہیں: ''أَسـرَعُ مِـنْ عَدْوَى الثُّؤَبَاء'' جمائی متعدی امراض میں بہت تیزی سے اثر انداز ہوتی ہے۔ اور بہت سے دَم کرنے والے جمائی سے دھوکہ کھا جاتے ہیں، اسی طرح دَم کرنے والے جب کسی مریض کو دَم کرتے ہیں تو انھیں جمائی آجاتی ہے۔ تو ان کے جمائی کی وجہ سے مریض کو بھی جمائی آنے لگتی ہے۔ دَم کرنے والے کو اگر زیادہ جمائی آتی ہے تو مریض کو بھی زیادہ آنے لگتی ہے، تو لوگ مریض کو اس وَہم میں مبتلا کر دیتے ہیں کہ دَم کرنے کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہے اور اس سے اس کی بیماری دور ہو رہی ہے۔[1]

[1] تأويل مختلف الحديث لابن قتيبة (ص:٤٧٦)

پانچویں فصل

جنوں کی دنیا

پہلی بحث: جنوں کے بارے میں ہمارا عقیدہ

دوسری بحث: مرگی اور آسیب کی حقیقت

تیسری بحث: مرگی اور آسیبی کیفیت کا علاج

چوتھی بحث: ان گھروں کا علاج جن میں جن وشیاطین سکونت پذیر ہوں

پانچویں بحث: جنوں سے مدد مانگنے اور ان سے سوال کرنے کا حکم

پهلی بحث

جنوں کے بارے میں ہمارا عقیدہ

۱- جنات کا وجود کتاب وسنت کے متواتر دلائل سے ثابت ہے۔صحابہ وتابعین اوران کے بعد کے زمانے کے تمام علماء کا اس پر اجماع ہے،اور یہ بات دین کے ضروری معلومات میں سے ہے،اور جو بھی دین کی کچھ سمجھ بوجھ رکھتا ہو وہ اس کا انکار نہیں کرسکتا۔اور نہ اس کے اثبات سے کم عقلی لازم آتی ہے اور نہ ہی علم صحیح کی نفی ہوتی ہے۔[1]

۲- جنات اللہ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہے،جس کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی پیدائش سے پہلے پیدا کیا ہے،اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ﴾ ﴿وَالْجَآنَّ خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ مِن نَّارِ السَّمُوْمِ﴾(الحجر:۲۶-۲۷)

ترجمہ: یقیناً ہم نے انسان کو کالی اور سڑی ہوئی کھنکھناتی مٹی سے پیدا فرمایا ہے،اور اس سے پہلے جنات کو ہم نے لو والی آگ سے پیدا کیا ہے۔

۳- اللہ تعالیٰ نے ان کو بے کار اور بے مقصد پیدا نہیں کیا ہے بلکہ انھیں پیدا اس لیے کیا تا کہ وہ سب صرف اور صرف اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں،جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾(الذاریات:۵۶)

---

[1] دیکھئے: آكام المرجان فی أحكام الجان (ص:۱۹)

ترجمہ: میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری ہی عبادت کریں۔

۴- جنوں میں سے کچھ مسلم ہیں اور کچھ کافر، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان ہی کی زبانی ارشاد فرمایا:

﴿وَاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقَاسِطُوْنَ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُوْلٰٓئِکَ تَحَرَّوْا رَشَدًا﴾ (الجن:۱۴)

ترجمہ: ہاں! ہم میں بعض تو مسلمان ہیں، اور بعض بے انصاف ہیں، پس جو فرمانبردار ہوگیے انھوں نے تو راہ راست کا قصد کیا۔

۵- ان میں کچھ نیک اور صالح ہیں تو کچھ بدکار اور گنہگار بھی ہیں۔ ان میں کچھ صاحب سنت ہیں تو کچھ صاحبِ بدعت، ان میں بھی مختلف فرقے اور جماعتیں ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَاَنَّا مِنَّا الصَّالِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِکَ کُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا﴾ (الجن:۱۱)

ترجمہ: اور یہ کہ بے شک بعض تو ہم میں نیک کار ہیں اور بعض اس کے برعکس بھی ہیں، ہم مختلف طریقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔

- امام طبری رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿کُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ: ہم مختلف اصناف اور مختلف جماعتوں میں بٹے ہوئے ہیں، ہم میں مسلمان بھی ہیں اور کافر بھی۔[1]
- حسن بصری اور سُدی رحمہما اللہ نے فرمایا کہ: جنات بھی تم لوگوں کے مانند ہیں، ان میں قدریہ، مرجئہ، اور روافض بھی ہیں۔[2]

۶- نبی ﷺ کے زمانے میں جنوں کے قبولِ اسلام کا واقعہ

حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے چند ساتھیوں کو لے کر نکلے اور ان کا ارادہ بازارِ عُکاظ جانے کا تھا، ادھر شیاطین اور آسمان سے آنے والی خبروں کے درمیان رکاوٹیں

[1] تفسیر الطبری (۲۳/۶۵۹)

[2] تفسیر البغوی (۵/۱۶۱)

پیدا کردی گئی تھیں، اور ان (شیطانوں) پر ستارے ٹوٹنے لگے تھے، چنانچہ وہ جب اپنی قوم کے پاس خالی ہاتھ واپس آئے تو انھیں آکر بتایا کہ ہمیں کئی رکاوٹوں کا سامنا ہے۔ اور ہم پر شہاب ثاقب ستاروں کی مار پڑنے لگی ہے، وہ آپس میں کہنے لگے کہ یہ ایسا کسی بڑے واقعہ کی وجہ سے ہورہا ہے، لہذا مشرق ومغرب میں جاؤ اور دیکھو کہ یہ رکاوٹیں کیوں پیدا ہورہی ہیں؟ چنانچہ تہامہ کا رخ کرنے والے جنات آپ ﷺ کی طرف آنکلے، آپ ﷺ اس وقت نخلہ میں تھے اور عُکاظ جانے کا ارادہ کررہے تھے۔ آپ ﷺ نے صحابۂ کرام کو فجر کی نماز پڑھائی، جب ان جنوں کے کانوں میں قرآن کی آواز پہونچی تو اسے غور سے سننے لگے اور کہنے لگے: اللہ کی قسم! یہی وہ چیز ہے جو ہمیں آسمان کی خبریں سننے سے روک رہی ہے، چنانچہ یہ لوگ اپنی قوم کے پاس واپس گیے اور ان سے کہنے لگے: ہم نے عجیب قرآن سنا ہے، جو راہِ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے، ہم اس پر ایمان لاچکے ہیں، اب ہم ہرگز کسی کو بھی اپنے رب کا شریک نہ بنائیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر ﴿قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ﴾ نازل فرمائی۔ اور آپ ﷺ کو جنوں کی باتوں کی وحی کی گئی۔[1]

۷- جنوں کا ایک قاصد نبی ﷺ کو بلانے کے لیے آیا اور آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گیے اور ان کے سامنے آپ ﷺ نے قرآن کی تلاوت کی۔

● حضرتِ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک رات ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ تھے، چنانچہ ہم لوگوں نے آپ کو گم پایا تو ہم نے آپ ﷺ کو پہاڑ کی وادیوں اور گھاٹیوں میں تلاش کیا، مگر آپ ﷺ نہیں ملے، تو ہم نے کہا کہ: آپ کو جن اڑا لے گیے یا آپ کو پوشیدہ طور پر قتل کردیا گیا۔[2]

(حضرتِ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ: ہم نے رات بڑی تکلیف سے گزاری، جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ آپ حراء پہاڑ کی طرف سے آرہے ہیں۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ کو رات میں گم پایا، ہم نے آپ کو تلاش کیا تب بھی آپ نہ ملے، چنانچہ ہم نے اور قوم نے رات بڑی

[1] صحیح بخاری (۷۷۳) صحیح مسلم (۴۴۹)

[2] (استطير) اس کا معنی جن اڑا لے گیے، اغتيل چپکے سے قتل کرنا، شرح صحیح مسلم للإمام النووی، ج:۴، ص:۱۷۰

تکلیف سے گزاری، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: میرے پاس جنوں کا ایک قاصد آیا تھا تو میں اس کے ساتھ چلا گیا، اور انھیں قرآن سنایا، حضرتِ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر آپ ﷺ ہم کو اپنے ساتھ لے گیے، ان کے اور ان کے انگاروں کے نشان بتائے، اور جنوں نے آپ ﷺ سے توشہ مانگا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: تمہارے لیے ہر اس جانور کی ہڈی جس پر اللہ کا نام لے کر ذبح گیا ہو، وہ تمہارے ہاتھ میں آتے ہی وافر مقدار میں اس پر گوشت چڑھ جائے گا۔ اور ہر مینگنی (گوبر) تمہارے چوپایوں کے لیے چارہ ہو جائے گا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں سے استنجاء نہ کرو، اس لیے کہ یہ دونوں تمہارے بھائیوں کی خوراک ہے۔[1]

- حضرتِ جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے پاس تشریف لائے، اور ان کے سامنے مکمل سورہ رحمٰن کی تلاوت کی، اور وہ خاموشی سے سنتے رہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: میں نے یہی سورہ جنوں والی رات کو ان پر تلاوت کی تھی، وہ تمہاری بہ نسبت اچھا جواب دینے والے تھے۔ اور میں جب جب ﴿فَبِاَيِّ الَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾ (الرحمٰن:۱۳) ترجمہ: تم اپنے پرورد گار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ والی آیت پڑھتا تو وہ کہتے اے ہمارے رب! ہم تیری کسی بھی نعمت کو جھٹلا نہیں سکتے اور تیرے لیے ہی تمام قسم کی تعریف ہے۔[2]

۸- فرمانبردار مسلم جنات آخرت میں اہل جنت میں سے ہوں گے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ﴾ (الرحمٰن:۴۶) ترجمہ: اور اس شخص کے لیے جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا دو جنتیں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾ (الاَ حقاف:۱۹)

ترجمہ: اور ہر ایک کو اپنے اپنے اعمال کے مطابق درجے ملیں گے، تا کہ انھیں ان کے اعمال کا پورا بدلہ دے، اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

---

[1] صحیح مسلم (۴۵۰)

[2] سنن ترمذی (۳۲۹۱) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ (۲۱۵۰)

۹- کافرنافرمان جنات اہل دوزخ میں سے ہوں گے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ﴾ (السجدۃ:۱۳)

ترجمہ: لیکن میری یہ بات بالکل حق ہو چکی ہے کہ میں ضرور ضرور جہنم کو انسانوں اور جنوں سے بھر دوں گا۔

اور اللہ تعالیٰ نے ان ہی کی زبانی ارشاد فرمایا: ﴿يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ (الاحقاف:۳۱)

ترجمہ: اے ہماری قوم! اللہ کے بُلانے والے کا کہا مانو، اس پر ایمان لاؤ، تو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دے گا۔ تمہیں المناک، دردناک عذاب سے پناہ دے گا۔

- قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: یہ آیتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جنات بھی انسانوں کی طرح اوامر ونواہی، ثواب وعقاب میں شامل ہیں۔[1]
- امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں باب باندھا ہے: باب ذکر الجن و ثوابهم و عقابهم۔[2] یعنی 'جنات اور ان کے ثواب وعقاب کے بیان کے بارے میں باب'۔
- ابن القطان رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تمام اہل سنت والجماعت کا جنوں پر ایمان رکھنے پر اجماع ہے۔ اور ان کے لیے بھی ثواب وعقاب ہے۔ اور وہ سب مکلّف اور مامور ہیں۔[3]

۱۰- جنوں کی تین قسمیں ہیں۔ جنہیں نبی ﷺ نے اس حدیث میں بیان فرمایا ہے:

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جنوں کی تین قسمیں ہیں، ایک قسم جو پَر والے ہیں اور ہواؤں میں اڑتے پھرتے ہیں، اور ایک قسم سانپ اور کتے کے مانند ہیں اور ایک

[1] تفسیر القرطبی (۲۱۷/۱۶)
[2] صحیح بخاری (۱۲۶/۴)
[3] الإقناع فی مسائل الإجماع (۴۵/۲)

قسم آباد ہونے والے اور کوچ کرنے والے ہیں۔[1][2]

۱۱- جن ہماری نظروں سے اوجھل ہیں، ان کی اصلی شکل وصورت کو دیکھنا جس میں وہ پیدا کئے گیے ہیں، ہمارے لیے ممکن نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ﴾ (الأعراف:۲۷) ترجمہ: وہ اوراس کا لشکر تم کو ایسے طور پر دیکھتا ہے کہ تم ان کو نہیں دیکھتے ہو۔

- امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر کوئی عادل شخص یہ کہے کہ میں نے جن کو دیکھا ہے تو ہم اس کی گواہی کو رد کردیں گے، قبول نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے ﴿اِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ﴾. سوائے پیغمبر کے۔[3] (جیسا کہ نبی ﷺ کو ایک جنی قاصد بلانے آیا اور آپ اس کے ساتھ تشریف لے گیے)

- حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے امام شافعی رحمہ اللہ کے قول کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ قول اس شخص کے حق میں ہے جو یہ دعویٰ کرے کہ اس نے جنات کو ان کی اصلی شکل وصورت میں دیکھا ہے، جس میں وہ پیدا کے گیے ہیں، اور رہی بات اس شخص کی، جو یہ دعویٰ کرے کہ اس نے اصلی شکل کے علاوہ کسی دوسری شکل یعنی جانور وغیرہ کی شکل میں دیکھا ہے تو کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔ کیوں کہ جنوں کا اپنی شکل و صورت تبدیل کرنا یہ خبر متواتر سے ثابت ہے۔[4]

- **جنوں کی شکل وصورت بدلنے اور ان کو کھلی آنکھوں سے دیکھنے کا واقعہ جو نبی ﷺ کے زمانہ میں پیش آیا تھا۔**

صحیح بخاری میں حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے

---

[1] ''وصنف يحلون و يظعنون'' "يحلون": یعنی جیسے بنی آدم سفر کرتے ہیں اور زمین کے کسی خطے میں آباد ہوتے ہیں۔ "يظعنون'' ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف سفر کرنا۔ التنوير شرح الجامع الصغير للصنعانی (۳۰۶/۵)

[2] معجم الكبير للطبرانی (۵۷۳) المستدرك للحاكم (۳۷۵۹) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۳۱۱۴)

[3] مناقب الشافعی لمحمد بن الحسين الآبری (ص:۹۱) [4] فتح الباری لابن حجر (۳۴۴/۶)

مجھے رمضان کی زکوٰۃ کی حفاظت پر مقرر کیا تھا۔(رات میں) ایک شخص اچانک میرے پاس آیا اور غلہ میں سے لپ بھر بھر کر اٹھانے لگا، میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ اللہ کی قسم! میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے جاؤں گا۔اس پر اس نے کہا کہ میں بہت محتاج ہوں۔میرے بال بچے ہیں اور میں سخت ضرورت مند ہوں۔حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: میں نے اسے چھوڑ دیا،صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: اے ابو ہریرہ! گزشتہ رات تمہارے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے کہا کہ میں سخت ضرورت مند ہوں، میرے بال بچے ہیں۔تو مجھے اس پر رحم آ گیا، اور میں نے اسے چھوڑ دیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ: وہ تم سے جھوٹ بول کر گیا ہے، اور پھر آئے گا، رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ وہ پھر آئے گا، مجھے یقین تھا کہ وہ پھر ضرور آئے گا، اس لیے میں اس کی تاک میں لگا رہا اور جب وہ دوسری رات آ کر پھر غلہ اٹھانے لگا تو میں نے اسے پھر پکڑ لیا، اور کہا کہ تجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کروں گا۔لیکن اس بار بھی اس کی وہی التجا تھی کہ مجھے چھوڑ دیں، میں محتاج ہوں، بال بچوں کا بوجھ میرے سر پر ہے، اب میں کبھی نہ آؤں گا۔ مجھے اس پر رحم آ گیا اور میں نے اسے پھر چھوڑ دیا۔صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! تمہارے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے کہا کہ میں سخت ضرورت مند ہوں، میرے بال بچے ہیں تو مجھے اس پر رحم آ گیا، اور میں نے اسے چھوڑ دیا، آپ ﷺ نے اس مرتبہ بھی یہی فرمایا کہ وہ تم سے جھوٹ بول کر گیا ہے، اور وہ پھر آئے گا۔تیسری مرتبہ میں پھر اس کی تاک میں تھا کہ اس نے پھر تیسری رات آ کر غلہ اٹھانا شروع کر دیا، تو میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ تجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اب ضرور لے جاؤں گا۔کیوں کہ یہ تیسری دفعہ ہے، ہر مرتبہ تم یقین دلاتے رہے کہ اب نہیں آؤں گا، لیکن تم باز نہیں آئے، اس نے کہا: اس بار مجھے چھوڑ دو تو میں تمہیں ایسے چند کلمات سکھا دوں گا جن سے اللہ تعالیٰ تمہیں فائدہ پہونچائے گا۔میں نے کہا: وہ کلمات کیا ہیں؟ اس نے کہا جب تم اپنے بستر پر لیٹنے لگو تو آیۃ الکرسی ﴿اَللّٰهُ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ﴾ پوری پڑھ لیا کرو، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نگراں فرشتہ برابر تمہاری حفاظت کرتا رہے گا، اور صبح تک شیطان تمہارے قریب نہیں آ سکتا، اس

مرتبہ بھی میں نے اسے چھوڑ دیا، صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا کہ: گزشتہ رات تمہارے قیدی نے تم سے کیا معاملہ کیا؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس نے مجھے چند کلمات سکھائے اور یقین دلایا کہ اللہ تعالی مجھے اس سے فائدہ پہونچائے گا، اس لیے میں نے اسے چھوڑ دیا، آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ وہ کلمات کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ اس نے مجھ سے کہا کہ جب تم اپنے بستر پر لیٹنے لگو تو آیۃ الکرسی ﴿اَللّٰهُ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ﴾ شروع سے آخر تک پڑھ لیا کرو، تو اللہ تعالی کی طرف سے ایک نگراں فرشتہ برابر تمہاری حفاظت کرتا رہے گا۔ اور صبح تک شیطان تمہارے قریب نہیں آ سکتا۔ صحابۂ کرام خیر و بھلائی کو سب سے زیادہ اپنانے والے تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر چہ وہ جھوٹا ہے لیکن اس نے تم سے سچ کہا ہے۔ اے ابو ہریرہ! تم کو یہ معلوم ہے کہ تین راتوں سے تم کس سے مخاطب تھے؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ شیطان تھا۔ [1]

۱۲- جنات گھروں میں سانپوں کی صورت میں رہتے ہیں، پس جب کوئی مسلمان انھیں دیکھے تو چاہیے کہ اسے ڈرائے، بھگائے اور تین دن کی مہلت دے، اگر وہ نہ نکلے، نہ بھاگے تو انہیں مارنے میں جلدی کرے۔

اس کی دلیل: حضرتِ ابو سائب کی روایت ہے جو ہشام بن زہرہ کے آزاد کردہ غلام تھے، وہ حضرتِ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے گھر گیے، ابو سائب کہتے ہیں کہ: میں نے ان کو نماز میں پایا تو میں بیٹھ گیا اور منتظر تھا کہ وہ اپنی نماز مکمل کریں۔ اتنے میں کچھ حرکت کرنے کی آواز آئی، ان لکڑیوں سے جو گھر کے ایک کونے میں رکھی ہوئی تھیں، میں نے جب ادھر دیکھا تو ایک سانپ تھا، اس کو مارنے کے لیے میں دوڑا۔ تو حضرتِ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے مجھ سے اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ، تو میں بیٹھ گیا، جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو ایک کمرہ کی طرف اشارہ کیا اور پوچھا کہ یہ کمرہ دیکھتے ہو، میں نے کہا: ہاں! انھوں نے کہا: اس میں ہم میں سے ایک نوجوان رہتا تھا، جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی، وہ کہتے ہیں کہ: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خندق کی طرف نکلے، وہ نوجوان دوپہر کو آپ ﷺ سے اجازت لیتا اور گھر آجایا کرتا، ایک دن اس نے آپ

---

[1] صحیح بخاری (۲۳۱۱)

ﷺ سے اجازت مانگی، تو آپ ﷺ نے اس سے کہا کہ: تو اپنا ہتھیار لے کر جا، کیوں کہ مجھے بنو قریظہ کا تم پر ڈر ہے، اس شخص نے اپنا ہتھیار لیا اور پھر گھر کی طرف چل دیا، جب وہ اپنے گھر پہونچا تو اس نے اپنی بیوی کو دیکھا کہ وہ بیچ دروازے پر کھڑی ہے، تو اس کو غیرت آ گئی اور اپنی بیوی کو مارنے کے لیے اپنا نیزہ نکالا، بیوی بولی: اپنا نیزہ سنبھال لو، اور اندر جا کر دیکھو تو معلوم ہو جائے گا کہ میں کیوں باہر ہوں؟ وہ نوجوان اندر گیا تو ایک بڑا سانپ بچھونے پر لپٹا ہوا بیٹھا تھا، تو نوجوان نے اس پر نیزہ اٹھایا اور نیزہ کو اس میں کونچ دیا، پھر نکلا اور نیزہ کو گھر میں گاڑ دیا، اس سانپ نے اس پر پلٹ کر حملہ کر دیا، پھر اس کے بعد معلوم نہ ہو سکا کہ ان دونوں میں سے کس کی موت پہلے ہوئی، سانپ کی یا نوجوان کی۔ پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے سارا قصہ بیان کیا، اور ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ اللہ سے دعا کر دیں کہ اللہ تعالیٰ اس نوجوان کو پھر سے ہمارے لیے زندہ کر دے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے ساتھی کے لیے بخشش کی دعا کرو، پھر فرمایا: مدینہ میں جنات رہتے ہیں جو مسلمان ہو گیے ہیں، اگر تم سانپوں کو دیکھو تو تین دن تک ان کو خبردار کرو، اگر تین دن کے بعد بھی وہ نکلیں تو ان کو مار ڈالو، وہ شیطان ہیں۔[1]

● **ایک مسئلہ: راجح قول کے مطابق سانپوں کو مارنے سے پہلے خبردار کرنا، ڈرانا، دھمکانا یہ مدینہ کے سانپوں کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے۔** و اللّٰہ أعلم اور یہ دو وجوہات کی بنا پر ہے:

پہلی وجہ: کیوں کہ نبی ﷺ نے خبردار کرنے کی علت اسلام بتایا، اور یہ مدینہ کے سانپوں کے علاوہ عام ہے۔

دوسری وجہ: حدیث میں سانپ مارنے کی ممانعت عام ہے جو سب کو شامل ہے۔[2]

رسول اللہ ﷺ نے ان سانپوں[3] کو مارنے سے منع فرمایا جو گھروں میں رہتے ہیں۔ سوائے دُم کٹے ہوئے یا جن کی پشت پر دو دھاریاں ہوتی ہیں۔[4] کیوں کہ یہ دونوں نگاہوں کو اچک لیتے ہیں اور

[1] صحیح مسلم (۲۲۳۶) [2] دیکھئے: احکام القرآن لابن العربی (۳۱۸/۴)

[3] الجِنَّان: جیم کے کسرہ اور نون کے تشدید کے ساتھ، وہ سانپ جو گھروں میں رہتے ہیں۔ حاشية السيوطي على سنن النسائی (۱۸۹/۵)

[4] الأبتر: سانپوں کی ایک قسم جس کی دُم کٹی ہوئی ہو۔ (ذا الطفيتين) سانپوں کی ایک قسم جس کی پیٹھ پر دو سفید لکیریں ہوتی ہیں۔ دیکھئے: التمهيد لابن عبدالبر (۲۳/۶)

عورتوں کے پیٹ میں جو (بچہ) ہوتا ہے اسے گرادیتے ہیں۔[1]

- **رہی بات گھر کے علاوہ کے سانپوں کی** تو امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ صحراء میں رہنے والے سانپوں کو خبر دار نہیں کیا جائے گا، صرف گھروں میں رہنے والے سانپوں کو خبر دار کیا جائے گا۔[2]
- شیخ علامہ محمد الأمین الشنقیطی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: اس مسئلہ میں درست بات یہ ہے کہ جو سانپ گھروں میں نہیں ہوتے ہیں، ان کو قتل کردیا جائے گا، ان سانپوں کی طرح جو جنگلات میں ہوتے ہیں، اور گھروں میں رہنے والے سانپوں کو تنبیہ کے بعد ہی مارنا درست ہے، اور دو قولوں میں سے میرے نزدیک راجح یہ ہے کہ مدینہ اور غیر مدینہ سب سانپوں کو تنبیہ کی جائے گی۔ اور تین دن تک تنبیہ کرنا ضروری ہے۔ ایک دن یا دو دن میں تین مرتبہ تنبیہ کرنے پر اکتفا نہ کیا جائے، جیسا کہ قرطبی رحمہ اللہ کے کلام میں اس کی دلیلیں گزر چکی ہیں اور یہ کہ دُم کٹی والے سانپ اور وہ سانپ جن کے پشت پر دو دھاریاں ہوتی ہیں ان کو گھروں میں بغیر تنبیہ کے مارا جائے گا۔ [3]

۱۳- گھروں میں رہنے والے سانپوں کی کچھ صفات ہیں جن کے ذریعہ انہیں اصلی سانپوں سے تمییز کیا جاسکتا ہے:

- چنانچہ حضرتِ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ تمام سانپوں کو مارو سوائے سفید سانپ کے جو چاندی کی چھڑی کے مانند ہوتا ہے۔[4]
- عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: یہ سانپوں کی وہ قسم ہے جو چمکتے ہیں گویا کہ وہ چاندی ہیں اور وہ چلنے میں بل نہیں کھاتے بلکہ سیدھا چلتے ہیں۔[5]

---

[1] صحیح مسلم (۲۲۳۳)

[2] المنتقى شرح الموطأ (۳۰۰/۷)

[3] أضواء البيان (۱۲۳/۴)

[4] سنن أبي داؤد (۵۲۶۱) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے التعليقات الحسان على صحيح ابن حبان میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔(۵۶۱۶)

[5] المسالك في شرح مؤطا مالك (۵۵۵/۷)

● ابن وھب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مدینہ اور مدینہ کے علاوہ گھروں میں رہنے والے جنات پتلے سانپ کی صورت اختیار کر لیتا ہے اور یہی وہ سانپ ہے جس کے مارنے سے منع کیا گیا ہے، یہاں تک کہ اسے تنبیہ کیا جائے، پھر قتل کیا جائے۔[1]

● **سانپ کو تنبیہ کرنے اور بھگانے کا طریقہ:**

● امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: تنبیہ کرنے میں تمہارا یہ کہہ دینا ہی کافی ہے کہ میں تمہیں اللہ اور روزِ قیامت کا واسطہ دے کر تنبیہ کرتا ہوں کہ تم نہ ہمارے سامنے آؤ اور نہ ہمیں تکلیف پہونچاؤ۔[2]

● ابن مفلح رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: مسنون طریقہ یہ ہے کہ گھروں میں رہنے والے سانپوں سے تین مرتبہ کہا جائے اور یہی بات دوسرے لوگوں نے بھی کہی ہے کہ: سلامتی سے چلے جاؤ، ہمیں تکلیف نہ پہونچاؤ، اگر وہ چلا جائے تو ٹھیک ہے، ورنہ اگر چاہو تو اسے ماردو، اور اگر اس کو جاتے ہوئے دیکھو تو اس کو مارنا اچھا نہیں ہے۔[3]

● مقصد صرف اس کو تنبیہ کرنا، ڈرانا اور گھر سے نکل جانے کا حکم دینا ہے، اس میں کسی خاص لفظ کے استعمال کی کوئی شرط نہیں ہے۔

● رہی بات اس سلسلہ میں وارد حدیث کی کہ ''جب گھر میں سانپ دیکھو تو اس سے کہو کہ میں تمہیں قسم دلاتا ہوں اس وفائے عہد کی جو تم سے نوح علیہ السلام نے لیا اور میں تمہیں قسم دلاتا ہوں اس عہد کی جو تم سے سلیمان علیہ السلام نے لیا کہ تم ہمیں تکلیف نہ پہونچاؤ''۔ تو یہ حدیث ضعیف ہے۔[4]

۱۴- اس زمین میں جس طرح ہم لوگ آباد ہیں اسی طرح جنات بھی آباد ہیں اور وہ ہمارے درمیان زندگی گزارتے ہیں۔

---

[1] إكمال المعلم بفوائد مسلم (۷/۱۶۹)

[2] إكمال المعلم بفوائد مسلم (۳/۱۸۸)

[3] الآداب الشرعية (۳/۳۴۷)

[4] دیکھئے: صحيح و ضعيف سنن أبي داؤد للألباني (۵۲۶۰)

۱۵- جنات اکثر گندی وغلاظت والی جگہ،حمام اور کوڑا خانہ وغیرہ میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔

چنانچہ حضرتِ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: قضائے حاجت (پیشاب و پائخانہ) کی یہ جگہیں[1] جن اور شیطان کے موجود رہنے کی جگہیں ہیں[2] لہذا جب تم میں سے کوئی شخص بیت الخلاء جائے تو یہ دعا پڑھے: أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ[3][4] یعنی میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں ناپاک جن مردوں اور ناپاک جن عورتوں سے۔

۱۶- جنات بازاروں میں بھی بکثرت موجود رہتے ہیں۔

حضرتِ سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ: اگر تجھ سے ہو سکے تو نہ سب سے پہلے بازار میں داخل ہو اور نہ سب سے آخر میں وہاں سے نکلو۔ کیوں کہ بازار یہ شیطان کا میدان جنگ ہے اور وہیں پر وہ اپنا جھنڈا گاڑتا ہے۔[5]

● امام سیوطی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: بازار کو شیطان اور اس کے کارندوں کے کارنامے سے تشبیہ دے کر اسے میدان جنگ اس لیے بتایا گیا کہ اس میں باطل قسم کی چیزیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ جیسے: دھوکہ دھڑی، جھوٹی قسمیں، فاسد بیع وشراء، دلالی اور اپنے بھائی کے بیع پر بیع کرنا، خریداری پر خریداری، بھاؤ پر بھاؤ لگانا اور ناپ تول میں کمی کرنا وغیرہ وغیرہ۔ (اور وہیں پر وہ اپنا جھنڈا گاڑتا ہے) اس میں یہ اشارہ ہے کہ شیطان وہاں موجود رہتا ہے اور اپنے متبعین اور معاونین کے ساتھ میٹنگ کرتا ہے تاکہ لوگوں کے درمیان فساد پھیلائے اور انھیں فساد پر ابھارے۔[6]

---

[1] الحشوش: بیت الخلاء اور قضائے حاجت کی جگہیں۔ النهاية في غريب الحديث، (۱/۳۹۰)

[2] محتضرة: یعنی وہاں جن وشیاطین حاضر ہوتے ہیں اور بنی آدم کو تکلیف اور نقصان پہونچانے کی تاک میں رہتے ہیں؛ کیوں کہ یہ ایسی جگہ ہے جہاں وہ اپنی شرمگاہ کو کھولتے ہیں اور اس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتے ہیں۔ مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح (۱/۳۸۶)

[3] الخبث والخبائث: یعنی نر و مادہ شیاطین، دیکھئے: النهاية في غريب الحديث (۲/۶)

[4] سنن أبی داود (۶) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۱۰۷۰)

[5] صحیح مسلم (۲۴۵۱)

[6] الديباج على صحيح مسلم بن الحجاج (۵/۴۱۹)

۱۷- جنوں کی کچھ انوکھی طاقتیں ہوتی ہیں جو انھیں انسانوں سے الگ رکھتی ہیں، ان ہی میں سے یہ بھی ہے:

اللہ کے نبی حضرتِ سلیمان علیہ السلام کا واقعہ جو ملکۂ سبا اور اس کے تختِ شاہی کے بارے میں آیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ قَالَ يَآيُّهَا الْمَلَؤُ اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴾ ﴿قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ أَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ﴾ (النمل: ۳۸-۳۹)

ترجمہ: اے جماعت! تم میں سے کوئی ہے جو ان کے مسلمان ہو کر پہونچنے سے پہلے ہی اس کا تخت مجھے لا دے، ایک قوی ہیکل جن کہنے لگا آپ اپنی اس مجلس سے اٹھیں کہ اس سے پہلے میں اسے آپ کے پاس لا دیتا ہوں، یقین مانئے کہ میں اس پر قادر ہوں اور ہوں بھی امانت دار۔

- **جنوں کی انوکھی طاقتوں میں سے ان کا آسمان تک پہونچنا اور چوری چپکے سننے کی کوشش کرنا:**

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں جنوں کی زبانی ارشاد فرمایا: ﴿وَاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا﴾ ﴿وَاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا﴾ (الجن: ۸-۹)

ترجمہ: اور ہم نے آسمان کو ٹٹول کر دیکھا تو اسے سخت چوکیداروں اور سخت شعلوں سے پُر پایا۔ اس سے پہلے ہم باتیں سننے کے لیے آسمان میں جگہ جگہ بیٹھ جایا کرتے تھے اب جو بھی کان لگاتا ہے وہ ایک شعلہ کو اپنی تاک میں پاتا ہے۔

اور حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا کہ: جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کوئی فیصلہ صادر فرماتا ہے تو فرشتے اللہ کے اس حکم پر عاجزی سے اپنے پَر مارنے لگتے ہیں جیسے کسی صاف چکنے پتھر پر زنجیر کے (مارنے سے آواز پیدا ہوتی ہے) [1] پھر جب ان کے دلوں سے ڈر جاتا رہتا ہے تو دوسرے فرشتے پوچھتے ہیں کہ: تمہارے پروردگار نے کیا حکم صادر فرمایا؟ تو نزدیک والے فرشتے کہتے ہیں:

---

[1] الصفوان: چکنا پتھر، النهاية في غريب الحديث (۳/۴۱)

حق فرمایا، بجا ارشاد فرمایا، اور وہ بلند و بالا ہے، فرشتوں کی یہ باتیں چوری سے سننے والے شیطان پا لیتے ہیں، یہ چوری چھپے سننے والے شیطان اوپر تلے (ایک پر ایک) رہتے ہیں۔ سفیان نے اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیاں کھول کر بتایا کہ اس طرح شیطان اوپر تلے رہ کر وہاں پہونچتے ہیں۔ پھر کبھی کبھار سننے والے کو شعلہ پا لیتا ہے اور اسے اپنے کسی ساتھی کو بتانے سے پہلے ہی اسے جلا ڈالتا ہے۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ شعلہ اس تک پہونچتا ہی نہیں اور وہ اپنے نیچے والے شیطان کو وہ بات پہونچا دیتا ہے، وہ اس سے نیچے والے کو، اس طرح وہ بات زمین تک پہونچا دیتے ہیں، پھر وہ بات جادوگر نجومی کے منھ میں ڈال دی جاتی ہے، وہ ایک بات میں سو جھوٹی باتیں اپنی طرف سے ملا کر لوگوں سے بیان کرتا ہے۔ کوئی کوئی بات اس کی سچ نکل جاتی ہے تو لوگ کہنے لگتے ہیں، دیکھو! اس نجومی نے فلاں دن ہم کو یہ خبر دی تھی کہ آئندہ ایسا ایسا ہوگا اور ویسا ہی ہوا، اس کی بات سچ نکلی، یہ وہ بات ہوتی ہے جو آسمان سے سُنی گئی ہوتی ہے۔[1]

● ابن قطان رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: اہل سنت کا اجماع ہے کہ شیطانوں کو اللہ تعالیٰ نے اتنی قدرت دے رکھی ہے کہ ان میں سے کوئی ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل اور منتقل ہوسکتا ہے، چنانچہ کبھی کوئی صورت اختیار کرتا ہے، پھر کبھی کوئی دوسری صورت اختیار کرتا ہے، اور کبھی آسمان تک پہونچ کر چوری چھپے آسمان کی باتیں سنتا ہے اور کبھی بنی آدم کے دلوں تک پہونچ کر وسوسہ ڈالتا ہے اور کبھی بنی آدم کے خون کی رگوں میں دوڑتا ہے۔[2]

۱۸- جنوں کو اپنی عظیم طاقت وقوت ہونے اور نقل وحرکت کی تیز رفتاری کے باوجود وہ غیب کی باتوں کو نہیں جانتے۔ جیسا کہ حضرتِ سلیمان علیہ السلام کے سامنے کام کرنے کے باوجود انھیں ان کی موت کا علم نہ ہوسکا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنسَاَتَهٗ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِى الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ﴾ (السبا:۱۴)

[1] صحیح بخاری (۴۷۰۱)

[2] الإقناع فی مسائل الإجماع (۱/۴۵)

ترجمہ: پھر جب ہم نے ان پر موت کا حکم بھیج دیا تو ان کی خبر جنات کو کسی نے نہ دی، سوائے گُھن کے کیڑے کے جو ان کی عصا کو کھا رہا تھا۔ پس جب (سلیمان علیہ السلام) گر پڑے اس وقت جنوں نے جان لیا کہ اگر وہ غیب داں ہوتے تو اس ذلت کے عذاب میں مبتلا نہ رہتے۔

● ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے حضرتِ سلیمان علیہ السلام کی موت کی کیفیت بیان کی اور کس طرح سے اللہ تعالیٰ نے ان کی موت کو ان جنوں سے مخفی رکھا جو ان کے تابع اور سخت کاموں میں مشغول تھے۔ وہ انتقال کے بعد بھی اپنی لاٹھی پر ٹیک لگا کر کھڑے ہی رہے، جیسا کہ حضرتِ عبداللہ بن عباس، مجاہد، اور حسن وقتادہ وغیرہم فرماتے ہیں کہ تقریباً ایک سال تک اسی طرح گزر گیا، جس لاٹھی کے سہارے سلیمان علیہ السلام کھڑے تھے جب اسے دیمک چاٹ گئی اور وہ کھوکھلی ہوگئی تو وہ زمین پر گر پڑے، تب معلوم ہوا کہ ان کا انتقال تو بہت پہلے ہو چکا ہے، تبھی جنوں اور انسانوں کو یقین ہوا کہ جنوں کے پاس غیب کا علم نہیں ہوتا۔ جیسا کہ جن خود اس وہم میں مبتلا تھے اور لوگوں کو بھی اسی وہم میں ڈالے ہوئے تھے۔[1]

۱۹- بہت سارے جنات اپنی اس قوت وصلاحیت کو بنی آدم سے دشمنی اور ان کو تکلیف دینے میں استعمال کرتے ہیں اور ان کی یہ دشمنی سب سے پہلے آدم علیہ السلام کی پیدائش کے وقت ظاہر ہوئی، جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو سجدے کا حکم دیا تو ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور اللہ کے سامنے تکبر کیا، اور بنی آدم کو گمراہ کرنے کا عہد وپیمان کرلیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس عہد کے متعلق خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ ﴿ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شَاكِرِيْنَ﴾ (الأعراف:۱۶-۱۷)

ترجمہ: اس نے کہا: بسبب اس کے آپ نے مجھ کو گمراہ کیا ہے، میں قسم کھاتا ہوں کہ میں ان کے لیے آپ کی سیدھی راہ پر بیٹھوں گا، پھر ان پر حملہ کروں گا، ان کے آگے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی اور ان کی دائیں جانب سے بھی اور ان کی بائیں جانب سے بھی اور آپ ان میں سے اکثر کو شکرگزار نہ پائیں گے۔

---

[1] تفسير ابن كثير (٥٠١/٦)

- **یہ دشمنی انسان کی پیدائش سے شروع ہو کر اس کی موت تک جاری رہتی ہے۔**

حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا کہ: شیطان ہر انسان کی پیدائش کے وقت اپنی انگلی سے اس کے پہلو میں کچوکے لگاتا ہے، سوائے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے، جب انھیں وہ کچوکے لگانے گیا، تو پس پردہ کچوکے لگایا اور عیسیٰ علیہ السلام محفوظ رہے۔[1]

حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: کوئی بچہ ایسا نہیں جس کو شیطان کونچا نہ مارے، پس شیطان کے کونچنے سے وہ چلانے لگتا ہے، سوائے عیسیٰ اور ان کی ماں مریم علیہما الصلاۃ والسلام کے۔

پھر حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو: ﴿وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾ (آل عمران:٣٦)

ترجمہ: (اے اللہ!) میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔[2]

٢٠- شیطانوں کی عظیم طاقت وصلاحیت اور بنی آدم سے ان کی بڑی دشمنی کے باوجود اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو ان کے مکر وفریب سے محفوظ رکھتا ہے، جو اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرتے ہیں اور اس کے حکم کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ﴾ (الحجر:٤٢) ترجمہ: میرے بندوں پر تجھے کوئی غلبہ نہیں لیکن ہاں! جو گمراہ لوگ تیری پیروی کریں گے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ابلیس کی زبانی فرمایا: ﴿قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ﴾ ﴿إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ﴾ (ص:٨٢-٨٣)

ترجمہ: کہنے لگا: پھر تو تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو یقیناً بہکا دوں گا۔ سوائے تیرے ان بندوں کے جو مخلص اور پسندیدہ ہوں۔

---

[1] صحیح بخاری (٣٢٨٦)

[2] صحیح بخاری (٣٤٣١) صحیح مسلم (٢٣٦٦) اور یہ لفظ مسلم کے ہیں۔

● اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے صبح وشام کے اذکار اور سونے جاگنے کی دعاؤں کو مقرر کیا ہے، جو ہمارے رسول ﷺ کی زبانی بتائے گیے ہیں۔ وہ اللہ کے حکم سے ان کے اور شیطانوں کے درمیان ایک مضبوط و مستحکم قلعہ ہے، اور بحکمِ الٰہی ان شیطانوں کی طرف سے اگر کسی مسلمان کو کوئی تکلیف پہونچ بھی جائے تو یہ تقدیر کونی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَا هُم بِضَآرِّينَ بِهِ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ (البقرۃ:١٠٢)

ترجمہ: اور دراصل وہ بغیر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہونچا سکتے۔

اس کی تفصیل گزر چکی ہے اور مزید آگے والی بحث میں اس کا بیان آئے گا۔ ان شاء اللہ

دوسری بحث

مرگی اور آسیب کی حقیقت

- میرے مسلم بھائی! جان لو کہ مرگی کی دو قسمیں ہیں:

اول: مرگی کی ایک قسم وہ ہے جس کے اسباب جسمانی ہوتے ہیں، جس کا علاج اطباء کرتے ہیں، اسی طرح سر، گردن کے دونوں پہلوؤں اور گردن کے زیریں حصہ پر بار بار حجامہ کروانا مرگی کے علاج میں اللہ کی مرضی سے بہت مفید ہے۔

دوم: مرگی کی دوسری قسم وہ ہے جو جنوں کی وجہ سے ہوتی ہے، اور علم جدید اس کی حقیقت کو جاننے سے عاجز وقاصر ہے۔ مگر ایسا سعادت مند شخص جو شریعت کے عظیم دلائل اور اس کے قوی نصوص کے مفہوم ومعانی سے باخبر ہو۔ اور مکمل طور پر اسے تسلیم کرے۔ اور اسے اس بات کا علم ہو کہ انسان کا علم اس لائق نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی کامل شریعت کی حد بندی کرے۔ جب کہ اس کے برعکس اللہ کا دین اور اس کی شریعت لوگوں کے علم کی حد بندی کرتی ہے۔ اور اسی قسم کے بارے میں عنقریب بات آئے گی۔[1]

[1] طبّی مرگی اور جناتی مرگی کے بارے میں، دیکھیں: زاد المعاد لابن القیم (۶۱/۴)
اور فتح الباری لابن حجر (۱۱۴/۱۰)

● **جان لو! جنات کا آسیب اور اس کی ایذاء رسانی:**

بہرحال یہ تکلیف جسم کے ظاہری کسی حصہ میں ہوسکتی ہے، جیسے کہ اس کا اثر جسم کے کسی خاص عضو پر ہو اور اس کے دلائل حسبِ ذیل ہیں:

حضرتِ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانا کھاتے تو ہم اپنا ہاتھ نہ بڑھاتے جب تک آپ ﷺ شروع نہ کر دیں، ایک بار ہم آپ ﷺ کے ساتھ کھانے پر موجود تھے، ایک لڑکی دوڑتی ہوئی آئی جیسے کوئی اسے دوڑا رہا ہو اور اس نے اپنا ہاتھ کھانے میں ڈالنا چاہا، تو آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، پھر ایک اعرابی دوڑتا ہوا آیا گویا اسے بھی کوئی دوڑا رہا ہو، آپ ﷺ نے اس کا بھی ہاتھ تھام لیا، پھر فرمایا: شیطان اس کھانے پر قدرت رکھتا ہے جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے۔ اور وہ اس لڑکی کو لایا اس کھانے پر قدرت حاصل کرنے کے لیے تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، پھر اس اعرابی کو اسی غرض سے لایا اور اس کا بھی ہاتھ میں نے پکڑ لیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس لڑکی کے ہاتھ کے ساتھ شیطان کا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھا۔[1]

☆ **جن کبھی جسم کے اندرونی حصہ کو تکلیف پہونچاتا ہے۔ چنانچہ شیطان انسان کے جسم میں داخل ہو جاتا ہے اور مرگی کی کیفیت پیدا کر دیتا ہے، اور یہ کتاب وسنت، اجماع اور مشاہدات سے ثابت ہے۔**

● **جناتی مرگی کا لاحق ہونا اور اس کے جسم میں داخل ہونے کی قرآن وسنت سے دلائل:**

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ﴾ (البقرۃ:۲۷۵) ترجمہ: سودخور لوگ نہ کھڑے ہوں گے مگر اسی طرح جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھوکر خبطی بنا دے۔

اہل سنت کے تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ اس آیت میں انسان کے اندر جناتی آسیب کا ثبوت ہے۔

● ابن جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ﴿اَلَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ﴾ اس

---

[1] صحیح مسلم (۲۰۱۷)

آیت سے یہ مراد ہے کہ دنیا کے اندر شیطان اس کو دیوانہ بنا دیتا ہے، اور یہی ہے جو اس کا گلا گھونٹتا ہے پھر اسے بے ہوش کر دیتا ہے۔"من المس" سے مراد دیوانگی ہے اور اس سلسلے میں جو کچھ ہم نے کہا ہے اسی طرح دیگر مفسرین نے بھی کہا ہے۔[1]

- امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اس آیت میں ان لوگوں پر رد ہے، جنہوں نے آسیب کا انکار کیا ہے اور گمان کیا کہ اس کا تعلق طبعی افعال سے ہے اور یہ کہ شیطان انسان کے اندر نہیں دوڑتا ہے اور نہ اسے آسیب زدہ کر سکتا ہے۔[2]
- ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: یعنی قیامت کے دن لوگ اپنی قبروں سے اسی طرح کھڑے ہوں گے جس طرح آسیب زدہ، خبطی اور مرگی والا آدمی، حالت مرگی میں بے ڈھنگا کھڑا ہوتا ہے۔[3]
- علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کے اس قول: ﴿يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ﴾ میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔یعنی سب اس بات پر متفق ہیں کہ شیطان انسان کو دیوانہ بنا دیتا ہے اور ﴿مِنَ الْمَسِّ﴾ کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ شیطان انسان کو چھو کر دیوانہ بنا دیتا ہے۔اور یہ معاملہ مشاہداتی طور پر معلوم ہے کہ شیطان بنی آدم کو مرگی میں مبتلا کر دیتا ہے۔اور بسا اوقات اس کو مار بھی ڈالتا ہے۔(ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت چاہتے ہیں) شیطان انسان پر مرگی طاری کر دیتا ہے۔جس سے وہ خبطی بن جاتا ہے اور بڑبڑانے لگتا ہے۔حقیقت میں انسان خود بات نہیں کرتا ہے، بلکہ شیطان اس مرگی میں مبتلا انسان کی زبان سے بات کرتا ہے۔[4]
- **مرگی کا ہونا اور شیطان کے جسم میں داخل ہونا، اس سلسلے میں حدیث کے اندر بہت سے دلائل موجود ہیں، لیکن یہاں اس باب میں صرف دو صریح حدیثوں کے ذکر کرنے پر اکتفاء کروں گا۔**

[1] تفسیر الطبری (٨/٦)
[2] تفسیر القرطبی (٣/٣٥٥)
[3] تفسیر ابن کثیر (١/٧٠٨)
[4] تفسیر الفاتحۃ والبقرۃ (٣/٣٧٥)

پہلی حدیث: حضرتِ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب مجھے رسول اللہ ﷺ نے طائف کا عامل مقرر کیا تو مجھے نماز میں کچھ اِدھر اُدھر کے خیال آنے لگے، یہاں تک کہ مجھے یہ یاد نہیں رہتا کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں؟ جب میں نے یہ حالت دیکھی تو سفر کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم ابن ابی العاص ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں! اے اللہ کے رسول! تو آپ ﷺ نے کہا: تم یہاں کیوں آئے ہو؟ تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے نماز میں طرح طرح کے خیالات آتے ہیں، یہاں تک کہ مجھے یہ یاد نہیں رہتا کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: یہ شیطان ہے، تم میرے قریب آؤ، میں آپ ﷺ کے قریب ہوا، اور اپنے پاؤں کی انگلیوں پر دو زانوں بیٹھ گیا، آپ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ سے میرے سینہ پر تھپتھپایا اور اپنے منہ کا لعاب میرے منہ میں ڈالا۔ اور (شیطان کو مخاطب کر کے) فرمایا: ''أخرج عدو الله'' اے اللہ کا دشمن! نکل جا، آپ ﷺ نے تین بار ایسا کیا، اس کے بعد مجھ سے فرمایا کہ: تم اپنے کام پر جاؤ۔ حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ: میری عمر کی قسم! مجھے نہیں معلوم کہ پھر کبھی شیطان میرے قریب بھٹکا ہو۔[1]

● علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حدیث کے اندر اس بات کی صریح دلیل ہے کہ شیطان کبھی انسان کو پھنساتا ہے اور اس کے اندر داخل ہو جاتا ہے گرچہ وہ آدمی نیک اور مومن ہو۔ اور اس باب میں بہت سی احادیث موجود ہیں۔[2]

دوسری حدیث: حضرتِ یعلی بن مرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیا، چنانچہ میں نے آپ سے ایک عجیب چیز دیکھی، اور اسی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ: بے شک یہ میرا بیٹا ہے جسے سات سال سے جنونی کیفیت طاری ہے، اور ہر روز اسے دو مرتبہ جنون طاری ہوتا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اسے میرے قریب لاؤ) چنانچہ اس عورت نے اپنے بیٹے کو آپ ﷺ کے قریب کیا، تو آپ ﷺ نے اپنا لعاب اس کے منھ میں لگایا اور کہا: اے اللہ کا دشمن! نکل جا؛ میں اللہ کا رسول ہوں۔[3]

---

[1] سنن ابن ماجہ (۳۵۴۸) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۱۰۰۲/۶)

[2] سلسلة الأحاديث الصحيحة (۱۰۰۲/۶)

[3] **المستدرك للحاكم** (۴۲۹۱) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۴۸۵)

- ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس حدیث کی سند کو بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ: ایک محدث کے نزدیک ان متعدد عمدہ سندوں سے اس بات کا ظنِ غالب یا یقین پیدا ہو جاتا ہے کہ یعلی بن مرہ نے من جملہ اس واقعہ کو بیان فرمایا ہے۔[1]
- **اجماع کی دلیل:**
- شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جنات کا وجود کتاب وسنت، امت کے اسلاف اور ائمۂ کرام سے بالاتفاق ثابت ہے اور اسی طرح اہل سنت والجماعت کا بھی اس بات پر اتفاق ہے کہ انسان کے بدن میں جن داخل ہو سکتا ہے۔[2]
- ابن قطان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اس بات پر ایمان لانے میں علمائے امت کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ بنی آدم میں سے جس پر شیطان کو مسلط کر دیتا ہے شیطان اسے دیوانہ بنا دیتا ہے۔[3]
- مشاہدات کے ذریعہ لوگوں کو یقینی طور پر معلوم ہے کہ شیطان انسان کو دیوانہ بنا دیتا ہے۔
- عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہم اللہ نے کہا کہ: میں نے اپنے والد سے کہا کہ: کچھ لوگوں کا گمان ہے کہ جن انسانی بدن میں داخل نہیں ہوتا ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ: اے میرے بیٹے! وہ جھوٹ بول رہے ہیں، شیطان تو انسان کی زبان میں بھی بول سکتا ہے۔[4]
- شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: انسانی بدن میں جنات کا داخل ہونا اور اس کی زبان سے مختلف طرح کی باتیں کرنا، یہ ایک ایسا امر ہے جس کو اکثر لوگ بدیہی طور پر جانتے ہیں اور اس پر ائمۂ اسلام کا اسی طرح اتفاق ہے، جس طرح جنوں کے وجود پر اتفاق ہے۔[5]

---

[1] البداية والنهاية (۹/۱۵) دیکھئے: سلسلة الأحاديث الصحيحة (۴۸۵)

[2] مجموع الفتاوی (۲۴/۲۷۶)

[3] الإقناع فی مسائل الإجماع (۱/۴۵)

[4] آكام المرجان فی أحكام الجان (ص: ۱۵۸-۱۵۹)

[5] الرد على المنطقيين (ص:۲۷۰)

● **ایک شبہ:**

بعض لوگوں نے مسلمان پر آسیب کے اثر کی نفی کی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی وجہ سے:

﴿ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْغَاوِیْنَ﴾ (الحجر:۴۲)

ترجمہ: میرے بندوں پر تجھے کوئی غلبہ نہیں، لیکن ہاں! جو گمراہ لوگ تیری پیروی کریں۔

● علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے اس شبہ کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ: جس آیت سے ان لوگوں نے اپنے دعویٰ پر استدلال کیا ہے وہ آیت اس پر دلالت نہیں کرتی ہے۔ آیت کریمہ میں جس غلبہ کی نفی کی گئی ہے درحقیقت وہ شیطان کے جبر اور اس کی پیروی کی نفی کی گئی ہے نہ کہ شیطان کی ایذاء رسانی اور تکلیف کی، جس سے آدمی بسا اوقات ہلاک بھی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ جو احادیثِ نبویہ کا مطالعہ کرے گا اسے یقینی طور پر معلوم ہو جائے گا کہ اس طرح کی تکلیفوں کا شیطان کی جانب سے واقع ہونا کوئی بعید نہیں، بلکہ عملاً اس کا وقوع ہوا ہے۔ طاعون کی حدیث اس بات پر واضح دلیل ہے، جس میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ: طاعون تمہارے دشمن جنوں کی جانب سے پہونچائی گئی تکلیف ہے۔[1] اور اس باب میں یہ بالکل واضح ہے۔[2]

---

[1] مسند احمد (۱۹۵۲۸) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة (۱۹۲۸) اور صحیح الترغيب والترهيب میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۱۴۰۴)

[2] روح المعانی للألوسی (۴۸/۲)

تیسری بحث

مرگی اور آسیب کا علاج

● آسیب اور مرگی دیگر بیماریوں کی طرح ایک بیماری ہے۔اللہ پر یقین رکھنے والے بندۂ مومن کو زیب نہیں دیتا کہ اگر وہ مرگی کے مرض میں مبتلا ہو جائے تو اس بیماری سے ڈرے اور اس سے ہمت ہار بیٹھے،اس لیے کہ اس بیماری کا علاج نہایت آسان ہے۔اللہ تعالیٰ کی توفیق سے بعض نفع بخش علاج آپ کے لیے پیش کر رہا ہوں۔

● **اول**: سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے ذکر کو لازم پکڑیں،اور اللہ تعالیٰ کی معصیت،نافرمانی سے بچیں،اور اس کے حکم کی بجا آوری میں سستی نہ کریں؛ کیوں کہ اس باب میں سستی کرنا شیطان کا بنی آدم سے قریب ہونے اور اس سے چمٹنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِيْنٌ﴾ (الزخرف:۳۶)

ترجمہ: اور جو شخص رحمان کی یاد سے غفلت کرے ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں، وہی اس کا ساتھی رہتا ہے۔

● ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: لوگوں پر زیادہ تر خبیث روحوں کے مسلط ہونے کی بڑی وجہ ان کی بد دینی اور ان کے دل و زبان اللہ کے حقیقی ذکر،معوّذات،ایمانی اور نبوی تحفظات سے ویران ہوتے

ہیں۔اس لیے خبیث روحیں نہتے شخص پر ہی حملہ آور ہوتی ہیں،جس کے پاس ہتھیار نہیں ہوتا،اور بسا اوقات اس کے بے ستر ہونے کے وقت یہ چیز اس پر اور زیادہ اثر انداز ہوتی ہے،لیکن اگر حقیقت سے پردہ اٹھایا جائے تو تم دیکھو گے کہ زیادہ تر لوگ ان خبیث روحوں کے شکار ہیں اور یہ ان کی گرفت اور قید میں ہوتے ہیں۔خبیث روحیں جہاں چاہتی ہیں وہاں انھیں لے جاتی ہیں،لوگ نہ تو ان خبیث روحوں سے بچ سکتے ہیں اور نہ ہی ان کی مخالفت کر سکتے ہیں اور اسی طرح سے خطرناک مرگی میں مبتلا وہ شخص بھی ہے جسے افاقہ اس وقت ہوتا ہے جب یہ خبیث روح اس سے جدا اور الگ ہو۔تب اس وقت یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ حقیقت میں یہ شخص آسیب زدہ تھا۔اللہ تعالیٰ ہی مددگار ہے۔[1]

● **دوم:** دعا،ذکرِ الٰہی،تلاوتِ قرآن اور رقیہ شرعیہ کو لازم پکڑنا چاہیے کیوں کہ یہ شیطانوں کو بھگانے،دھتکارنے اور اس کے قلعے کو منہدم کرنے کا ایک عظیم ذریعہ ہے-بإذن اللّٰه — اور اس کا تفصیلی بیان گزر چکا ہے۔

● **سوم:** جنات کو نکلنے کا حکم دیا جائے یہ کہہ کر:"أخرج عدو اللّٰه "اے اللہ کا دشمن!نکل جا۔ جیسا کہ حضرتِ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے قصہ میں گزرا کہ انھوں نے کہا کہ:آپ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ سے میرے سینہ پر تھپتھپایا اور اپنے منہ کا لعاب میرے منہ میں ڈالا۔اور (شیطان کو مخاطب کر کے) فرمایا:"أخرج عدو اللّٰه "اے اللہ کا دشمن!نکل جا،آپ ﷺ نے تین بار ایسا کیا،اس کے بعد مجھ سے فرمایا کہ:تم اپنے کام پر جاؤ۔حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:میری عمر کی قسم! مجھے معلوم نہیں کہ پھر کبھی شیطان میرے قریب بھٹکا ہو۔[2]

● دورانِ رقیہ یا اس کے بعد جنات کو نکلنے کا حکم دینا نفع بخش ہے-باذن اللہ-یہ جنات کے نکلنے کا سبب ہے،خواہ یہ عمل راقی کرے یا مریض۔اور نبوی عبارت:"أخرج عدو اللّٰه "اے اللہ کا دشمن نکل جا!

---

[1] زاد المعاد (۶۳/۴)

[2] سنن ابن ماجہ (۳۵۴۸) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔(۱۰۰۱/۶)

اس سے ظالم، سرکش شیطان پر ایک خاص قسم کی ضرب لگتی ہے۔اور اگر یہ عمل اللہ تعالیٰ پر مکمل عزم ویقین کے ساتھ کیا جائے اور شیطانوں کو حقیر سمجھ کر کیا جائے تو بہت مفید ثابت ہوگا۔ان شاء اللہ

● **جنوں کو نکلنے کا حکم دینے کے سلسلہ میں مفید طریقوں میں سے بعض طریقہ:**

مریض کسی کرسی پر بیٹھ جائے، پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو آگے پھیلا دے، اور انگلیوں کو کھلا چھوڑ دے، اسی طرح دونوں قدموں کو زمین سے تھوڑا اوپر اٹھا کر پھیلائے، پھر راقی یا مریض کہے: ''أخرج عدو اللّٰه ''اے اللہ کا دشمن نکل جا! چند منٹ تک اللہ پر یقین اور عزم کے ساتھ ان الفاظ کو جنات پر بار بار دہرائے۔ پھر رقیہ کو مکمل کرے۔ اور پھر کچھ منٹوں کے بعد دوسری مرتبہ بھی اسی طرح ہاتھ پیر پھیلائے اور جنات کو نکلنے کا حکم دے، اور اس دوران:

☆ کبھی دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کو زیتون کے تیل سے مالش کرے۔

☆ دونوں ہاتھوں کو اوپر سے یعنی سر سے پیر کی انگلیوں کے پوروں تک اس طرح ملے جیسے کہ کسی چیز کو کھینچ کر دونوں ہاتھوں سے اسے نکال رہا ہو۔

☆ کبھی کبھی اس دوران انگلیوں کی پوریں سکڑ اور اینٹھ جاتی ہیں، سن ہو جاتی ہیں۔مگر پھر بھی وہ اپنا رقیہ مکمل کرے، اگر مریض اپنی انگلیوں کے پوروں سے کسی چیز کے نکلنے کا احساس کرے تو نہ گھبرائے۔

☆ مریض کو اگر اپنے اوپر ڈر ہو کہ اس پر مرگی کی حالت طاری ہو جائے گی یا عقل وشعور ختم ہو جائے گا تو اسے یہ نصیحت کی جائے کہ وہ اس طریقے کو تنہا نہ کرے بلکہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا شخص بھی موجود ہو، جو اس کا بچاؤ اور حفاظت کر سکے۔

● **چهارم: جن کو نصیحت کرنا اور اسے اللہ تعالیٰ کی یاد دلانا:**

● شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مقصد یہ ہے کہ جن جب انسان پر ظلم کرے تو انھیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم سے آگاہ کیا جائے اور ان پر حجت قائم کی جائے، انھیں بھلائی کا حکم دیا جائے اور بُرائی سے روکا جائے۔ ٹھیک اسی طرح جیسے انسانوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔[1]

[1] مجموع الفتاویٰ (۱۹/۴۳)

- **یہ طریقہ بیشتر حالات میں بہت زیادہ مفید ہے:**

☆ ترغیب وترہیب کے ساتھ جنات کو اللہ تعالیٰ کی یاد دلائی جائے۔

☆ اور اسے جن وانس کی تخلیق کے اصل مقصد کو بتایا جائے۔

☆ جِنّ کا بنی آدم کے جسم میں داخل ہونا بہت بڑا ظلم اور ایک بھیانک جرم ہے۔

☆ اسے نصیحت کیا جائے:

بے شک ظلم قیامت کے دن کی تاریکیوں میں سے ہے، جلد ہی اس دنیا سے جانا ہے۔ اور طاقت و قوت والے رب کے سامنے کھڑا ہونا ہے۔ اس وقت جادوگر اسے ہرگز فائدہ نہیں پہونچائے گا۔ اور نہ ہی اس کا سردار اس کے کچھ کام آئے گا۔ آخرت کا عذاب اس سے کہیں زیادہ سخت اور تکلیف دہ ہے جتنی رقیہ اور تلاوتِ قرآن کی وجہ سے اسے تکلیف ہوتی ہے۔

☆ **اسے خبردار کیا جائے:**

بے شک حقیقی کامیابی اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے حکم کی بجا آوری میں ہے، توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے، اور اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ سے خوش ہوتا ہے، اور نبی ﷺ کے زمانے میں جنوں کی جماعت نے اسلام قبول کیا، جب انھوں نے اس قرآن کو سنا تو جان گیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔

☆ **اسے حکم دیا جائے:**

دینِ الٰہی میں داخل ہونے، گناہوں کو چھوڑنے، جسم سے نکلنے اور ان دور دراز جگہوں میں جانے کا حکم دیا جائے، جن کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پیدا کیا ہے، جیسے خشکی، پہاڑ، وادی، وغیرہ۔

☆ **انھیں نصیحت کی جائے:**

وہ اپنے اہل وعیال اور اپنی جگہوں کی طرف کوچ کر جائیں۔ بجائے اس کے کہ وہ جسم کے اندر ان قیدیوں کی طرح بیٹھے رہیں، جنہیں رات و دن عذاب دیا جاتا ہے۔ چنانچہ وہ دین و دنیا دونوں جگہوں میں خسارہ اٹھانے والے ہیں۔

● بعض جنوں کو وعظ و نصیحت انسانوں سے زیادہ اثر انداز ہوتی ہے، اور بعض بڑائی جتاتے ہیں اور حق کو جان بوجھ کر ٹھکرا دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ خود کو نقصان پہونچاتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان جنوں کی نصیحت کو ذکر فرمایا، جو اپنی قوم کی طرف ڈرانے والے بن کر لوٹے تھے: ﴿وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِن دُونِهٖٓ أَوْلِيَآءُ أُولٰٓئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾ (الأحقاف: ۳۲)

ترجمہ: اور جو شخص اللہ کے بلانے والے کا کہا نہ مانے گا پس وہ زمین میں کہیں (بھاگ کر اللہ کو) عاجز نہیں کرسکتا۔ نہ اللہ کے سوا اور کوئی اس کے مددگار رہوں گے، یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔

● کامیاب جھاڑ پھونک کرنے والا اپنے مریضوں کا مفید علاج کرے گا، جنوں کے ساتھ لمبی گفتگو سے بچنا چاہیے کیوں کہ یہ مریض کے لیے ضرر رساں ہے۔ جیسا کہ اس کا بیان گزر چکا ہے۔ اور عنقریب جھاڑ پھونک میں مخالفتوں اور غلطیوں کے بارے میں گفتگو کے دوران اس کے متعلق بحث آئے گی۔

● **پنجم:** آسیب زدہ کے لیے بہت ہی مفید علاج وہ ہے جو طبِّ نبوی ﷺ میں ہے، جیسے حجامہ، شہد اور زیتون کا تیل وغیرہ کا استعمال اور ہر وہ علاج مفید ہے جو مجرب اور مباح ہو۔ جس کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

● **ششم:** آسیب اور مرگی کی بہت سی ایسی حالتیں ہیں جو جادو یا نظرِ بد اور حسد کی وجہ سے ہوتی ہیں، لہٰذا ایسے اسباب کا علاج ان چیزوں سے کرنا چاہیے، جن کا ذکر عنقریب نظرِ بد اور جادو کے علاج میں آئے گا۔ چنانچہ اگر جادو، نظرِ بد اور حسد کا اثر ختم ہو جائے تو اس کے ساتھ جن کا بھی اثر ختم ہو جائے گا۔ بإذن اللّٰه –

چوتھی بحث

ان گھروں کا علاج جن میں جن وشیاطین سکونت پذیر ہوں

● **اول:** سب سے پہلے ضروری ہے کہ ہم حقیقت اور وہم کے درمیان فرق کو بتلا دیں کیوں کہ اکثر لوگ گھروں میں موجود شیطانوں کے ڈر اور خوف کی وجہ سے کچھ ایسی چیزوں کا خیال وگمان کر بیٹھتے ہیں جن کا حقیقت میں کوئی وجود ہی نہیں ہوتا، چنانچہ جب آدمی گھر میں کوئی سیاہ بلّی دیکھتا ہے تو کہتا ہے: یہ جن ہے! اور جب گھر میں کوئی ایسی آواز سنتا ہے جس کا کوئی مصدر اور سبب معلوم نہ ہو تو اسے بھی جن وشیاطین کی آواز سمجھنے لگتا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر اوہام وخیالات بھی پیدا ہونے لگتے ہیں۔

بلا شبہ جنوں کا وجود اور ان کا انسانوں کو نقصان پہونچانا یہ متواتر دلائل سے ثابت ہے، لیکن وہم و گمان کی بیماری اور اس چیز کا خیال جس کا کوئی وجود نہیں، ایک ایسی بڑی مصیبت ہے جو کنبوں اور خاندانوں کو تباہ کر دیتی ہے۔ اور شیطان کے نقصانات سے کئی گنا زیادہ نقصان وہم وگمان سے ہوتا ہے۔ حتی کہ بعض لوگوں کو گھر ومکان چھوڑنے کی نوبت آجاتی ہے۔ اور اس کی وجہ سے لاعلاج ذہنی بیماریوں کا وہ شکار ہو جاتے ہیں۔

● **دوم:** بہت سے لوگ شکایت کرتے ہیں کہ ان کے گھر کو شیطانوں نے مسکن بنا لیا ہے اور اسے طرح طرح کے شیطانی وسوسے پیدا ہوتے ہیں، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ وہ آسیب زدہ ہے اور اسے اپنے جسم سے شیطانوں کو بھگانے کی ضرورت ہے، کیوں کہ آسیب، جادو اور نظرِ بد مختلف قسم کے اوہام وخیالات

پیدا کرتے ہیں۔ اور انسان اپنے رہنے اور سونے کی جگہ میں ایسی چیزوں کو دیکھنے لگتا ہے، جو اس کے ذہن و دماغ پر مسلط ہوجاتے ہیں، اگر وہ کہیں دوسری جگہ اپنی رہائش منتقل کر لے تو وہ تصورات و خیالات وہاں بھی منتقل ہوجاتے ہیں اس لیے اگر آپ گھر کے کسی دوسرے فرد سے پوچھیں جسے یہ مصیبت لاحق نہیں ہوئی ہے تو آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ وہ اپنے ساتھ نہ تو شیطانوں کے رہنے کی شکایت کرتا ہے اور نہ ہی ان کی اذیت کا احساس ہوتا ہے۔

● **سوم:** میرے مسلم بھائی! آپ کے لیے بحکمِ الٰہی کچھ مفید تدابیر ہیں جو اپنے گھروں میں خبیث روحوں کی رہائش پذیر ہونے اور ان کی اذیت سے دوچار ہیں:

۱- اللہ تعالیٰ کے حکم پر قائم رہنا، اس کے حدود کی پاسداری کرنا اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کی نافرمانی سے دور رہنا:

جیسے کہ: گانا سننا، فلمیں دیکھنا اور عریانی کلپس دیکھنا۔ یقیناً یہ سب ایسی چیزیں ہیں جو شیطان کو کھینچ لاکر اسے گھر والوں کے درمیان ٹھکانہ فراہم کرتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ﴾ (الزخرف:۳٦)

ترجمہ: اور جو شخص رحمان کی یاد سے غفلت کرے ہم اس پر ایک شیطان مقرر کردیتے ہیں۔ وہی اس کا ساتھی رہتا ہے۔ ﴿فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ﴾ یعنی وہ اس سے جدا نہیں ہوتا۔[1]

۲- گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا:

حضرتِ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے، اگر گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ عزوجل کا نام لے لیتا ہے تو شیطان (اپنے رفیقوں اور متبعین سے) کہتا ہے: نہ تمہارے رہنے کا ٹھکانہ ہے نہ کھانے کے لیے کھانا، اور جب گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتا تو شیطان کہتا ہے: تمہیں رہنے کا ٹھکانہ تو مل گیا اور جب کھانا کھاتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتا تو شیطان کہتا ہے: تمہیں رہنے کا ٹھکانہ اور کھانا بھی مل گیا۔[2]

---

[1] تفسیر البغوی (۱٦۱/۴)

[2] صحیح مسلم (۲۰۱۸)

● **گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کہنا یہ اللہ کا ذکر ہے اور یہ اللہ کی طرف سے بندے کے لیے حفاظت وضمانت ہے:**

● حضرتِ ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین قسم کے افراد ایسے ہیں جن کا ضامن اللہ تعالیٰ ہے۔ اگر وہ زندہ رہا تو اسے روزی دی جائے گی اور کفایت کی جائے گی۔ اور اگر مر جائے تو اللہ عزوجل اسے جنت میں داخل کرے گا۔ ایک وہ ہے جو اپنے گھر میں سلام کر کے داخل ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کا ضامن ہے، دوسرا وہ شخص جو مسجد کی طرف نکلا تو اللہ تعالیٰ اس کا بھی ضامن ہے۔ تیسرا وہ شخص جو اللہ کے راستے میں نکلا وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ذمہ میں ہے۔[1]

● اپنے اہل خانہ کو سلام کرنا یہ رحمت و برکت کا سبب ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرمایا: بیٹے! جب تم اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ تو انھیں سلام کیا کرو، یہ سلام تمہارے لیے اور تمہارے گھر والوں کے لیے خیر و برکت کا باعث ہوگا۔[2]

۳- گھر میں قرآن کی تلاوت:

حضرت حفص بن عِنان الحنفی سے روایت ہے کہ حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ: بلاشبہ وہ گھر اس میں رہنے والوں کے لیے کشادہ ہوتا ہے، فرشتے اس گھر میں آتے ہیں اور شیاطین اس گھر کو چھوڑ دیتے ہیں، اس گھر میں خیر و برکت کی کثرت ہوتی ہے جس گھر میں قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی ہے۔ اور بلاشبہ وہ گھر اس میں رہنے والوں کے لیے تنگ ہو جاتا ہے، فرشتے اس گھر کو چھوڑ دیتے ہیں، شیاطین اس گھر میں آنے لگتے ہیں اور اس گھر کی خیر و برکت کم ہو جاتی ہے، جس گھر میں قرآن مجید کی تلاوت نہیں کی جاتی ہے۔[3]

---

[1] صحیح ابن حبان (۴۹۹) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے التعلیقات الحسان علی صحیح ابن حبان میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۴۹۹)

[2] سنن الترمذی (۲۶۹۸) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے الکلم الطیب میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۶۳)

[3] سنن الدارمی (۳۶۲۷)

۴- گھر میں سورہ بقرہ کی تلاوت:

حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اس لیے کہ شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔[1]

آپ ﷺ کا کہنا: ''لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ ''یعنی ذکر واطاعت سے خالی گھر قبروں کی طرح ہوجاتا ہے۔ اور اس میں رہنے والے لوگ مردے کی طرح ہوجاتے ہیں۔[2]

۵- رات میں گھر کا دروازہ بند کرتے وقت بسم اللہ کہنا:

حضرتِ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب رات کا اندھیرا شروع ہو[3] یا جب رات شروع ہونے لگے تو اپنے بچوں کو (گھروں میں) روک لو[4] کیوں کہ شیاطین اس وقت پھیلنا شروع کرتے ہیں، پھر جب عشاء کے وقت میں سے ایک گھڑی گزر جائے تو انھیں چھوڑ دو (چلیں پھریں) پھر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اپنا دروازہ بند کردو، اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اپنا چراغ بجھا دو، اللہ تعالیٰ کا نام لے کر پانی کے برتن کو ڈھک دو[5]، اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر دوسرے برتن بھی ڈھک دو[6]۔ (اور اگر ڈھکن نہ ہو) تو درمیان میں ہی کوئی چیز رکھ دو۔[7][8]

---

[1] صحیح مسلم (۷۸۰)

[2] تحفة الأحوذي للمباركفوري (۸/۱۴۶)

[3] قوله: (استجنح الليل) رات کی تاریکی کی شروعات ہونا۔ أعلام الحديث للخطابي (۳/۱۵۱۵)

[4] قوله: (فكفوا صبيانكم) انھیں اپنے پاس روک لو اور ادھر اُدھر جانے نہ دو، عمدة القاري (۱۵/۱۷۳)

[5] (وأوك سقاءك): أوك إيكاء کا امر ہے جس کا معنی ہوتا ہے سخت کرنا، مضبوط کرنا، والوكاء: اس بندھن کو کہتے ہیں جس سے مشکیزہ کا منہ باندھا جاتا ہے، والسقاء: سے مراد دودھ و پانی وغیرہ کا برتن۔ عمدة القاري (۱۵/۱۷۴)

[6] (خمر إناءك): برتن کو ڈھانپنے کا حکم۔ عمدة القاري (۱۵/۱۷۴)

[7] قوله: (ولو تعرض عليه شيئا) : اگر برتن ڈھانپ نہ سکو تو کم از کم اس کی چوڑائی میں کوئی لکڑی ہی رکھ دو۔ عمدة القاري (۱۵/۱۷۴)

[8] صحیح بخاری (۳۲۸۱)

☆ **ایکفائدہ:**

رات کے وقت برتنوں کوڈھانکنے کے چندفوائد ہیں،ان میں سے بعض درج ذیل ہیں: شیطانوں، نجاستوں، کیڑے مکوڑوں، دیگر اشیاء سے تحفظ اوراس وَبا سے بچاؤ جوسال کی کسی ایک رات میں نازل ہوتی ہے۔صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ: برتن ڈھانپ دواور مشک بند کردو،اس لیے کہ سال میں ایک رات ایسی ہوتی ہے جس میں وَبا اترتی ہے، پھر وہ وبا اگر کھلا برتن، کھلا پانی یا کھلی مشک پاتی ہے تو اس میں سما جاتی ہے۔[1]

۶- گھر میں اذان دینااوراذان کی آواز کو بلند کرنا:

حضرت سُہیل کا بیان ہے کہ مجھے میرے والد نے بنوحارثہ کی طرف بھیجا،اور میرے ساتھ ایک لڑکا یا ایک آدمی بھی تھا۔ چنانچہ دوران مسافت ایک باغ کے احاطہ سے کسی نے اس کا نام لے کر اسے آواز دی [2] تو میرے ساتھی نے باغ میں جھانک کر دیکھا تو کوئی نہ تھا۔اس واقعہ کو میں نے اپنے والد سے ذکر کیا تو انھوں نے کہا: اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تمہارے ساتھ ایسا ہوگا تو میں تم کو ہرگز نہ بھیجتا،اب آئندہ کے لیے یادرکھو کہ اگر تم اس قسم کی آواز سنو (اور آواز دینے والا تم کو دکھائی نہ دے) تو یقین کرلینا کہ وہ شیطان ہے اوراس وقت تم اس طرح اذان دینا جس طرح نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے، کیوں کہ میں نے حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو شیطان وہاں سے ہوا خارج کرتا ہوا بھاگتا ہے۔[3]

---

[1] صحیح مسلم (۲۰۱۴) برتن ڈھانکنے کے فوائد کے لیے دیکھئے: عمدة القاری (۱۵/۱۷۴)

[2] قولہ: (فناداه مناد من حائط) حائط: کھجور کے اس باغ کو کہا جاتا ہے جس کی چہاردیواری ہو۔ النهاية فی غريب الحديث (۱/۴۶۲)

[3] صحیح مسلم (۳۸۹)

اُسیر بن عمرو سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ: حضرتِ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس (غیلان) [1] جن اور بھوت کا ذکر کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ: بلاشبہ کوئی چیز اپنی فطرت سے نہیں بدلتی، جس پر اس کی تخلیق کی گئی ہو۔ لیکن ان میں بھی کچھ جادوگر ہوتے ہیں تمہارے جادوگروں کی طرح، پس جب تم ان میں سے کوئی چیز دیکھو تو اذان دو۔ [2]

امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ: بنوسُلیم کے کان (معدن) پر زید بن اسلم کو حاکم بنایا گیا تھا اور وہ کان ایسا تھا کہ اس میں ہمیشہ انسان جنات کو پاتے تھے۔ چنانچہ لوگوں نے زید بن اسلم سے اس کی شکایت کی تو انھوں نے انھیں اذان دینے اور اذان کی آواز کو بلند کرنے کا حکم دیا۔ پس انھوں نے ایسا ہی کیا تو یہ مصیبت ان سے ختم ہو گئی اور آج تک وہ لوگ وہاں پر آباد ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: زید بن اسلم کا وہ مشورہ مجھے بہت اچھا لگا۔ [3]

۷- مجسمے اور ذی روح کی تصویروں کو مٹا دیا جائے۔ شکاری اور نگرانی کے کتوں کے علاوہ کوئی کتا نہ رکھا جائے کیوں کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے ہیں جس گھر میں کوئی کتا یا کوئی تصویر ہو۔ اور جو گھر فرشتوں سے خالی ہو وہ شیطانوں کا ماویٰ و مسکن بن جاتا ہے۔

[1] ابن اثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ غول غیلان کا واحد ہے، یہ جن وشیاطین کی ایک جنس ہے، عربوں کے گمان کے مطابق یہ شیطانوں کی ایک قسم ہے جو بیابان میں مختلف شکلوں میں آکر لوگوں کو بھٹکاتے ہیں یا ہلاک کر دیتی ہے۔ النهاية في غريب الحديث (۳/۳۹٦)

صحیح مسلم کی وہ حدیث: ''لَا عَدْوَىٰ وَلَا طِيَرَةَ وَلَا غُولَ'' صحیح مسلم (۲۲۲۲) کہ نہ بیماری لگتی ہے، نہ شگون کوئی چیز ہے نہ غول کوئی چیز ہے۔ تو اس حدیث میں غول کی نفی سے مراد عربوں کی خرافات اور فاسد عقائد ہیں، جو غول کے بارے میں رکھتے تھے، علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے اس کی تاثیر کی نفی کی ہے اور نفی سے وجود کی نفی مقصود نہیں ہے، اور اکثر انسان ان امور سے دوچار ہوتا ہے اس وقت جب اس کا دل ان امور سے معلق رہتا ہے۔ لیکن وہ انسان جو ان امور کی پرواہ کئے بغیر اللہ پر پورا اعتماد رکھتا ہے تو اسے ان سے کوئی تکلیف نہیں پہنچ سکتی ہے اور آدمی جس جگہ کا قصد کیا ہے اس کو وہاں پر جانے سے روکا نہیں جا سکتا ہے۔ القول المفيد على كتاب التوحيد (۱/۵٦۹) اور دیکھئے: فتح المجید (ص: ۳۱۰)

[2] مصنف عبدالرزاق (۹۲۴۹) مصنف ابن ابی شیبہ (۳۰۳٦۱) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث کو فتح الباری میں صحیح کہا ہے۔ (٦/۳۴۴)

[3] شعب الإيمان للبيهقي (۴/۴۴۵)

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرتِ جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے ایک مقررہ وقت پر اپنی آمد کا وعدہ کیا تھا، اور وہ وقت آ بھی گیا، لیکن جبرئیل علیہ السلام نہیں آئے، اس وقت رسول اللہ ﷺ کے مبارک ہاتھ میں ایک لکڑی تھی، آپ ﷺ نے اسے پھینک دیا اور فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا، اور نہ اس کے رسول وعدہ خلافی کرتے ہیں، پھر آپ ﷺ نے ادھر ادھر دیکھا تو ایک کتا کا بچہ تخت تلے دکھائی دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! یہ کتا کا بچہ یہاں کب آیا؟ تو انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم مجھے معلوم نہیں، پھر آپ ﷺ نے حکم دیا اور اسے باہر نکالا گیا، اسی وقت جبرئیل علیہ السلام آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا اور میں آپ کے انتظار میں بیٹھا تھا لیکن آپ نہیں آئے۔ تو انھوں نے کہا کہ: یہ کتا جو آپ کے گھر میں تھا اس نے مجھ کو روک رکھا تھا۔ چونکہ ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں کتا یا تصویر ہو۔[1]

[1] صحیح مسلم (۲۱۰۴)

پانچویں بحث

جنوں سے مدد مانگنے اوران سے سوال کرنے کا حکم

- جنوں اور شیطانوں سے مدد لینا حرام ہے،خواہ جن مسلمان ہوں یا کافر،گرچہ یہ استعانت بھلائی اورلوگوں کو فائدہ پہونچانے کے مقصد سے ہو یا بُرائی کی خاطر ہواور دوسروں کونقصاں پہونچانے کے مقصد سے ہو۔

اس کے دلائل حسبِ ذیل ہیں:

- **اول**: اللہ رب العالمین کا عام فرمان:﴿وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقاً﴾ (الجن:٦) ترجمہ: بات یہ ہے کہ چند انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے،جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گیے۔

- شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:جب کوئی شخص کسی ایسی وادی میں اترتا تھا جہاں کے باشندوں سے وہ ڈرتا تھا تو کہتا تھا کہ میں اس وادی کے بڑے احمق سے پناہ مانگتا ہوں۔اورانسان جنوں سے پناہ مانگا کرتے تھے تو یہ چیز جنوں کی سرکشی اور زیادتی کا سبب بن گئی،جنوں نے کہا:انسان ہم سے پناہ طلب کرتے ہیں!اسی طرح جھاڑ پھونک اور عجمی منتر میں بھی مردجنوں کے نام ہوتے ہیں۔جنہیں لوگ

پکارتے اوران سے فریادرسی کرتے ہیں، اوران کے بڑے کی ان کے سامنے قسمیں بھی کھاتے، چنانچہ اسی وجہ سے شیاطین بعض امور میں ان لوگوں کی اطاعت کرتے ہیں اور یہ جادو اور شرک کے قبیل سے ہے۔[1]

اللہ رب العالمین کے اس فرمان: ﴿فَزَادُوهُمْ رَهَقًا﴾ میں جنوں سے مدد مانگنے اوران سے پناہ طلب کرنے کے نتیجہ کا بیان ہے۔یعنی یہ چیز انسان کی جان اور دین کے لیے خطرہ بن گئی۔

● حضرتِ عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ: جس طرح انسان جنوں سے گھبراتے ہیں اسی طرح جن بھی انسانوں سے گھبراتے تھے بلکہ وہ انسانوں سے زیادہ گھبراتے تھے، اور لوگ جب کسی وادی پر اترتے تھے تو جن وہاں سے بھاگ جاتے تھے، لیکن جب لوگوں کا سردار کہنے لگا کہ: ہم اس وادی میں رہنے والوں کے سرادر سے پناہ چاہتے ہیں تو جنوں نے کہا کہ: ہم انھیں دیکھتے ہیں کہ وہ ہم سے گھبراتے ہیں، جس طرح ہم ان سے گھبراتے ہیں، چنانچہ جن انسانوں سے قریب ہوگیے۔اور انھیں تکلیف دے کران کی عقل کو خراب کر کے ان پر جنونی کیفیت طاری کردی۔اسی بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: ﴿وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا﴾ (الجن:٦) ترجمہ: بات یہ ہے کہ چند انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے، جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گیے۔[2]

جنوں سے مدد طلب کرنے والے کی یہ حالت کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہے بلکہ آئے دن کا مشاہدہ ہے کہ وہ غالبًا اپنے ساتھی جن سے رابطہ اسی صورت میں کرسکتا ہے کہ پہلے اسے جن کا آسیب لگے تا آنکہ جنوں کی باتیں سننا اوران کی خبروں کو جاننا اس کے لیے آسان ہوجائے۔

بہرحال اگر بات کریں ان مریضوں کی جو ایسے اوجھا کے پاس علاج کرانے کے لیے جاتے ہیں تو اس کے شر سے وہ محفوظ نہیں رہ سکتے، وہ بھیانک گناہ کا مرتکب تو ہوتے ہی ہیں ساتھ ہی یہ مکار انسان اپنے شیطانوں کو ان لوگوں کے جسموں پر یہ کہہ سوار کردیتا ہے کہ مرض کی تشخیص کرنے، علاج کرنے، جنوں کو نکالنے اور جسم کے اندر موجود اصل بیماری کو جاننے کے لیے ایسا کرنا ضروری ہے۔اور بسا اوقات شروع میں

[1] قاعدة جليلة في التوسل والوسيلة (ص:٣٢٩)

[2] تفسير ابن أبي حاتم (١٩٠٠٠)

اس سے علاج کرانے میں مریض کو کچھ افاقہ ہوجاتا ہے۔اور اسے اپنا کام بنتا ہوا نظر آنے لگتا ہے،لیکن پھر مریض جلد ہی خوف وتھکان اور اپنے جسم پر جنات کے مسلط ہونے کی شدت سے احساس کرنے لگتا ہے،جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا﴾ جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گیے۔

میں ذاتی طور پر ایسے دسیوں معاملات کو جانتا ہوں جو جنات اور جادو کی مدد سے علاج کرتے ہیں،جب لوگ ان کے پاس علاج کے لیے گیے،تو جانے کے بعد ان کی پریشانی،پاگل پن اور گھبراہٹ پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی۔﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا﴾ ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچی بات والا اور کون ہوگا۔(النساء:٨٧)

● **دوم:** اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان عام ہے: ﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِنَ الْاِنْسِ وَقَالَ اَوْلِيَآؤُهُمْ مِنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا قَالَ النَّارُ مَثْوَاكُمْ خَالِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ﴾(الانعام: ١٢٨)

ترجمہ: اور جس روز اللہ تعالیٰ تمام خلائق کو جمع کرے گا(کہے گا)اے جنات کی جماعت! تم نے انسانوں میں سے بہت سے اپنا لیے،جو انسان ان کے ساتھ تعلق رکھنے والے تھے وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار!ہم میں ایک نے دوسرے سے فائدہ حاصل کیا تھا،اور ہم اپنی اس معین میعاد تک آپہونچے جو تو نے ہمارے لیے معین فرمائی۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تم سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے،جس میں ہمیشہ رہو گے،ہاں!اگر اللہ ہی کو منظور ہو تو دوسری بات ہے۔بے شک آپ کا رب بڑی حکمت والا اور بڑا علم والا ہے۔

● شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس آیت کریمہ پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: جن وانس نے ایک دوسرے سے استفادہ کیا۔جنوں نے انسانوں سے اور انسانوں نے جنوں سے بہت سارے کام لیے،ہر ایک نے ایک دوسرے کے مقاصد کے تحت کام کیا،جادو اور کہانت بھی اسی قبیل سے ہے۔[1]

● ابن ابی العز الحنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: انسانوں کا جنوں سے اس طرح فائدہ حاصل ہوا کہ جنوں نے ان کی حاجات پوری کی،ان کے احکام کی بجا آوری کی اور ان کو غیبی امور میں سے کچھ بتلائے وغیرہ۔

[1] النبوات (٢/٨٣٠)

اور جنوں کا انسانوں سے فائدہ اس طرح سے حاصل ہوا کہ انسانوں نے ان کی تعظیم کی، ان کو مدد کے لیے پکارا، مصیبت کے وقت انھیں آواز دی اور ان کے لیے عاجزی وانکساری کا مظاہرہ کیا۔[1]

- آیت کریمہ میں مذکور جنوں اور انسانوں کے حرام امور میں آپسی استفادہ کی تفسیر میں علماء کے جو بھی اقوال وارد ہوئے ہیں ان میں باہم کوئی تعارض نہیں ہے، جیسا کہ ابوحیان الأندلسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: استفادہ کی بہت ساری شکلیں ہیں اور مذکورہ تمام اقوال ان ہی شکلوں کے ضمن میں آتے ہیں، چنانچہ استفادہ کے بارے میں یہی عقیدہ رکھنا مناسب ہوگا کہ یہ تمام اقوال بطور مثال بیان کیے گیے ہیں، نہ کہ بطور حصر۔[2]

- یہاں ایک قابل غور بات ہے ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: رہی بات جنوں کا انسانوں سے استفادہ کرنا، تو اس طور پر متحقق ہوتا ہے کہ انسان جنوں کی بے حد تعظیم کرتے ہیں اور ان سے مدد طلب کرتے ہیں، جس کی وجہ سے جنوں کو خوشی ہوتی ہے کہ ہم تو جن وانس کے سردار ہوگیے۔[3]

اس سے بڑی اور کون سی تعظیم ہوسکتی ہے کہ انسان جنوں کو اپنا ڈاکٹر اور معالج مان لے، امراض کی تشخیص میں جنوں کے مشوروں پر عمل کرے کہ مریض کو آسیب اور جادو ہے یا نہیں؟ اسے جاننے کے لیے جنوں سے مدد لے، اور کبھی کبھار تو جن انسانوں کے لیے دوائیں بھی فراہم کرتے ہیں۔ بعض علاج میں انھیں کچھ قسم کی جڑی بوٹیاں بھی بتاتے ہیں، لوگ ان کی باتوں پر عمل کرنے لگتے ہیں۔ اور ان کی آراء اور مشوروں سے بالکل انحراف نہیں کرتے۔ جیسا کہ یہ بات اس شخص سے مخفی نہیں جو ان لوگوں کے حالات سے واقف ہوں۔

سوم: جنوں سے مدد طلب کرنا غائب لوگوں سے مدد طلب کرنے کے مشابہ ہے:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غَافِلُوْنَ﴾ (الأحقاف:۵)

---

[1] شرح العقيدة الطحاوية (۲/۷٦٦)

[2] البحر المحيط فى التفسير (٦/٦۴۴)

[3] تفسير ابن كثير (۳/۳۲۸)

ترجمہ: جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہ کرسکیں بلکہ ان کے پکارنے سے محض بےخبر ہوں۔

اوراللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾ (الجن:۱۸)

ترجمہ: اور یہ کہ مسجدیں صرف اللہ ہی کی ہیں، پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے علاوہ کسی سے بھی مدد مانگنے والے اورسوال کرنے والے کی مذمت کی ہے چاہے وہ زندہ ہو یا مردہ، خواہ انسان ہو یا جنات یا ملائکہ ہوں، اوراس عمومی حکم سے زندہ، حاضر اورقدرت رکھنے والے شخص کو ہی مستثنیٰ کیا جاسکتا ہے۔[1]

- جن سے مدد طلب کرنے والا درحقیقت کسی غائب شخص کو پکارنے والا ہوتا ہےاور یہ غائب شخص کبھی حاضر ہوتا ہے کبھی نہیں، کبھی اس کی آواز سنتا ہےاور کبھی نہیں سنتا، اوراس شخص کواس سلسلہ میں کوئی جانکاری نہیں ہوتی ہے جس کی روشنی میں قطعیت کے ساتھ یہ کہہ سکے کہ یہ جن مدد طلبی کے وقت حاضر ہوتے ہیں یا نہیں، یابعد میں حاضر ہوں گے یا نہیں، اورمشاہداتی طور پر یہی قرین قیاس ہے کہ یہ غیر حاضر ہوتے ہیں۔
- علامہ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ جن بہت سے کام کی طاقت رکھتے ہیں پھر کیوں نہ ان سے مانگا جائے؟

توانھوں نے جواباً ارشاد فرمایا کہ: جنوں کو پکارنا جائز نہیں جس طرح فرشتوں کو پکارنا جائز نہیں، اگرچہ وہ بہت سے کام پر قادر ہوں کیوں کہ یہ فرشتوں کے ساتھ شرک کے قبیل سے ہے، اور یہ اس لیے بھی کہ جن آپ کی فرمانبرداری نہیں کرتے، لہذا وہ اس زندہ اورحاضر شخص کی طرح نہیں ہوسکتے جس سے اگر آپ کوئی ایسی چیز طلب کریں جس پر وہ قادر ہو، تو آپ کو وہ دیدے۔[2]

- **چهارم: جنوں سے مدد طلب کرنا کہانت کی قسموں میں سے ایک قسم ہے:**

کاہن کو کاہن اس لیے کہتے ہیں کہ وہ گم شدہ چیزوں کے بارے میں خبر دیتا ہےاور جنوں سے مدد

[1] دیکھئے: مجموع الفتاوی للشیخ علامه ابن باز (۱۸۱/۷)

[2] دیکھئے: فتاویٰ ورسائل للشیخ محمد بن ابراهیم (۱۱۵/۱)

حاصل کرنے والا اوجھا بھی جنوں کی بتائی ہوئی باتوں پر اعتماد کرتے ہوئے بہت سارے اخبار وحوادث کا پتہ دیتا ہے، جو کاہنوں کی بہ نسبت کئی گنا زیادہ ہوتے ہیں، چنانچہ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ جادو کی جگہ کو جانتا ہے اور اسے لانے کی طاقت بھی رکھتا ہے اگر چہ وہ قبروں کے اندر اور سمندروں کی تہوں میں ہی کیوں نہ ہو۔ وہ دعوی کرتا ہے کہ وہ جادو کرنے والے اور نظرِ بد لگانے والے شخص کو بھی جانتا ہے، وہ مناسب دوا بھی تجویز کرتا ہے، مرض اور مریض کے اسرار و رموز کو بھی بتلاتا ہے تو ان باتوں کی روشنی میں اسے بدرجۂ اولیٰ کہانت کی صفت سے متصف مانا جائے گا۔

● قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: عربوں کے یہاں کہانت تین طرح کی تھی، پھر انھوں نے نوع ثانی کے تحت جو جنوں کی خبر بتلانے کے تعلق سے ہے، فرمایا کہ: یہ جنات زمین کے کسی بھی خطے میں رونما ہونے والے اور انسانوں سے مخفی رہ جانے والے قریب یا بعید کے حالات سے کاہن کو باخبر کرتے ہیں اور اس چیز کا پایا جانا کوئی بعید بات بھی نہیں ہے۔[1]

● ابن الاثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: کاہن اسے کہتے ہیں جو زمانۂ مستقبل میں ہونے والے امور کی خبر دیتا ہو، اور رازہائے سربستہ کے جاننے کا دعویٰ کرتا ہو، پہلے زمانے میں ملک عرب میں ''شق'' ''سطیح''، وغیرہ جیسے کئی کاہن پائے جاتے تھے۔ ان میں سے کسی کا دعویٰ یہ تھا کہ بعض جن اس کے تابع ہیں، جو اسے غیب کی خبروں سے آگاہ کرتے ہیں، جب کہ کچھ دوسروں کا گمان تھا کہ وہ سوال کنندہ کے اقوال، افعال اور احوال جیسی چیزوں کی مدد سے معاملات کی حقیقت کو جان جاتے ہیں، اور اس آخر الذکر طبقہ کو بطور خاص ''عراف'' بولا جاتا ہے۔ عراف کی مثال وہ شخص ہے جو چوری کردہ یا گم شدہ یا ان جیسی چیزوں کی معرفت کا دعویٰ کرے اور حدیث پاک میں ہے ''مَنْ أَتٰى كَاهِنًا '''' جو کسی کاہن کے پاس آئے'' کاہن،

[1] شرح مسلم للنووی (۱۴/۲۲۳)

عراف، اور مُنَجّم سب کے پاس جانے کے عموم کو شامل ہے۔[1]

- شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: کاہنوں اور ان جیسے لوگوں کی خبروں میں سچائی سے زیادہ دروغ اور جھوٹ ہی ہوتا ہے، اور یہی معاملہ ہے ہر اس شخص کا جو غیبی امور بتلانے کا عادی ہو گیا ہو، چنانچہ جنات کی خبروں کو بھی لازمی طور پر جھٹلا دینا چاہیے، کیوں کہ جو شخص جنوں سے غیب کی خبروں کو[2] پوچھنے لگے اس کا شمار بھی کاہنوں کے زمرے میں ہوگا۔[3]

- علامہ رازی رحمہ اللہ جادو کے اقسام کا ذکر فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ: جادو کی تیسری قسم: زمینی روحوں سے مدد لینا اور وہ جن ہیں، برخلاف فلاسفہ اور معتزلہ کے (جو کہ جنات کے وجود کے قائل نہیں ہیں) جنات کی دو قسمیں ہیں: مومنین اور کفار اور یہی شیاطین ہیں۔[4]

پنجم: جن ایک غیبی مخلوق ہیں، چنانچہ ان کے مسلمان ہونے کی معرفت ممکن نہیں، اور نہ ہی ان کی عدالت اور سچائی کو یقینی طور پر جانا جا سکتا ہے۔

- علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: بعض جنوں سے مدد طلب کرنے والے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ صرف نیک جنوں سے مدد طلب کرتے ہیں، تو ان کا یہ دعویٰ بالکل جھوٹا اور ناقابل قبول ہے، کیوں کہ وہ ایسی مخلوق ہیں جن کے ساتھ رہنا اور بود و باش اختیار کرنا عادتاً محال ہے، جس سے ان کے نیک یا بد

---

[1] النهاية فی غريب الحديث (۴/۲۱۴-۲۱۵)

ملاحظہ فرمائیں: سلسلة الأحاديث الصحيحة (۷/۱۱۵۶-۱۱۵۷) (ح:۳۳۸۷) کے تحت علامہ البانی رحمہ اللہ نے ابن الأثیر رحمہ اللہ کی بیان کردہ اقسام کہانت پر تعلیق چڑھائی ہے۔

[2] امور غیبیہ کے تعلق سے سوال کرنے کی کچھ مثالیں یہ ہیں: مریض کے اندرونی احوال کیا ہیں؟ جادو کہاں اور جادو کرنے والا کون ہے؟ وغیرہ جنات سے پوچھنا جیسا کہ جنات سے مدد طلب کرنے والے کرتے ہیں۔

[3] النبوات (۲/۹۹۷)

[4] اس قول کو امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر (۱/۳۶۸) میں کچھ اختصار کے ساتھ نقل کیا ہے۔ اور امام رازی کا اصل کلام ان کی تفسیر "مفاتيح الغيب" (۳/۶۲۳) میں ہے۔

ہونے کا علم ہو سکے۔اور تجربات کی روشنی میں ہمیں یہ بات معلوم ہے کہ بہتیرے ایسے انسان جن کے ساتھ بکثرت اٹھنا بیٹھنا ہوتا ہے وہ بھی غیر صالح اور بد باطن نکل جاتے ہیں،اللہ تعالیٰ کا ارشادگرامی ہے: ﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ وَاَوْلَادِکُمْ عَدُوًّا لَّکُمْ فَاحْذَرُوْھُمْ﴾ (التغابن:۱۴)

ترجمہ:اے ایمان والو! تمہاری بعض بیویاں اور بعض بچے تمہارے دشمن ہیں،پس ان سے ہوشیار رہنا۔

انسانوں کا یہ معاملہ تو ظاہر و باہر ہے، پھر آپ کا کیا خیال ہے ان جنوں کے سلسلے میں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِنَّہٗ یَرٰاکُمْ ھُوَ وَقَبِیْلُہٗ مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَھُمْ﴾ (الأعراف:۲۷)[1]

ترجمہ: وہ اور اس کا لشکر تم کو ایسے طور پر دیکھتا ہے کہ تم ان کو نہیں دیکھتے ہو۔

- شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جنوں کے حالات انسانوں جیسے ہی ہیں،بس فرق اتنا ہے کہ انسان نسبتاً زیادہ سمجھدار،صداقت پسند،انصاف پسند اور باوفا ہوتے ہیں۔اس کے برخلاف جنات زیادہ نادان،دروغ گو،ظالم اور دھوکے باز ہوتے ہیں۔[2]

ششم: جنوں سے مدد طلب کرنے میں اللہ کے نبی حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا کی مخالفت ہے، نیز جن خصائص سے اللہ تعالیٰ نے انھیں دیگر انسانوں سے امتیازی مقام عطا کیا ہے ان میں ان کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے۔

حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:کل رات ایک دیو ہیکل جن میرے پاس آدھمکا تاکہ میری نماز خراب کردے، پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس پر قدرت دی اور میں نے اسے پکڑ لیا، پھر چاہا کہ اسے مسجد کے کسی کھمبے میں باندھ دوں، یہاں تک کہ تم سب اسے دیکھ لو،لیکن جلد ہی مجھے اپنے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آ گئی کہ:"رَبِّ ھَبْ لِیْ مُلْکًا لَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ

[1] سلسلة الأحاديث الصحيحة (۶/۶۱۴-۶۱۵)

[2] مجموع الفتاویٰ (۱۹/۴۵-۴۶)

بَعْدِیْ ''۔ [1] (اے میرے رب! مجھے ایسا ملک عطا فرما جو میرے سوا کسی شخص کے لائق نہ ہو) پھر میں نے اسے ذلیل ونامراد چھوڑ دیا۔

- ابن عطیہ مالکی اندلسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اگر محمد ﷺ اس جن کو باندھ بھی دیتے تو اس سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے خصائص میں کوئی نقص لازم نہیں آتا، لیکن اس عمل میں ان کے ساتھ یک گونہ مشابہت ضرور تھی، بنابریں آپ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا۔[2]

- میں کہتا ہوں (صاحب کتاب): جنات سے خدمت لینے اور انھیں باندھنے سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ زیادہ مشابہت کے امکانات ہیں۔ لہذا بدرجۂ اولیٰ اس شنیع عمل کو چھوڑ دینا ہی چاہیے اور حضرتِ سلیمان علیہ السلام کے تعلق سے ادب واحترام کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

- شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جائز امور میں جنوں سے کام لینا حضرتِ سلیمان علیہ السلام کا ان سے خدمت لینے جیسا ہے، لیکن انھیں جو حکومت عطا کی گئی تھی ان کے بعد وہ کسی اور کے شایانِ شان نہیں، اور جن وانس کو ان کے لیے مسخر کر دیا گیا تھا جب کہ ایسا کسی اور کے لیے نہیں ہوا، اور جب نبی کریم ﷺ پر دیوہیکل جن حملہ آور ہوا، اور چاہا کہ آپ کی نماز خراب کر دے تو اس موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''فَأَخَذْتُهُ فَذَعَتُّهُ'' [3] کہ میں نے اسے پکڑ کر اس کا گلا گھونٹا، یہاں تک کہ اس کا لعاب میرے ہاتھوں پر بہنے لگا، میں نے چاہا کہ اسے مسجد کے کسی کھمبے میں باندھ دوں، لیکن مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آ گئی، لہذا میں نے اسے چھوڑ دیا۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے جنوں سے کوئی کام لیا ہی نہیں۔[4]

---

[1] صحیح بخاری (۳۴۲۳)

[2] المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز (۵۰۵/۴)

[3] "فذعته" اس کا گلا گھونٹا۔ النہایۃ فی غریب الحدیث (۱۶۰/۲)

[4] مجموع الفتاویٰ (۸۹/۱۳)

یہ ہیں ہمارے پیارے رسول ﷺ جن کی شان میں اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الأحزاب:۲۱) ترجمہ: یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے کہ آپ ﷺ نے سرے سے جنوں سے کوئی خدمت لی ہی نہیں ہے اور ہر چند کہ آپ اس عفریت جن کو باندھ سکتے تھے۔لیکن آپ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا،صرف اس ارادے سے کہ اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کے تئیں قرینۂ ادب بجالاسکیں، جب سیدالانبیاء والرسل کے ادب واحترام کا یہ عالم ہے تو دیگر لوگوں کو بدرجۂ اولیٰ اس ادب کا پاس ولحاظ رکھنا چاہیے اور آپ ﷺ کے نقشِ قدم پر چلنا چاہیے۔

ھفتم: جنوں کی ایک جماعت آپ ﷺ کے زمانے میں ایمان لے آئی،اوران کا ایمان بھی بہت خوب رہا، آپ ﷺ نے انھیں دین کی تعلیم دینے کے لیے ان سے ملاقات فرمائی، وہ لوگ آپ ﷺ کی مجالس میں درپردہ حاضر بھی ہوتے تھے۔ان سب کے باوجود نہ آپ ﷺ نے کبھی ان پاک طینت جنوں سے کسی قسم کی مدد طلب کی، نہ آپ کے صحابۂ کرام نے، باوجودیکہ انھیں زندگی کے بعض مواقع میں اس چیز کی سخت ضرورت بھی تھی۔

- **بطورمثال چندمواقع کا تذکرہ پیش خدمت ہے:**

۱- رسول اکرم ﷺ کے غزوات اس کی زندہ مثال ہیں،جن میں قطعاً یہ بات ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے حریف کی خبریں معلوم کرنے کے لیے کسی مسلم جن کی مدد لی ہو، جب کہ شریعت مطہرہ انسان اور جنات سب کے لیے یکساں طور پر آئی ہے، اور جنات بھی انسانوں کی طرح اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت، اس دین کی نصرت وحمایت اور جہاد فی سبیل اللہ جیسے احکام کے مخاطب ومکلّف ہیں۔

- اس بات کی تائید غزوۂ احزاب کے اس واقعہ سے ہوتی ہے کہ جب ایک رات شدید خوف اور ٹھنڈک کا پہرا تھا، رسول اللہ ﷺ نے دشمنوں کی صورت حال جاننے کا ارادہ کیا، اور صحابۂ کرام کے سامنے کئی بار اس کا اظہار بھی فرمایا، انھیں رغبت دلائی کہ کاش کوئی جواں ہمت، دشمنوں کی سراغ رسانی کا کام سرِانجام دیتا، لیکن کسی کا بھی جواب نہ پاکر آپ ﷺ نے حضرتِ حذیفہ رضی اللہ عنہ کو اس کارِگراں پر مامور

فرمایا: اگر مسلم جنوں سے مدد طلب کرنا جائز ہوتا تو آپ ﷺ اس انتہائی ضرورت کے موقع پر دشمنانِ اسلام کی خبریں معلوم کرنے کے لیے ضروران سے مدد لیتے۔ اور اپنے پیارے ساتھیوں کو اس خطرناک بلکہ جان لیوا امر کی تکلیف نہ دیتے۔

- ابراہیم تیمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ: ہم حضرتِ حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، اتنے میں ایک آدمی نے کہا: اگر میں اللہ کے رسول ﷺ کو پاتا تو ان کے ساتھ رہ کر جنگ لڑتا اور خوب دادِ شجاعت دیتا، حضرتِ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم ایسا کرتے؟ ہم لوگ جنگِ احزاب کی رات میں اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ تھے، ہم تیز ہوا اور سخت ٹھنڈک [1] سے دوچار تھے۔ اسی حالت میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: کفار کی خبر کون لائے گا؟ اس شرط پر کہ وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا۔ ہم خاموش رہے، ہم میں سے کسی نے رسول اللہ ﷺ کو جواب نہیں دیا، پھر آپ ﷺ نے وہی جملہ ارشاد فرمایا: ہم خاموش رہے، ہم میں سے کسی نے رسول اللہ ﷺ کو جواب نہیں دیا، پھر تیسری بار آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے حذیفہ! تم اٹھو، اور کفار کی خبر لے کر آؤ، جب آپ نے میرا نام لے کر پکارا تو اب اٹھے بغیر کوئی چارہ نہ تھا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جاؤ اور کفار کی خبر لے کر آؤ، اور دیکھو! انھیں ڈرانا مت، جب میں آپ ﷺ کے پاس سے نکلا، تو مجھے ایسا لگنے لگا گویا کہ بخار کی حالت میں چل رہا ہوں، یہاں تک کہ میں کفار کے پاس پہونچ گیا، اور ابوسفیان کو دیکھا کہ وہ اپنی پیٹھ کو آگ سے سینک رہے ہیں، اب کیا تھا- میں نے تیر کو کمان کے بیچوں بیچ رکھ کر چاہا کہ ماردوں، لیکن مجھے رسول اللہ ﷺ کا فرمان یاد آگیا کہ: انھیں گھبراہٹ میں مت ڈالنا۔ اگر میں تیر چلا دیا ہوتا تو اسے جالگتا۔ اس کے بعد میں وہاں سے واپس آنے لگا، تو ویسے ہی گویا کہ بخار کی حالت میں چل رہا ہوں۔ اور جیسے ہی نبی کریم ﷺ کے پاس پہونچا، قوم کفار کی خبر بتلا کر فارغ ہوا، تو مجھے پہلے جیسی شدید ٹھنڈک کا احساس ہونے لگا[2]، تو آپ ﷺ نے اپنی مبارک چادر کا ایک کنارہ مجھ پر ڈال دیا، جس میں آپ ﷺ نماز پڑھتے تھے، اور مجھے نیند آگئی، میں برابر سوتا رہا، یہاں تک کہ جب صبح ہوگئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے سونے والے اٹھ جا۔[3]

[1] القُر قاف کے ضمہ کے ساتھ، معنی: ٹھنڈک المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج (۱۲/۱۴۵)

[2] قررت: قاف کے ضمہ اور راء کے کسرہ کے ساتھ، میں نے ٹھنڈک محسوس کی۔ المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج (۱۲/۱۴۵)

[3] صحیح مسلم (۱۷۸۸)

۲- حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب اپنا ہار گم کر دیا تو اس کو ڈھونڈھنے کے لیے نہ تو آپ ﷺ نے اور نہ ہی آپ کے صحابۂ کرام نے کسی مسلم جن کا سہارا لیا، باوجود اس کے کہ وہ لوگ سفر میں تھے اور صحابۂ کرام کے پاس پانی نہیں تھا۔ اس وجہ سے انھیں سخت حرج اور مشقت کا سامنا کرنا پڑا۔ جب کہ اہل عرب اور خود صحابہ کرام کے نزدیک ان کے حلقۂ بگوش اسلام ہونے سے پہلے گم شدہ چیز کی تلاشی کے لیے جنوں سے مدد لینا معروف و مشہور تھا۔

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں نکلے، جب مقام بیداء یا ذات الجیش میں پہونچے، تو میرا ایک ہار تھا جو کٹ کر گر گیا۔ تو آپ ﷺ اسے تلاش کرنے کے لیے رُک گیے اور آپ ﷺ کے ساتھ آپ کے صحابۂ کرام کو بھی رکنا پڑا، حالانکہ نہ ان کے آس پاس اور نہ ہی ان کے ساتھ میں کچھ پانی تھا۔ لوگ حضرتِ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگے: دیکھ نہیں رہے ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا؟ انھوں نے آپ ﷺ کو اور تمام لوگوں کو روک رکھا ہے، جب کہ ان کا پڑاؤ نہ تو پانی کے پاس ہے اور نہ ہی ان کے پاس پانی ہے؟[1]

۳- نبی کریم ﷺ پر جادو کیا گیا[2] ام المؤمنین حضرت عائشہ[3] اور ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما سحر زدہ ہوئیں۔[4] بلکہ تمام لوگوں میں جادو کا اثر معروف و مشہور تھا۔ اس کے باوجود نبی کریم ﷺ، امہات المؤمنین یا صحابۂ کرام نے کبھی سوچا بھی نہیں کہ مسلمان جنوں سے اس کا درماں طلب کیا جائے، یا جادو کہاں ہے؟ اس کا پتہ ان سے پوچھا جائے، یہاں تک کہ جنوں نے بھی کبھی ان پاک نفوس کے

---

[1] صحیح بخاری (۳۶۷۲) صحیح مسلم (۳۶۷)

[2] نبی کریم ﷺ پر جادو کی حدیث، صحیح بخاری (۶۳۹۱) صحیح مسلم (۲۱۸۹) اور دیکھئے اس کتاب میں: ص (۲۳۸-۲۳۹)

[3] ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جادو کے قصہ کو امام مالک رحمہ اللہ نے موطا میں روایت کیا ہے۔ (۶۷۸۲) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۱۷۵۷) اور دیکھئے اسی کتاب میں: ص (۱۴۱-۱۴۲)

[4] ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا پر جادو کے واقعہ کو امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔ مسند احمد (۱۵۴۳) فی مسائل الإمام أحمد رواية ابنه عبدالله.

تیئں اس طرح کی خواہش نہیں کی، اور نہ ہی ان کے سامنے کسی خدمت کی پیش کش کی، کیوں کہ جنات بھی ان بادۂ توحید کے متوالوں کے عقیدے کی پاکیزگی اور علم کی پختگی سے بخوبی واقف تھے۔

● شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مذکورہ بالا حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو گمراہ کرنے کے لیے شیطان نے کبھی سوچا تک نہیں، جس طرح اس نے اہل بدعت وغیرہ کو گمراہ کیا، جنھوں نے قرآن کریم کی بے جا اور غیر مناسب تاویلیں کیں، سنت نبویہ کے ساتھ نادانی برتی، یا کچھ ماورائے فطرت امور کو دیکھ سن لیا، اور انھیں انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور صالحین کی کرامات سمجھ بیٹھے، حالانکہ وہ سب کے سب شیطانی افعال تھے۔[1]

● **شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے کلام سے غلط استدلال:**

● بعض لوگ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تحریروں کے کچھ ٹکڑوں سے نیک وصالح جنوں سے مدد طلب کرنے کے جواز پر استدلال کرتے ہیں جب کہ حق اور درست بات یہ ہے کہ جنوں سے مدد لینے کے جواز کے تعلق سے شیخ الاسلام کا کوئی صریح کلام نہیں ملتا، جیسا کہ دائمی فتویٰ کمیٹی کا فتویٰ اس بات کی تائید کرتا ہے۔[2]

● اس شبہے کو جنم دینے والی بنیادی وجہ یہ ہے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنی کتابوں کے اندر بعض مقامات میں جنوں کا انسانوں کے ساتھ پیش آنے والے بعض احوال و معاملات زیر بحث لائے ہیں۔ لیکن انھوں نے جائز امور میں جنات سے مدد لینے کے تعلق سے کوئی شرعی حکم ذکر نہیں کیا، بلکہ کچھ مبہم سی قابلِ احتمال بات کہہ کر گزر گیے ہیں۔ جہاں تک استعانہ بالجن کی تحریم پر ان کے بیانات کا تعلق ہے، تو وہ بہت زیادہ ہیں، اور صراحت کے ساتھ حرمت پر دلالت کرتے ہیں، اور ان میں سے کچھ کا ذکر گزشتہ تحریروں میں ہو چکا ہے۔

[1] مجموع الفتاویٰ (۲۷/۳۹۰-۳۹۱)

[2] دیکھئے: علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب کلام کے سلسلے میں سعودی دائمی افتاء کمیٹی کا فتویٰ۔ رقم: (۱۸۲۵۵)

● جو شخص شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تحریروں کو عدل وانصاف کی نظر سے دیکھے گا تو اسے ذرا بھی شک نہیں ہوگا کہ وہ جنوں سے مدد طلب کرنے کی حرمت کا ہی موقف رکھتے ہیں۔ اور ایسے شرکیہ افعال انجام دینے والوں پر سخت نکیر بھی کرتے ہیں، جیسا کہ متعدد وجوہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔

● **اول**: صرف جنوں کو پاس بلانا ہی شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک حرام کام ہے، پھر جنوں سے مدد مانگنے کا جواز ان کی طرف کیسے منسوب کیا جا سکتا ہے؟ اور یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ جنوں سے مدد طلب کرنا، مریضوں کے جسم پر انھیں سوار کرنا، انھیں ایسے ڈاکٹر اور خیر اندیش کے طور پر تسلیم کرنا کہ سرے سے ان کی رائے سے انحراف نہ کیا جائے، وہ اگر مرض کی تشخیص کر دیں تو ان کی مخالفت نہ کی جائے، وغیرہ جیسی واہیات باتوں کو کیا شیخ الاسلام جائز سمجھتے تھے؟!

● شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ضروری نہیں کہ ہر وہ سبب جسے انسان اختیار کر کے اپنی ضرورت پوری کرلے مشروع ہی ہو، بلکہ مباح ہونا بھی ضروری نہیں، مشروع تو اس وقت ہوگا جب اس کی مصلحت (اچھائی) فساد (خرابی) پر غالب ہو، لیکن اگر فساد ہی کا غلبہ ہو تو وہ عمل مشروع نہیں بلکہ ممنوع اور حرام ہوگا، بھلے ہی اس سے کچھ فائدہ حاصل ہو۔ جادو کو حرام قرار دینا اسی قبیل سے ہے باوجود یکہ اس میں کچھ تاثیر اور اس سے بعض ضروریات کی تکمیل بھی ہوتی ہے۔ اسی قبیل سے ستاروں کی پوجا کرنا، ان سے مرادیں مانگنا اور جنات کو حاضر کرنا بھی ہے۔ اسی طرح کہانت، قرعہ کے تیروں کے ذریعہ فال گیری کرنا اور انواع و اقسام کی خرافاتیں وغیرہ جو شرعاً حرام اور ناجائز ہیں، اسی قبیل سے ہیں، باوجود کہ ان میں بسا اوقات کچھ فائدہ اور تاثیر بھی نظر آتی ہے۔[1]

● **دوم**: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا یہ موقف ہے کہ جو شخص جنوں سے غیب کی خبر طلب کرے، اس کا شمار بھی کاہنوں کے زمرے میں ہوگا۔ کاہن کا جنوں سے مدد طلب کرنے سے کیا تعلق ہے؟ اس کا بیان پیچھے گزر چکا ہے اور اس سے متعلق شیخ الاسلام رحمہ اللہ اور دیگر علماء کرام کے اقوال کو ذکر کیا جا چکا ہے۔

[1] مجموع الفتاویٰ (۲۷/۱۷۷)

● شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے اقوال میں سے یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ: کاہنوں اور ان جیسے لوگوں کی خبروں میں سچائی کی بہ نسبت دروغ ہی زیادہ تر ہوتا ہے، اور یہی معاملہ ہے ہر اس شخص کا جو غیبی امور بتلانے کا عادی ہو، لہٰذا جنات کی خبروں کو بھی لازمی طور پر جھٹلا دینا چاہیے، کیوں کہ جو شخص بھی جنات سے غیب کی خبریں پوچھے گا اس کا شمار بھی کاہنوں میں سے ہوگا۔ اور یہ جنات اسے جھوٹی خبریں بتاتے ہیں۔ گرچہ ان کی بعض باتیں سچ ہوتی ہیں۔ [1]

● شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں کہ: یہی وجہ ہے کہ جو لوگ جنوں کی خبروں پر اعتماد کرتے ہیں، ان کا جھوٹ سچائی کی بہ نسبت کہیں زیادہ ہوتا ہے۔ [2]

سوم: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا ماننا ہے کہ جنوں کو مسخر کرنا اور ان سے بلا عوض کام لینا ممکن نہیں اور عوض دے کر بھی ان سے کام لینا حرام ہے، خواہ ان کے درمیان طے شدہ عوض جائز ہو یا حرام۔

● شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں: پس جنات غیب کی خبریں اسی شرط پر بتلاتے ہیں کہ انھیں انسانوں سے کچھ فائدہ حاصل ہو، اور انسان انھیں بعض وہ چیز دے جو جنات چاہتا ہے۔ مثلاً یا تو وہ شرک کرے، یا زنا کرے، یا حرام مال کھائے یا ناحق کسی کو قتل کرے۔ [3]

● نیز وہ ایک دوسرے مقام پر رقمطراز ہیں کہ: جو اختیار اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو عطا کیا تھا وہ دیگر جن وانس کی قدرت واستطاعت سے بالاتر ہے، کیوں کہ کسی کے بس کی بات نہیں کہ جنوں کو مطلق طور پر اپنی اطاعت وفرمانبرداری کے لیے مسخر کر لے، یا کسی جن سے بلا معاوضہ کوئی کام لے لے، پھر یہ معاوضہ یا تو کسی مذموم عمل کی شکل میں ہوگا جسے جن پسند کرتے ہوں۔ یا ایسے الفاظ کی شکل میں ہوگا جن سے شیاطین اس کے تابع ہو جاتے ہیں۔ مثلا: ان کے نام کی قسمیں کھانا اور منتر پڑھنا وغیرہ۔ چنانچہ جن بھی

---

[1] النبوات (۲/۹۹۷)

[2] مجموع الفتاویٰ (۳۵/۱۱٦)

[3] مجموع الفتاویٰ (۱۳/۸۲-۸۳)

ایک دوسرے کے ماتحت ہوتے ہیں، سو بعض جن اپنے بڑوں کی اطاعت بجالاتے ہوئے بعض انسانوں کی خدمت کرتے ہیں، ویسے ہی جیسے بعض انسانوں کو اپنے بادشاہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے کچھ ایسے لوگوں کی بھی خدمت کرنی پڑتی ہے جن کی خدمت کرنا انھیں گوارہ نہیں ہوتا، اور بسا اوقات وہ بادشاہ کے عہد و پیمان سے دست کش ہو کر اس کی اطاعت کرنا چھوڑ دیتے ہیں اور کبھی اسے مار بھی ڈالتے ہیں، یا لاچار کر دیتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح کتنے ایسے لوگ ہیں جنہیں جنوں نے مار ڈالا ہے۔[1]

- شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: جن و انس نے ایک دوسرے سے فائدہ حاصل کیا، جنوں نے انسانوں سے اور انسانوں نے جنوں سے، بہت سارے کام لیے، اور ہر ایک نے دوسروں کی مقصد براری کی خاطر کام کیے، جادو اور کہانت بھی اسی قبیل سے ہے۔[2]

- شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ آگے فرماتے ہیں کہ: بعض لوگ دال کے وسیلے سے جنوں کا تقرب حاصل کرتے ہیں، بایں طور کہ دال پکا کر اسے بیت الخلاء میں رکھ دیتے ہیں یا پھینک دیتے ہیں، پھر ان سے مرادیں مانگتے ہیں، یہی کام حمام وغیرہ میں بھی کرتے ہیں، جو کہ ''جِبْــــــت'' (جس کا اطلاق بت، جادوگر اور کاہن وغیرہ پر کیا جاتا ہے) اور ''طاغوت'' (ہر وہ عبادت جو اللہ کے علاوہ کی جائے. مثلاً جنوں کی، یا انسانوں کی یا بتوں کی) پر ایمان لانے کے قبیل سے ہے۔[3]

- تو معلوم ہوا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ جنوں کو معاوضہ دینے کے قائل نہیں ہیں بلکہ انھوں نے اسے جبت اور طاغوت پر ایمان لانے کے قبیل سے شمار کیا ہے۔ اگر چہ وہ چیز دال جیسی اشیاء کی طرح مباح ہی کیوں نہ ہو، اور شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے اس قول میں ان لوگوں کے لیے منہ توڑ جواب موجود ہے، جو لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ جنوں سے کام لینے کو اس وقت ممنوع قرار دیتے ہیں جب وہ کام حرام معاوضہ کے ذریعہ ہو۔

[1] النبوات (۲/۱۰۱۵)

[2] النبوات (۲/۸۳۰)

[3] مجموع الفتاویٰ (۲۷/۲۳)

چھارم : شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا یہ بھی نظریہ ہے کہ ہر وہ وسیلہ جس کا کنکشن جنوں سے جا کر ملتا ہو، وہ حرام ہے، اور ان سے تعلق رکھنے والوں کے حالات شیطانوں جیسے ہیں۔

- شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ بعض بدعتی عناصر کے دعووں کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: یہ شیطانی روحیں وہی روح ہے جن کے بارے میں ''فتوحات مکیہ'' کے مؤلف کا دعویٰ ہے کہ اسی روح نے اس پر مذکورہ کتاب کا القاء والہام کیا، اور اسی وجہ سے وہ مخصوص خوردنی اشیاء اور معین چیزوں کے ساتھ متنوع خلوتوں کا ذکر کرتا ہے، اور یہی خلوتیں انسان کے لیے جن وشیاطین کے ساتھ تعلقات قائم کرنے کا دروازہ کھولتی ہیں، جنھیں لوگ اولیاء کی کرامات شمار کرتے ہیں، جب کہ یہ سب شیطانی احوال وکوائف ہیں۔[1]

- **پنجم**: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا موقف یہ بھی ہے کہ جنوں کا استعمال مافوق الفطرت افعال کو انجام دینے کے لیے کرنا خواہ یہ طاعت وعبادت کے لیے ہی کیوں نہ ہو، جادوگروں اور کاہنوں کے اعمال کے قبیل سے ہے۔

- نیز وہ فرماتے ہیں کہ: جنّ بہت سے لوگوں کو دور دراز علاقے جیسے عرفات یا اس جیسے دیگر مقامات کی طرف اٹھا لے جاتے ہیں، جس کے سبب ان میں سے کوئی شخص اپنے آپ کو کبھی ایسا پاتا ہے کہ دوسرے شہر میں اسے جنات نے پہونچا دیا ہو، اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ خود جن اس کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ چاہے جو بھی ہو جائے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے والے وہ اولیاء نہیں ہیں جن کے ہاتھوں پر کرامات ظاہر ہوتی ہیں، بلکہ یہ کافروں اور بدکرداروں میں سے ہوتے ہیں، اور مجھے اس طرح کے بہت سے واقعات کا علم ہے جن کی تفصیل کا سردست موقع نہیں۔ مشرکین اور نصرانیوں کے یہاں تو اس قسم کی خرافات بھری پڑی ہیں، جنہیں وہ انبیاء کے معجزے شمار کرتے ہیں۔ جب کہ یہ جادوگروں اور کاہنوں کی گمراہیوں کے ہم جنس ہیں۔[2]

---

[1] مجموع الفتاویٰ (۱۱/۲۳۹)

[2] الجواب الصحيح لمن بدل دين المسيح (۲/۳۳۱-۳۳۲)

- پھر بفرض محال اگر یہ مان بھی لیں کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ جنوں سے مدد طلب کرنے کو جائز قرار دینے والوں میں سے ہیں۔تو حق اس بات کا حقدار ہے کہ اس کی اتباع کی جائے، معصوم تو صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول کا کلام ہے۔اور شیخ الاسلام رحمہ اللہ ہر چند کہ قدر و منزلت اور مقام و مرتبہ کے اعتبار سے فائق و بلند ہیں، لیکن ان کی باتوں کی صحت کے لیے دلیل کی ضرورت ہے نہ کہ ان کی باتیں خود دلیل ہیں۔
- جیسا کہ امام مالک بن انس رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: میں تو ایک انسان ہوں مجھ سے غلطی بھی ہوتی ہے اور نہیں بھی ہوتی ہے، لہذا تم میری آراء کو جانچ پرکھ لو، اور جب وہ کتاب وسنت کے موافق ہوں تو انھیں لے لو، اور جب کبھی کتاب وسنت کے برخلاف ہوں تو انھیں ترک کر دو۔[1]

---

[1] جامع بيان العلم و فضله لابن عبدالبر (۱/۷۷۵)

چھٹی فصل

نظرِ بد

پھلی بحث: نظرِ بد کا لگنا حق ہے

- علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے نظرِ بد کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ: یہ ایسے تیر ہیں جو حاسد اور بُری نظر لگانے والے کی طبیعت ومزاج سے نکلتے ہیں، جن سے وہ حسد کرتا ہے اور جنہیں نظرِ بد کرنا چاہتا ہے، یہ تیر ان کی طرف جاتا ہے۔ تو کبھی یہ تیر نشانے پر لگتے ہیں اور کبھی خطا کر جاتے ہیں۔ بے شک یہ تیر نشانے پر اس حال میں لگتے ہیں کہ جب آدمی نہتا ہو، اس کے پاس بچاؤ کا کوئی ذریعہ نہ ہو[1] تو یقیناً اس پر اثر انداز ہوتے ہیں، اور اگر نشانے پر لگ بھی جائیں، لیکن وہ شخص چوکنا محتاط ہو، اسلحہ بند ہو اور اس میں تیر لگنے کی کوئی جگہ نہ ہو تو وہ تیر اثر انداز نہیں ہو پاتے ہیں، اور کبھی تو نظرِ بد کے یہ تیر الٹا خود اسی پر وار کر دیتے ہیں۔ اور یہ عمل ظاہری تیر اندازی جیسا ہی ہے، بس فرق اتنا ہے کہ یہ تیر دلوں، روحوں پر وار کرتے ہیں اور وہ جسموں اور اشخاص پر۔[2]

---

[1] یعنی اذکار شرعیہ کے ذریعہ حفاظتی تدابیر نہ کیا ہو۔

[2] زاد المعاد (۱۵۴/۴)

● نظرِ بد کی تاثیر کتاب وسنت اور اجماعِ امت سے ثابت ہے، اس سے حفاظت کے پیش نظر مسلمانوں کے لیے مشروع کیا گیا ہے کہ روزانہ دسیوں مرتبہ اس کے شر سے پناہ طلب کرے، جیسا کہ سورۂ فلق میں ہے:﴿وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ﴾ ترجمہ: اور میں پناہ مانگتا ہوں حسد کرنے والے کی بُرائی سے جب وہ حسد کرے، یہی وہ سورہ ہے جس کو مسلمان صبح وشام کے اذکار، نمازوں کے بعد اور دیگر اوقات میں پڑھتے ہیں۔

● اسی طرح مسلمانوں کے لیے یہ بھی مشروع اور جائز ہے کہ نظرِ بد لگ جانے کے بعد اس کا علاج کرائے، جس کی دلیل حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے وہ کہتی ہیں: ''أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَوْ أَمَرَ أَنْ يُسْتَرْقَى مِنَ الْعَيْنِ'' [1] رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ نظر بد لگ جانے کی وجہ سے دم کیا جائے۔

حضرتِ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے گھر میں ایک بچی کو دیکھا جس کے چہرے پر سُرخی اور پیلا پن کے آثار تھے۔[2] تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: إِسْتَرْقُوا لَهَا فَإِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ'' [3] اس پر دم کرو کیوں کہ اسے نظرِ بد لگی ہے۔

● نظرِ بد لوگوں پر غالب آ جانے والا وہ مرض ہے، جس کا نقصان کبھی کبھی وفات تک پہونچ جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرتِ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''أَكْثَرُ مَنْ يَمُوتُ مِنْ أُمَّتِي بَعْدَ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَ قَضَائِهِ وَ قَدَرِهِ بِالْأَنْفُسِ'' يَعْنِي الْعَيْنَ [4] میری امت میں کتاب اللہ، قضاء الٰہی اور تقدیر کے بعد سب سے زیادہ اموات نظرِ بد کی وجہ سے ہوں گی۔

حضرتِ جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اَلْعَيْنُ تُدْخِلُ الرَّجُلَ الْقَبْرَ، وَ الْجَمَلَ الْقِدْرَ [5] نظرِ بد آدمی کو قبر میں پہونچا دیتی ہے اور اونٹ کو ہانڈی میں داخل کر دیتی ہے۔

● یہ آنکھ جس سے ہم دیکھتے ہیں اس کا اثر نظرِ بد کے شکار پر نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ اثر تو اس حسد، پسندیدگی یا تعظیم کا ہوتا ہے جو نظرِ بد کرنے والے کے دل میں نظر زدہ کے تعلق سے ہوتی ہے۔[6]

---

[1] صحیح بخاری (۵۷۳۸)

[2] السفع: سیاہی اور پیلا پن۔ لسان العرب (۱۵۶/۸)　　[3] صحیح بخاری (۵۷۳۹)

[4] السنة لابن أبي عاصم (۳۱۱) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔(۷۴۷)

[5] الحلية لأبي نعيم (۹۰/۷) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔(۱۲۴۹)

[6] دیکھئے: فتح الباري لابن حجر (۲۰۰/۱۰-۲۰۱)

● **اسی وجہ سے بعض دفعہ صرف کسی آدمی کی خوبی بیان کر دینے سے اسے نظر لگ جاتی ہے۔**

حالانکہ بیان کرنے والا اسے دیکھ نہیں رہا ہے، جیسا کہ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے کہا: نظرِ بد لگانے والے کی نظر کی تاثیر دیکھنے پر موقوف نہیں ہے، بلکہ کبھی نظر لگانے والا نابینا ہوتا ہے، لیکن جب اس کے سامنے کسی چیز کی خوبی بیان کی جائے تو اس کا نفس اس میں اثر انداز ہو جاتا ہے اگر چہ وہ اس کو نہ دیکھے۔ اور بہت سے ایسے نظرِ بد لگانے والے بھی ہیں جو آدمی کو دیکھے بغیر صرف صفت بیان کر دینے سے نظرِ بد لگا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے کہا: ﴿ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴾ (القلم: ۵۱)[1]

ترجمہ: اور قریب ہے کہ کافر اپنی تیز نگاہوں سے آپ کو پھسلا دیں، جب کبھی قرآن سنتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں یہ تو ضرور دیوانہ ہے۔

● **ایک اہم نوٹ : اس میں کوئی شک نہیں کہ نظرِ بد برحق ہے لیکن نظرِ بد سے خوف کا وسوسہ اور ہر پریشانی و ناکامی اور بیماری کے لیے یہ جواز پیدا کر لینا کہ یہ نظرِ بد کے سبب ہے، یہ اپنے آپ میں خود ایک بیماری ہے جو بسا اوقات نظرِ بد کی بیماری سے کہیں زیادہ خطرناک ثابت ہوتی ہے۔**

اس بات پر ہمارا ایمان ہے کہ نظرِ بد مؤثر ہوتی ہے لیکن اس سے بڑھ کر ہمارا ایمان اس بات پر بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے اس سے بچاؤ کا مضبوط و مستحکم ذریعہ بنایا ہے جو ہمیں حاسدین کے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔ مثلاً: صبح و شام کے اذکار، ایمان کی قوت اور اللہ تعالیٰ پر توکل جس کا بیان گزر چکا ہے۔ اور اگر کوئی شخص بہ تقدیرِ الٰہی نظرِ بد کا شکار ہو جائے تو نبی ﷺ نے ہمارے لیے علاج اور دوا کی وضاحت فرما دی ہے جو اس مرض میں مبتلا شخص کے لیے شافی و کافی ہے۔

[1] زاد المعاد (۱۵۴-۱۵۳/۴)

دوسری بحث

نظرِ بد کا علاج

● اے میرے مسلمان بھائی! نظرِ بد اور حسد کے علاج کا طریقہ آپ کے سامنے پیش خدمت ہے۔

نظرِ بد اور حسد کے علاج کے دو طریقے ہیں:

پہلا طریقہ: اگر اس شخص کا علم نہ ہو سکے جس نے نظر لگائی ہے تو شرعی رقیہ (جھاڑ پھونک) طبِّ نبوی اور جائز تجربہ سے اس کے علاج کا مفصل طریقہ پہلے بتایا جا چکا ہے۔

دوسرا طریقہ: جس نے نظر لگائی ہے اگر اس کے بارے میں علم ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ نظر لگانے والا اعضاء وضو کو پانی سے دھوئے گا پھر اسی پانی سے نظر زدہ شخص غسل کرے گا۔

● ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے کہا کہ: جب نظر لگانے والے کی پہچان نہ ہو سکے تو نظرِ بد کی وجہ سے دم کیا جائے گا اور جب نظر لگانے والے کی پہچان ہو جائے تو اس حالت میں اسے وضو کا حکم دیا جائے گا۔[1]

● ایک حدیث میں ہے کہ حضرتِ سہل بن حنیف سفید رنگ اور خوبصورت جسم کے مالک تھے، وہ ایک مرتبہ غسل کر رہے تھے کہ ان کے قریب سے عامر بن ربیعہ کا گزر ہوا، انھوں نے یہ کہہ دیا کہ آج کے دن

---

[1] التمهيد (٢/٢٦٩)

کے مانند میں نے کوئی دن نہیں دیکھا اور نہ ہی کسی کنواری لڑکی کی طرح اتنا خوبصورت جسم[1]، بس اتنا سننا تھا کہ حضرتِ سہل بن حنیف (نظر بد لگنے کی وجہ سے) زمین پر گر پڑے[2]، تو انھیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا اور کہا گیا کہ آپ سہل بن حنیف کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ اللہ کی قسم! وہ سر نہیں اٹھا پا رہے ہیں، تو آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ تم کس پر اس (نظرِ بد) کا الزام دیتے ہو؟ تو لوگوں نے عامر بن ربیعہ کا نام لیا۔ پس آپ ﷺ نے عامر بن ربیعہ کو بُلایا اور ان پر غصہ کرتے ہوئے فرمایا کہ: کس وجہ سے تم میں کا ایک آدمی اپنے بھائی کو قتل کرنا چاہتا ہے؟ جب تو نے ایسی چیز دیکھی جو تجھے اچھی لگی تو تو نے برکت کی دعا کیوں نہیں کی؟ پھر آپ ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ سہل کے لیے غسل کرو۔ چنانچہ انھوں نے اپنا چہرہ، دونوں ہاتھ، کہنیاں، گھٹنے، اپنے قدموں کے اطراف اور ازار کے اندرونی [3] حصے کو ایک برتن میں دھویا۔ پھر اس پورے پانی کو سہل بن حنیف پر انڈیل دیا گیا۔ تو سہل بن حنیف تندرست ہو گیے اور لوگوں کے ساتھ واپس گیے اور انھیں کوئی تکلیف نہ رہی۔[4]

- جان لو اے میرے مسلمان بھائی کہ! جو کچھ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ میں آیا ہے ہم اسے بلا شک وشبہ قبول کرتے ہیں، اور مذکورہ حدیث میں اس نبی کی بات ہے جو اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے، وہ وہی کہتے ہیں جو ان کی طرف وحی کی جاتی ہے، تجربہ اسے تقویت دیتا ہے اور مشاہدہ ومعائنہ بھی اس کی تصدیق کرتا ہے۔ جیسا کہ اس قصہ میں ہے اور لوگوں کے اس طرح کے بہت سارے واقعات ہیں۔[5]

---

[1] المخبأة: غیر شادی شدہ بچی جو اپنے کجاوہ یا گھر میں با پردہ محفوظ رہتی ہے۔ النهاية في غريب الحديث (٣/٢)

[2] لبط: نظرِ بد کی وجہ سے گر پڑے۔ فتح البارى للحافظ ابن حجر (٢٠٤/١٠)

[3] ازار کا وہ حصہ جو جسم سے متصل ہو۔ مقصود یہ ہے کہ ازار کا جو حصہ جسم سے لگا ہوا ہے اسے برتن میں دھویا جائے، اور جن لوگوں نے کہا کہ یہ شرمگاہ کو دھونے سے کنایہ ہے، تو یہ بالکل صحیح نہیں ہے۔ دیکھئے: المسالك فى شرح الموطأ (٤٣٢/٧)

[4] مؤطا امام مالک (٩٣٩/٢) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے مشكاة المصابيح میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (٤٥٦٢)

[5] دیکھئے: فتح الباری (٢٠٤/١٠-٢٠٥)

● **اس حدیث کے کچھ اہم فائدے ہیں:**

● **پہلا:** نظرِ بد نیک اور صالح انسان کی بھی لگتی ہے، اور بسا اوقات بغیر قصد و ارادہ کے قریبی دوست کی بھی نظر لگ جاتی ہے، جیسا کہ صحابی جلیل حضرتِ عامر بن ربیعہ کی نظر حضرت سہل بن حنیف کو لگ گئی تھی۔ [1]

● **دوسرا:** مسلمان کو ہمیشہ اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ وہ اپنی یا اپنے بھائی کی جان و مال کی ہلاکت و بربادی کا سبب نہ بنے، چاہے وہ شعوری طور پر ہو یا غیر شعوری طور پر۔ اگر وہ اپنے یا اپنے بھائی کے اندر کوئی پسندیدہ چیز کو دیکھے تو اس کے حق میں برکت کی دعا کرے، کیوں کہ یہ نظرِ بد کے شر سے حفاظت اور بچاؤ کا مضبوط ذریعہ ہے۔ اور اسی طرح وہ کہے: اللہ تعالی تیرے مال میں برکت دے یا یہ کہے کہ: اے اللہ! فلاں کے مال میں برکت عطا فرما، اگر اسے اپنے بھائی کا مال اچھا لگے۔ اور اسی طرح اگر اس کی گاڑی اچھی لگے تو کہے: اے اللہ! فلاں کی گاڑی میں برکت دے۔

کیوں کہ نبی ﷺ نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ: إِذَا رَأَىٰ أَحَدُكُمْ مِنْ نَفْسِهِ وَ أَخِيهِ مَا يُعْجِبُهُ فَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ؛ فَإِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ [2] جب تم میں سے کوئی اپنے اور اپنے بھائی کے اندر کوئی ایسی چیز دیکھے جو اسے اچھی لگے تو برکت کی دعا کرے کیوں کہ نظرِ بد کا لگنا حق ہے۔

● **تیسرا:** اگر کسی سے وضو اور غسل کا پانی طلب کیا جائے اس کا مطلب یہ نہیں کہ اسے مطعون کیا جا رہا ہے یا اس کی عزت میں کمی ہو رہی ہے۔ کیوں کہ وہ اللہ کے نزدیک صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے بہتر نہیں ہوسکتا ہے۔ لہذا اس کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ تنگ دل ہو یا ناراض ہو، بلکہ اس پر یہ ضروری ہے کہ اللہ کی اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرے اور اپنے مسلمان بھائی کی جان بچانے کی کوشش کرے۔ حضرتِ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اَلْعَيْنُ حَقٌّ، وَلَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابِقُ الْقَدَرِ سَبَقَتْهُ الْعَيْنُ، وَ إِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَاغْسِلُوا [3] نظرِ بد کا لگنا حق ہے اور اگر کوئی چیز تقدیر پر غالب آتی تو وہ نظرِ بد ہوتی، پس جب تم سے غسل کرنے کو کہا جائے تو تم غسل کرلو۔

---

[1] دیکھئے: فتح الباری (۱۰/۲۰۵)

[2] مستدرك حاكم (۷۴۹۹) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۲۵۷۲)

[3] صحیح مسلم (۲۱۸۸)

● **چوتھا: نظرِ بد لگانے والے کے غسل کا طریقہ** یہ ہے کہ وہ اپنا چہرہ، دونوں ہاتھ، دونوں کہنیاں، دونوں گھٹنے، اپنے قدموں کے اطراف اور اپنے ازار (تہبند) کے اندرونی حصے کو ایک برتن میں دھوئے، پھر اس پانی کو نظر زدہ شخص پر ڈالا جائے، اور جس نے یہ کہا کہ برتن کو زمین پر نہ رکھا جائے اور ایسے ویسے غسل کیا جائے تو یہ خود کی رائے اور غیر شرعی اضافہ ہے جس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔[1]

● **ایک مسئلہ: اگر ہم نظرِ بد لگانے والے شخص کے وضو کا پانی نہ لے سکیں:**

علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ نے کہا کہ: اس کے لیے ایک دوسرا طریقہ ہے اور اس پر کوئی اعتراض بھی نہیں ہے، وہ یہ ہے کہ نظرِ بد لگانے والے شخص کے جسم سے لگے ہوئے کپڑے کا کچھ حصہ لے لیا جائے یعنی وہ کپڑا جو اس کے جسم کو چھوا ہو جیسے کُرتا، ٹوپی اور پاجامہ وغیرہ یا جس مٹی پر وہ چلا ہوا سے لے لیا جائے، بشرطیکہ وہ مٹی گیلی ہو[2] اور اس پر پانی انڈیل دیا جائے جس سے نظر زدہ شخص اپنے جسم پر چھڑکاؤ کرے گا یا اسے پی جائے گا۔ اور یہ ایک مجرب عمل ہے۔[3]

● میں کہتا ہوں کہ یہ طریقہ اللہ کی توفیق سے نہایت ہی مفید ہے، خاص طور سے اس وقت جب نظرِ بد لگانے والے شخص کے وضو کا پانی ملنا دشوار ہو، لیکن اگر نظرِ بد قوی ہو یا پُرانی ہو تو بہتر ہے کہ چند دنوں تک نظر زدہ شخص کو نظر لگانے والے شخص کے اثر (یعنی عائن کے جسم کو چھو جانے والی چیز) سے مسلسل غسل کرایا جائے، بایں طور کہ نظر زدہ شخص اس میں سے کچھ پانی اپنے پاس بچائے رکھے، اور اسی طرح یہ طریقہ بھی بہتر ہے کہ ایک سے زائد چیزیں استعمال کی جائیں جیسے کہ نظرِ بد لگانے والے کے مشروب کا کچھ حصہ لے لیا جائے، اس کے کچھ کپڑے دھولئے جائیں اور اسی طرح سے بھیگے ہوئے رومال سے اس جگہ کو پوچھ لیا جائے جس جگہ کو نظرِ بد لگانے والے کے ہاتھ کی نمی یا اس کی انگلیوں نے چھوا ہو۔

---

[1] دیکھئے: المسالك شرح موطأ امام مالك (۷/۴۳۷)

[2] اس سے شیخ کا مقصد یہ ہے کہ نظر لگانے والا ننگے پاؤں ہو۔ اور اس کا پاؤں نمی والی زمین کو چھولے تو زمین پر نشان پڑ جائے گا۔

[3] القول المفيد (۱/۱۹۶)

ساتویں فصل

جــادو

پهلی بحث: جادوکرنے کا گناہ

دوسری بحث: جادوگر کی نشانیاں

تیسری بحث: جادوزدہ شخص کا علاج اور جادو ختم کرنے کا طریقہ

چوتھی بحث: جادوکو تلاشنے کے طریقے

پانچویں بحث: بار بار جادو کا لگنا اور اس سے بچاؤ کا طریقہ

پہلی بحث

جادوکرنے کا گناہ

- **فقہاء کی اصطلاح میں:** جادووہ گرہ، دَم اور الفاظ ہیں جن کو جادوگر پڑھتا یا لکھتا ہے، یا مسحور کے جسم، عقل یا دل کو بلاواسطہ متاثر کردیتا ہے۔[1]
- جادوانتہائی گھناؤنا جرم اور اکبرالکبائر میں سے ہے، نیز اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر بھی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ﴾ (البقرة:۱۰۲)

ترجمہ: اور اس چیز کے پیچھے لگ گیے جس سے شیاطین سلیمان علیہ السلام کی حکومت میں پڑھا کرتے تھے۔ سلیمان علیہ السلام نے تو کفر نہ کیا تھا، بلکہ یہ کفر شیطان کا تھا، وہ لوگوں کو جادوسکھایا کرتے تھے، اور بابل میں ہاروت ماروت دوفرشتوں پر جو اُتارا گیا تھا، وہ دونوں بھی کسی شخص کو اس وقت تک نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں تو کفر نہ کر۔

حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ: سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو، صحابۂ کرام نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! وہ کون سے گناہ ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادوکرنا، ناحق کسی کی جان لینا جو اللہ نے حرام کیا ہے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جنگ کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگنا اور پاک دامن غافل مومنہ عورتوں پر تہمت لگانا۔[2]

---

[1] المغنی لابن قدامة (۹/۲۸)

[2] صحیح بخاری (۲۷۶۶) صحیح مسلم (۸۹)

- اے میرے مسلمان بھائی! ذرا غور کرو کہ اللہ کے نبی ﷺ نے اس حدیث میں جادو کو شرک کے فوراً بعد اور قتل جیسے خطرناک گناہ سے پہلے کیوں ذکر کیا ہے؟ تاکہ پتہ چلے کہ جادو کا گناہ کس قدر عظیم اور اس کا جرم کتنا سنگین ہے کیوں کہ اس کا نقصان صرف جادوگر تک ہی محدود نہیں رہتا ہے بلکہ پورا معاشرہ اس کی زد میں آجاتا ہے، اسی جادو کی وجہ سے کتنے گھر تباہ ہوگیے، کتنے خاندان بکھر گیے اور کتنے ایسے میاں بیوی ہیں جو آپس میں میل ومحبت سے رہتے تھے لیکن جادو نے ان کے درمیان جدائی اور نفرت پیدا کرادی اور کتنے صحت مند مضبوط جسم والے لوگ جادو میں مبتلا ہو کر نفسیات کی دوائیں کھانے پر مجبور ہوگیے اور بسا اوقات تو ایسی خطرناک بیماری لاحق ہو جاتی ہے کہ انسان شہروں اور ہسپتالوں کا چکر لگاتا رہتا ہے اور اسے پتہ تک نہیں ہوتا کہ ہوا کیا ہے۔
- یقیناً جادو مال واولاد کی ہلاکت اور کبھی کبھی قتل کا سبب بن جاتا ہے۔ اسی وجہ سے جادوگروں کے پاس آنے والے شخص کے سلسلہ میں سخت وعید آئی ہے، تو پھر جادو کرنے والے کا انجام کتنا بھیانک ہوگا؟

چنانچہ حضرتِ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص فال نکالے یا جس کے لیے فال نکالی جائے، جو کہانت کا پیشہ اختیار کرے یا کاہن کے پاس جائے، یا جو جادو کرے یا جادو کروائے، یا جو گرہ لگائے یا گرہ لگوائے وہ ہم میں سے نہیں ہے، اور جو شخص کاہن کے پاس جائے اور اس کی بات کی تصدیق کرے تو اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والے دین کا انکار کیا۔[1]

نبی کریم ﷺ کی بعض ازواجِ مطہرات سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: مَنْ أَتَىٰ عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةُ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً[2] جو شخص کسی نجومی کے پاس آئے اور اس سے کسی چیز کی بابت سوال کرے تو چالیس دنوں تک اس کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔

- **ان تمام ادلۂ شرعیہ سے چند مسائل مستنبط ہوتے ہیں، جو درج ذیل ہیں:**

اول- جادوگروں کے پاس جانا اور ان سے علاج کروانا حرام ہے، گرچہ حالت نہایت سنگین ہی

[1] البزار (۳۵۷۸) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الاحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۲۱۹۵)

[2] صحیح مسلم (۲۲۳۰)

کیوں نہ ہو۔اسی طرح سے جادوگروں کے پاس خیر کی نیت سے جانا یا جادو کو ختم کرانے کے لیے جانا سب حرام ہے کیونکہ یہ جادوگر مجرم اور شیطانوں کے پجاری ہوتے ہیں، جو بھی ان کا سہارا لیتا اور ان پر بھروسہ کرتا ان کی دقت و پریشانی اور بڑھ جاتی ہے۔ارشاد ربانی ہے:﴿ وَاَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا﴾ (الجن:٦) ترجمہ: انسانوں میں سے بعض افراد جنوں میں سے بعض افراد سے استعاذہ کرتے تھے تو وہ سرکشی میں اور بڑھ گیے۔

- علامہ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اس مسئلہ میں اس تحقیق سے عدول نہیں کر سکتے کہ جادو کا علاج اگر قرآن سے ہو جیسے معوذتین، آیۃ الکرسی، اسی طرح سے وہ آیاتِ قرآنی جن سے رقیہ کرنا جائز ہے تو اس میں کوئی ممانعت نہیں ہے، اور اگر جادو کا علاج جادو سے ہو، یا عجمی الفاظ سے ہو، یا ایسے الفاظ سے ہو جن کا معنی سمجھ میں نہ آتا ہو یا کسی ناجائز طریقے سے ہو تو یہ ممنوع ہے۔[1]

● دوم- جادو کا وجود، اس کی حقیقت اور انسان پر اس کا اثر:

- امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جادو ثابت ہے، اور اس کی حقیقت موجود ہے، بعض رومی حضرات، اہل فارس، اہل ہند اور عرب کی اکثر قومیں جادو کے اثبات کی قائل ہیں۔ اور یہ دنیا کے بہترین لوگ اور سب سے زیادہ علم وحکمت والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾ (البقرۃ:١٠٢) ترجمہ: وہ لوگوں کو جادو سکھلاتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس جادو سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ﴾ (الفلق:٤) ترجمہ: گرہ میں پھونک مارنے والیوں کی شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور اس سلسلہ میں نبی ﷺ کی بہت سی احادیث موجود ہیں جن کا انکار وہی شخص کر سکتا ہے جو عینی مشاہدے کا انکار کر دے۔ فقہا نے بھی جادوگر کی سزا کے تعلق سے فروعی مسائل بیان کیے ہیں اور جس کی کوئی اصل نہ ہو وہ شہرت کے اس مقام تک نہیں پہنچ سکتا۔ لہذا جادو کی نفی کرنا جہالت ہے اور اس کی نفی کرنے والے کو جواب دینا بے فائدہ ہے۔[2]

---

[1] أضواء البيان (٤/٥٧)

[2] أعلام الحديث للخطابي (٢/١٥٠٠-١٥٠١)

● امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ دلوں میں جادو کی تاثیر ہوتی ہے، جادو کی وجہ سے دلوں میں محبت، بغض اور مختلف قسم کی بُرائیاں جنم لے لیتی ہیں، یہاں تک کہ جادوگر مصیبت و پریشانی اور بڑی بیماریوں میں مبتلا کرکے شوہر و بیوی کے درمیان نفرت پیدا کر دیتا ہے اور دونوں کو ایک دوسرے سے جُدا کر دیتا ہے۔ یہ تمام چیزیں مشاہدے میں پائی گئی ہیں، اس کا انکار کوئی ہٹ دھرم اور ضدی ہی کر سکتا ہے۔[1]

● جادو کے وجود، اس کی حقیقت اور انسان پر اس کے اثر انداز ہونے پر ہمارا ایمان ہونا چاہیے ساتھ ہی ساتھ اس بات پر بھی ایمان ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کی حفاظت کرتا ہے اگر وہ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرے، اس پر توکل کرے، اس کے حکم کی تابعداری کرے اور جادوگروں کی تکلیف سے چھٹکارا پانے کے لیے شرعی اسباب اختیار کرے۔ اور اگر وہ جادو کی بلا میں مبتلا بھی ہو جائے تو یہ بھی ان امراض و آفات کی طرح ہیں، جو انسان کو اللہ کی قضاء وقدر سے پہونچتے ہیں: جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ (البقرۃ:١٠٢) ترجمہ: وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر کسی کو کچھ بھی نقصان نہیں پہونچا سکتے ہیں۔

● علامہ عبدالرحمٰن سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: یہ اور ان جیسی آیتوں سے پتہ چلتا ہے کہ اسباب تاثیر میں چاہے کتنے ہی قوی کیوں نہ ہوں لیکن وہ اللہ کی قضاء وقدر کے تابع ہیں۔ ان اسباب کی مستقل کوئی تاثیر نہیں ہوتی ہے۔[2]

---

[1] تفسیر القرطبی (٥٥/٢)

[2] تیسیر الکریم الرحمٰن (ص:٦١)

دوسری بحث

جادوگر کی نشانیاں

- بہت سے لوگ جادوگروں کے دامِ فریب میں پھنس جاتے ہیں اوران کے بارے میں تردد کا شکار رہتے ہیں،اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دینِ اسلام اورصحیح عقیدہ سے نابلد ہوتے ہیں، جادوگروں کی معرفت سے ناواقف ہوتے ہیں۔اوراس چیز سے بھی لاعلم ہوتے ہیں جو جادوگروں اور متبعین قرآن وسنت کے درمیان وجہ امتیاز ہے۔
- الحمدللہ شرکیہ جھاڑ پھونک کے بارے میں باتیں گزر چکی ہیں۔اس سلسلہ میں جادوگر کی شیطانی احوال اورجن راستوں پروہ چلتے ہیں ان سے بھی متنبہ کیا جاچکا ہے۔
- یہاں جادوگر کی نشانیوں کا ذکراس وجہ سے کیا جارہا ہے تاکہ مومنوں کے راستے اورمجرموں کے راستے واضح ہوجائیں۔اوروہ **نشانیاں یہ ہیں:**

۱- مریض سے اس کا نام،اس کی ماں کا نام اوراس کی تاریخ پیدائش کے بارے میں پوچھنا۔

۲- مریض کے راز اور بھید کی خبر دینا، غیب کی باتوں کے جاننے کا دعویٰ کرنا، جیسے کہ جادو کی جگہ کو بتانا، کس نے اسے جادو کیا ہے اور کس کی نظرِ بد اسے لگی ہے؟

۳- بیمار شخص کو تعویذ، گنڈے، دھاگے، پتھر اور دیگر چیزیں دینا تا کہ مریض ان چیزوں کو اپنے جسم پر لٹکائے یا اپنے تکیہ کے نیچے رکھے یا اپنے گھر میں دفن کرے یہ گمان کرتے ہوئے کہ ایسا کرنے سے شفاء ملے گی اور بلائیں دور ہو جائیں گی۔

۴- جھاڑ پھونک کے دوران جادوگر کبھی کبھی کچھ ایسے الفاظ بڑبڑاتا ہے، جو نہ سمجھے جاتے ہیں نہ سنے جاتے ہیں، یا قرآنی آیات پڑھتا ہے تو اس کے کچھ حصے کو حذف کر دیتا ہے، یا ان آیتوں کو الٹ پلٹ کر پڑھتا ہے۔ یعنی سورہ کے آخر سے شروع کرتا ہے اور ابتداء پر ختم کرتا ہے۔

۵- مریض کو کچھ ایسے اوراق اور تحریریں دیتا ہے جن میں ارقام، حروفِ مقطعات، ہندسہ کی شکلیں، لکیریں اور نا قابل فہم الفاظ ہوتے ہیں۔

۶- جادوگر جنوں پر غلبہ پانے، انہیں قتل کرنے، انھیں قید کرنے اور جکڑ دینے کا دعویٰ کرتا ہے، اور بسا اوقات یہ بھی دعویٰ کرتا ہے کہ فرشتے اس کی خدمت کرتے ہیں۔ نیک جن اور جنوں کے بادشاہ اس کی ماتحتی میں ہیں اور کبھی کبھی یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ وہ غیر موجود چیز سے بات کرتا ہے اور وہ اپنے ہاتھ سے عجیب وغریب قسم کی حرکتیں کرتا ہے گویا کہ وہ کسی چیز کو ہلا رہا ہو یا اسے کھینچ رہا ہو۔

۷- جادوگر مریض سے اس کے کپڑے، یا تصویریں یا اس کے بال اور ناخن مانگتا ہے۔

۸- جادوگر مریض سے جانور یا خاص قسم کا پرندہ ذبح کرنے کو کہتا ہے۔ جیسے کہ کالا مرغ یا سفید مینڈھا اور کبھی کبھی تو غیر اللہ کے لیے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے۔ یا ذبح کرنے والے کو اس بات کا حکم دیتا ہے کہ دورانِ ذبح وہ اپنا منہ نہ کھولے، اس سے اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ذبیحہ پر اللہ کا نام نہ لیا جائے، اسی طرح سے ذبح کرنے والے کو کبھی ذبیحہ کے خون سے غسل کرنے کا حکم دیتا ہے، پھر کسی خاص جگہ میں ذبیحہ کو دفن کرنے کا حکم دیتا ہے، جیسے کہ قبرستان اور ویران جگہیں۔ اور بسا اوقات ذبیحہ کو صدقہ کر دینے کا بھی حکم دیتا ہے۔

۹- علاج کے لیے نجاستوں اور گندگیوں کا استعمال کرنا، اور بعض اوقات تو مریض مکروہ اور بدبودار قسم کی دھونی لیتا ہے۔

۱۰- خارقِ عادات چیزیں انجام دینا جیسے اُسترے نگل لینا، اَنگارے پر چلنا یا ہانڈی اور مشکیزے کے اندر سے مزعومہ جادو نکالنا۔

۱۱- جادوگر دعویٰ کرتا ہے کہ وہ دور سے ہی مریض پر کچھ پڑھے بغیر علاج کی قدرت رکھتا ہے اگر چہ جھاڑ پھونک کرنے والا ایک ملک میں اور مریض کسی دوسرے ملک میں ہو، اس کا یہ دعویٰ ہے کہ اس طرح کا علاج مریض کی حقیقی یا وہمی صورت کو دھیان میں لا کر اور نیت و خیالات کے ذریعہ طاقت بھیج کر کیا جاتا ہے جو سودمند ہوتا ہے۔

۱۲- بیمار شخص کو چند اوراق دینا کہ وہ انھیں جلا دے یا ان کی دھونی لے۔

- جادوگروں کی یہ بعض مشہور ومعروف علامتیں بیان کی گئی ہیں تا کہ مسلمان ان سے چوکنا رہیں، اس کے علاوہ اور بھی بہت سی نشانیاں ہیں جنہیں دینی بصیرت، رقیہ شرعیہ کے حقیقی مسائل سے واقفیت رکھنے والے علمائے کرام سے پوچھ کر جانا جاسکتا ہے۔

تیسری بحث
جادوزدہ شخص کا علاج
اور جادو کو باطل اور ختم کرنے کا طریقہ

● اے میرے مسلمان بھائی! یہ بات جان لو کہ اگر تمام جن وانس مل کر تم کو کچھ نقصان پہونچانا چاہیں تو کچھ بھی نقصان نہیں پہونچا سکتے مگر جتنا اللہ نے تم پر لکھ دیا ہے، اسی طرح جادو بھی اللہ کی اجازتِ کونیہ قدریہ کے بغیر نہیں لگ سکتا۔﴿وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ (البقرۃ:۱۰۲) ترجمہ: وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر کسی کو کچھ بھی نقصان نہیں پہونچا سکتے ہیں۔ اور جادوگر اللہ تعالیٰ کی حقیر ترین مخلوق ہیں، ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے، اس لیے ایک موحد مسلمان کو ان سے ڈرنا نہیں چاہیے۔

چنانچہ حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے کاہنوں کے بارے میں دریافت کیا، تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ: ان کی کسی بات کا اعتبار نہیں، ان لوگوں نے کہا کہ: اے اللہ کے رسول ﷺ! بسا اوقات وہ ایسی باتیں بتاتے ہیں جو سچ ہوتی ہیں، تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”سچ بات وہ ہوتی ہے جسے جنات (فرشتوں سے) اچک لیتے ہیں، پھر اسے مرغی کے کٹ کٹ کرنے کی طرح (کاہنوں) کے کانوں میں ڈال دیتے ہیں اور یہ اس میں سو سے زیادہ جھوٹ ملا دیتے ہیں۔[1]

---

[1] صحیح بخاری (۷۵۶۱) صحیح مسلم (۲۲۲۸)

جادو کے علاج کی دو حالتیں ہیں:

● **پہلی حالت**: جادو کی جگہ معلوم نہ ہو اور نہ ہی اس کا پتہ چل سکے تو اس حالت میں علاج، اللہ تعالیٰ پر توکل، اس کی طرف رجوع، اس کے سامنے گریہ وزاری، کثرت سے اس کا ذکر، اس سے دعا و استغفار اور توبہ کے ذریعہ ہوگا، اسی طرح صدقہ اور اعمال صالحہ کو کرنا نیز شرعی جھاڑ پھونک کرنا، طبِ نبوی اور مباح علاج کو اپنانا بھی اس کا علاج ہے، جن کا بیان گزر چکا ہے۔

● **نہایت ہی عظیم ترین رقیہ جو جادوگروں کی جڑ ہی کاٹ دے، شیطانوں کو بھگا دے، ان کے گھروں اور قلعوں کو مسمار کردے اور وہ سورۃ البقرہ کی مسلسل تلاوت ہے۔**

چنانچہ حضرتِ ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: سورہ بقرہ کی تلاوت کرو کیوں کہ اس سے وابستگی میں برکت ہے اور اس کا ترک کردینا حسرت و ندامت کا باعث ہے۔ اور بطلۃ اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ حضرتِ معاویہ نے کہا: مجھے یہ بات پہونچی ہے کہ ''بَطَلَةٌ'' سے مراد ''سَحَرَةٌ'' یعنی جادوگر ہیں۔[1]

● مریض کو یہ میری نصیحت ہے کہ وہ اس عظیم سورہ کو پڑھتے وقت کثرت سے اپنے بدن پر دَم کرتے رہیں، وہ اس طرح کہ ہر ایک یا دو صفحہ پڑھ کر اپنے اوپر پھونک لے، کیوں کہ جادو کے منتروں کو ختم کرنے اور ان کی اذیت کو زائل کرنے میں رب کی مشیئت سے پھونک مارنے کی بڑی خاص تاثیر ہوتی ہے۔

● اسی طرح جادو کو زائل کرنے والے جھاڑ پھونک میں سے ایک بہت ہی نفع بخش رقیہ: کثرت سے معوذتین اور آیۃ الکرسی کا پڑھنا ہے۔

● ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: جادو کو ختم کرنے میں جو چیز استعمال کی جاتی ہے ان میں سب سے مفید اور نفع بخش وہ ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم پر کئے گیے جادو کو ختم کرنے کے لیے نازل کیا، اور وہ معوذتین ہیں۔ اور حدیث میں ہے کہ ''لَمْ يَتَعَوَّذِ الْمُتَعَوِّذُوْنَ بِمِثْلِهِمَا'' دَم کرنے والے ان

[1] صحیح مسلم (۸۰۴)

دونوں سورتوں سے بہتر کسی اور چیز سے دَم نہیں کر سکتے، اسی طرح آیۃ الکرسی کا پڑھنا بھی نفع بخش ہے کیوں کہ وہ شیطانوں کو بھگانے والی ہے۔[1]

● **دوسری حالت** : یہ ہے کہ جب جادو کا پتہ لگ جائے تو اس صورت میں اس پر معوذات کو پڑھا جائے گا، وہ مشیت الٰہی سے باطل اور زائل ہو جائے گا، یہ سب سے سریع اور بہتر علاج ہے اور ہر جادو کو ختم کرنے کا خاص طریقہ ہوتا ہے جیسا کہ آگے اس کا بیان آئے گا۔

● امام ابن قیم رحمہ اللہ جادو کے علاج کے طریقوں پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

ان میں سے ایک: - اور وہ سب سے بہتر اور جامع طریقہ ہے۔یعنی (جادو) کو نکالنا اور اسے ختم کر دینا، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے رب سے اس بارے میں سوال کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اس جانب راہنمائی کی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اسے کنویں سے نکالا تو پایا کہ یہ جادو کنگھی، بالوں اور نر کھجور کے خوشے میں تھا۔ جب آپ ﷺ نے اسے نکالا تو آپ کی پریشانی ختم ہو گئی اور آپ ایسے ہو گیے جیسے آپ کو کسی بندھن سے آزاد کیا گیا ہو، یہ جادو زدہ کے علاج کا عمدہ ترین طریقہ ہے اور بالکل ویسا ہی ہے جیسا کہ خبیث مادہ کو ختم کر دیا گیا ہو اور قےَ کے ذریعہ اسے جسم سے نکال دیا گیا ہو۔[2]

● **جادو کا پتہ لگ جانے کے بعد اس کو باطل اور ختم کرنے کا طریقہ:**

ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ جادو کو توڑنے سے پہلے اذکار شرعیہ سے لیس ہو، مثلاً: معوذات اور آیۃ الکرسی کا پڑھنا، اسی طرح اس کو چھونے سے پہلے دستانے پہننے کی نصیحت کی جائے کیوں کہ بعض جادوؤں میں نجاست ہوتی ہے اور بسا اوقات میڈیکل ماسک پہننے کی ضرورت ہوتی ہے۔

● **جادو کیے جانے کے اعتبار سے اس کی کئی قسمیں ہیں اور میرے مسلم بھائی جادو کی مشہور قسموں کو باطل اور ختم کرنے کے طریقے کو بیان کیا جارہا ہے۔**

---

[1] تفسیر ابن کثیر (۳۷۲/۱)

[2] زادالمعاد (۱۱۴/۴)

۱- شیطانوں سے استغاثہ اور طلسمات کی شکل میں لکھا ہوا جادو۔

چاہے یہ جادو کاغذ پر ہو یا کسی دھات پر، اس صورت میں اس پر قرآن کریم کی آیتیں پڑھی جائیں گی اور جو پڑھی جائیں گی ان میں سب سے اہم اور عظیم معوذات ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ ہیں۔ پھر مکتوبات پر پھونکا جائے گا اور پھر انھیں پھاڑ کر جلا دیا جائے گا۔

☆ رہی بات معادن کی تو اس پر پڑھنے کے بعد کسی چیز سے معادن کو پگھلا کر اسے ضائع کر دیا جائے گا۔

جادو کے جلانے اور برباد کرنے کی دلیل یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے جادو والے قصہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَلَا أَحْرَقْتَهُ؟ [1] اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے اسے جلا کیوں نہیں دیا؟

عنقریب یہ بیان آگے آئے گا لیکن ہر جادو کو جلایا نہیں جاتا ہے۔

۲- دھاگوں، رسیوں اور بالوں میں باندھا ہوا جادو۔

☆ اس صورت میں آپ معوذات کو پڑھیں گے اور گانٹھ پر پھونکیں گے اور درمیانِ قرأت اسے کھولتے جائیں گے۔

☆ لیکن اگر گانٹھ کا کھولنا دشوار ہو تو اسے اُسترے، قینچی، چھری یا ان جیسی چیزوں سے کاٹ کر پھر جادو کے اس مادہ کو جلا دیا جائے۔

۳- تالا اور چابی میں جادو۔

اس جادو کے ساتھ عموماً طلسماتی معمہ اور دوسرے جادوئی مواد کو استعمال کرتے ہیں، اور اسے متعدد مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اور ان میں سب سے مشہور وہ ہے جسے بعض جہلاء باکرہ لڑکی کے لیے بناتے ہیں، تاکہ کوئی نوجوان اس لڑکی کے قریب نہ جانے پائے اور نہ ہی اس کی بکارت کو توڑنے پائے، اور اس تالا کو اس کی سہاگ رات میں کھولا جاتا ہے، اگر تالا غائب ہو جائے تو لڑکی بے چاری پریشان ہو جاتی

[1] صحیح مسلم (۲۱۸۹)

ہے، بسا اوقات جادو کی یہ قسم دوسرے مقاصد کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً میاں بیوی کو جماع سے دور رکھنے کے لیے۔

● **اس قسم کے جادو کو باطل اور ختم کرنے کا طریقہ:**

☆ معوذات کو پڑھ کر تالا پر پھونکیں گے اور اس کی چابی سے اسے کھولیں گے۔ اور اگر چابی نہ ملے تو تالا کھولنے کے لیے اس کے متخصصین وماہرین سے مدد لیں گے۔

☆ **ایک اہم معاملہ سے آگاہی نہایت ضروری ہے، وہ یہ ہے کہ بسا اوقات وہ لوگ تالا کی سوراخ میں لوہے کی چابی یا اس کے قریب طلسمات، اوراق یا بندھے ہوئے دھاگے رکھ دیتے ہیں،** اس لیے تالا کو پھینکنے سے پہلے ضروری ہے کہ اسے غور سے دیکھ لیا جائے کہ تالا کے اندر کوئی اور جادو تو نہیں ہے۔

۴- سوئی اور پن میں کیا ہوا جادو۔

اس قسم کے جادو میں جادوگر سوئی یا پن یا کیل کو گڑیا یا البم یا اس شخص کی تصویر میں لگاتا ہے جس پر جادو کرنا مقصود ہوتا ہے، اور کبھی کبھی سوئی اور پن کو البم یا گُڑیا کے خاص اعضاء میں لگانے کی تحدید کرتا ہے، اس سے اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مسحور ان ہی جگہوں پر متاثر ہو جہاں سوئیاں اور پن لگائی گئی ہیں، اور درد کے اعتبار سے یا اس عضو کے ناکارہ اور ضائع کرنے کے اعتبار سے یا دوسرے گھٹیا مقاصد کی تکمیل کے لیے بھی ایسا کیا جاتا ہے۔

● **اس قسم کے جادو کو باطل اور ختم کرنے کا طریقہ۔**

جادو کے مادہ پر معوذات کو پڑھ کر سوئی و پن پر پھونک ماریں، پھر سوئی اور پنوں کو گُڑیا اور تصویروں سے نکال لیں۔ پھر جادو کے تمام مواد، تصویروں، گُڑیا اور البمس کو برباد کر کے اسے جلا دیں۔

۵- چھڑکاؤ کیا ہوا جادو:

جس شخص پر اس طرح کا جادو کرنے کا ارادہ ہوتو اکثر اس کے راستے یا اس کے گھر کے دروازے کے سامنے یا ایسی جگہ جہاں اس کا اکثر آنا جانا رہتا ہے تو وہاں پر اس قسم کے جادو کو چھڑکا جاتا ہے۔

چنانچہ اگر اس جگہ پر اس کے قدم پڑ جاتے ہیں اور اگر اللہ نے چاہا تو جادو کا اثر شروع ہو جاتا ہے۔ اور کبھی کبھی یہ مادہ نجاست، گھاس اور قبرستان کی دھول سے بنایا ہوا پاؤڈر ہوتا ہے، اور کبھی کبھی جادو پیشاب اور نجاست سے مخلوط سیّال چیز کی شکل میں ہوتا ہے۔

● اس قسم کے جادو کو باطل اور ختم کرنے کا طریقہ:

اول: اگر ہمیں جادو کا علم ہو جائے قبل اس کے کہ اس شخص کے پاؤں اس پر پڑیں جس پر جادو کا ارادہ کیا گیا ہے:

☆ تو اس صورت میں جادو کے مادے کو اس جگہ سے پوری طرح زائل کر دیا جائے، اور اسے زائل کرنے کے لیے صابن اور ڈسٹ صاف کرنے والی دیگر اشیاء کا استعمال کیا جائے۔

☆ پھر دَم کیا ہوا پانی لایا جائے اور اس جگہ پر چھڑک دیا جائے جہاں پر جادو چھڑکا گیا ہے اور جادو کے مادے پر بھی چھڑک دیا جائے تو اللہ کی مشئیت سے جادو ختم ہو جائے گا۔

دوم: اگر چھڑکے ہوئے جادو پر اس کا پاؤں پڑ گیا اور اسے جادو لاحق ہو گیا تو اس کے جادو کو ختم کرنے کے لیے جادو کے مادہ کو سابقہ بیان کردہ طریقے سے ختم کیا جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے جادو ختم ہو جائے گا۔ اور بسا اوقات بدن میں جادو کا مادہ سرایت کر جانے کی وجہ سے جادو ختم نہیں ہو پاتا ہے تو اس کا بھی علاج گزشتہ بیان کردہ شرعی اور مباح طریقوں سے کیا جائے گا۔

اس کے ساتھ ہی علاج میں حجامہ کی تاکید کی جاتی ہے، البتہ کپ کو دونوں قدموں کے پنجوں کے اوپر اور پیٹھ کے نچلے حصہ پر رکھا جائے[1] یہاں تک کہ جادو کا مادہ اور اس کا اثر اس جگہ سے باذن اللہ نکل جائے،

[1] اس قسم کے جادو کے علاج کے لیے حجامہ کی جگہیں۔ پہلی جگہ: ریڑھ کی ہڈی کا آخری حصہ (Spine) ہے۔ اور دوسری و تیسری جگہ: ریڑھ کی ہڈی کے آخری حصہ (Spine) کا دائیں و بائیں جانب۔ چوتھی و پانچویں جگہ: دونوں قدموں کے پنجوں کے اوپر۔ چھٹی اور ساتویں جگہ: دونوں پنڈلیوں کے پچھلے حصہ کے مسل پر۔ اس کے علاوہ اور بھی دوسری معروف جگہیں ہیں جس کی صراحت سنت نبوی میں موجود ہے۔

اسی طرح دونوں قدموں کو دَم کئے ہوئے گاڑھے نمک کے مخلوط پانی میں پندرہ منٹ یا اس سے زیادہ دیر تک رکھا جائے اور یہی عمل کئی دنوں تک مسلسل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، یہاں تک کہ اللہ کی مشئیت سے تکلیف ختم ہوجائے۔

٦- سونگھایا گیا جادو۔

بعض جادوگر اس قسم کے جادو میں جادو کو مسحور کے جسم میں داخل کرنے کے لیے جادو کے مادہ کو بخور، دھواں اور خوشبو میں رکھ کر اسے سونگھا دیتے ہیں۔

● اس قسم کے جادو کو باطل اور ختم کرنے کا طریقہ:

اول: اگر ہمیں اس بات کا علم جادوزدہ کے سونگھنے سے پہلے ہوجائے کہ بخور میں جادو کو ملایا گیا ہے تو اس صورت میں ہم اس پر معوذات پڑھیں گے، پھر بغیر جلائے ہوئے اسے برباد کردیں گے کیوں کہ اس کے جلانے میں جادوگر کی خواہش کی تکمیل ہے اور ہوسکتا ہے کہ جس شخص پر جادو کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے وہ اس دوران سونگھ لے اور اسے پریشانی لاحق ہوجائے۔ چنانچہ ہر جادو کو جلایا نہیں جاتا ہے۔

دوم: اگر ہمیں جادو کا علم سحرزدہ کے سونگھنے کے بعد ہوا ہو اور وہ جادو سے متاثر بھی ہوجائے تو جادو کے مادہ کو صرف جسم سے باہر ختم کرنے پر اکتفا نہیں کیا جائے گا بلکہ جو مواد جسم کے اندر داخل ہوچکا ہے اس کو باہر نکالنا ضروری ہے اور یہ شرعی اور مباح ادویہ کے باب میں پہلے گزر چکا ہے۔

● اس قسم کے جادو کے علاج میں چند اہم امور کی تاکید کی جاتی ہے۔

اول: جھاڑ پھونک کرنے والے کا رقیہ کے دوران ناک کی جانب پھونک مارنا اور اگر پھونک کا اثر ناک میں داخل ہوجائے تو یہ زیادہ مفید ہے۔

دوم: رقیہ کیے ہوئے پانی سے مسلسل ناک میں پانی چڑھا کر جھاڑنا اور اس میں مبالغہ کرنا تاکہ ناک میں پانی اندر تک داخل ہوجائے۔

سوم: قُسطِ ہندی کے قطرات ناک میں ڈالنا، اور اس کی وضاحت گزر چکی ہے۔[1]

[1] دیکھئے: (ص:۱۳۴)

چہــــــارم: کسی ماہر حجام سے پارا ناسل سینوس (Paranasal Sinuses) کی خاص جگہوں میں حجامہ کروانا۔

۷- کھانے پینے کی چیزوں میں جادو

بہت سے جادوگروں کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ جس شخص پر جادو کرنا چاہتے ہیں اس کے کھانے اور پینے کی چیزوں میں جادو کا مادہ ڈال دیتے ہیں۔

- **اس کا علاج حسبِ حال درج ذیل صورتوں سے ہوتا ہے:**

اول- وہ آدمی جسے جادو کا نشانہ بنایا گیا ہے اگر کھانا تناول کرنے سے پہلے جان لے تو اس کھانے پر معوذات پڑھ کر اسے پھینک دے، تو وہ جادو اسے کچھ بھی نقصان نہیں پہونچائے گا، جب تک کہ وہ اسے کھا نہ لے۔

دوم- وہ شخص جس پر جادو کا ارادہ کیا گیا ہے اگر اسے کھالیتا ہے اور اسے اس کا علم ہوجائے تو وہ فوراً قے کرکے جو کچھ اس کے پیٹ میں ہے سب خالی کردے۔ ماہر ڈاکٹر سے مشورہ کے بعد معدہ کی صفائی کے لیے قے اور دست آور دواؤں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سوم - اگر مرض کی حقیقت کا علم ہوجائے، بدن میں جادو مستقر ہوجائے اور ہوسکتا ہے کہ اس پر ایک مدت بھی گزر چکی ہو تو ایسی صورت میں اس کو زائل کرنے کا طریقہ حسبِ ذیل ہے:

۱- شرعی رقیہ، دعا، مسلسل ذکرواذکار، اللہ پر بھروسہ، اس سے مدد طلب کرنا، صدقہ، نیک اعمال، سچی توبہ، کثرتِ استغفار اور اس کے علاوہ دیگر شرعی اور مباح ذرائع جن کا ذکر ہوچکا ہے۔

۲- وقتاً فوقتاً مسلسل معدہ کی خاص جگہوں پر پیٹھ کی جانب سے پچھنا لگوانا اور سیدھے معدہ کے منھ پر بھی، کیوں کہ اس کے ذریعہ جادو کو زائل کرنے میں خاص اثر ہوتا ہے۔

۳- اس جگہ سے جادو کی اذیت کو نکالنے کی کوشش کرنا جہاں جادو کی اذیت پہونچ چکی ہو۔ وہ اس طرح سے کہ زیتون کے تیل کا آدھا گلاس یا اس سے زیادہ پیئے، پھر قے کردے یا آبِ زمزم کو وافر مقدار

میں پیئے، یا دَم کیا ہوا پانی پیئے۔ پھر قے کے ذریعہ اس کو خارج کردے، یقیناً الٹی کرتے وقت پانی یا تیل کے ساتھ جادو بھی باہر نکل آئے گا۔ یہ علاج اس شخص کے لیے ہے جو صحت مند ہو اور خود سے الٹی کرنا اس کے لیے نقصان دہ نہ ہو۔ اور اس سلسلے میں ماہر ڈاکٹر سے مشورہ کرنا نہایت ہی اہم ہے۔

۴- سنا مکی (ایک قسم کی جڑی بوٹی) شہد، عجوہ کھجور اور قسط ہندی کا استعمال کرنا۔ مزید طبِّ نبوی میں واردان دواؤں کا مطالعہ بہتر ہے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

۵- کھانے پینے کی چیزوں میں جادو کے علاج میں یومیہ ورزش اور چہل قدمی کا فوری اثر ہوتا ہے، اس کا بھی بیان گزر چکا ہے۔

۶- بعض جادو بسا اوقات جسم میں پرانے ہوتے ہیں، اس لیے اس کو زائل کرنے اور اس سے جسم کو پاک کرنے میں ایک لمبی مدت درکار ہوتی ہے، چنانچہ بغیر انقطاع کے یومیہ علاج کے پروگرام پر استمرار اور مواظبت ضروری ہے۔ یہاں تک کہ مرض کا خاتمہ ہوجائے اور میں نے کتاب کے آخر میں جادو، چھوا چھوت اور نظرِ بد کے علاج کے سلسلہ میں ایک تجویزی پروگرام تیار کیا ہے۔

چوتھی بحث

جادو تلاشنے کے طریقے

- میں یہاں کچھ ایسے اہم طریقوں کو ذکر کر رہا ہوں، جن سے جادوزدہ آدمی اپنے جادو کی جگہ تک مشیت الٰہی سے بآسانی پہونچ سکتا ہے، البتہ اس بات کا خیال رہے کہ جادو کو پالینے سے شفاء یابی ضروری نہیں، جیسا کہ اس کا بیان گزر چکا ہے۔[1]

---

[1] دیکھیں (ص:۲۳۰-۲۳۱)

شیطان کے قید و مکر میں سے یہ ہے کہ وہ بعض مریض کو اس طرح سے الجھائے رکھتا ہے کہ وہ اپنا پورا وقت اور اپنی پوری فکر جادو کی جگہ کی معرفت میں کھپائے رکھے، پھر اپنی توجہ علاج ورقیہ سے ہٹالے، اس سوچ میں کہ جادو کی بعض قسمیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کو پائے بغیر علاج ناممکن ہے، جب کہ یہ حقیقت کے خلاف ہے اور اس حدیث کے بھی جس میں نبی ﷺ نے فرمایا: مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً إِلَّا قَدْ أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً، عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ، وَ جَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ۔ مسند احمد (۳۵۷۸) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔(۴۵۱) ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے جو بھی بیماری نازل کی ہے اس کے لیے شفاء بھی نازل کی ہے، تو کچھ لوگوں کو معلوم ہو گیا اور کچھ لوگ تو اس سے لاعلم رہ گیے۔

● یہ طریقے آپ کے لیے درج ذیل ہیں:

● **اول:** اللہ سے اپنا تعلق قائم رکھنا، اس کی جانب خالص توجہ، کثرتِ دعا اور اس پر اصرار کرنا یہاں تک کہ تکلیف دور ہو جائے، پریشانی ختم ہو جائے اور جادو زائل ہو جائے، یہی علاج کا رکن ہے اور یہ ایسا تیغِ براں ہے جس کا مقابلہ شیاطین نہیں کر سکتے، اور یہ کبھی کبھی جادو کے پا لینے کا سبب بھی بنتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کو باطل اور ختم کرنے پر قادر ہو جاتا ہے جیسا کہ ہمارے رسول ﷺ کے ساتھ ہوا کہ آپ بیماری کی وجہ اور جادو کی جگہ سے واقف ہو گیے۔

چنانچہ حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: بنو زُریق کے لبید بن اُعصم نامی ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ پر جادو کر دیا، جس کی وجہ سے آپ کو خیال ہوتا تھا کہ کسی کام کو کر لیا ہے، حالانکہ نہ کیے ہوتے۔ حتیٰ کہ ایک دن یا ایک رات جب کہ آپ ﷺ میرے پاس تھے، آپ نے بار بار دعا کی، پھر فرمایا: اے عائشہ! کیا تجھے معلوم ہے کہ اللہ نے مجھے وہ بات بتا دی، جو میں اس سے پوچھ رہا تھا، میرے پاس دو آدمی آئے، ایک میرے سر کے پاس اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا، ان میں سے ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے پوچھا: اس آدمی کو کیا تکلیف ہے؟ اس نے کہا: اس پر جادو کیا گیا ہے، اس نے کہا: کس نے اسے جادو کیا ہے؟ اس نے کہا: لبید بن اعصم نے، اس نے کہا: کس چیز میں؟ کہا: کنگھی، بالوں اور نر کھجور کے خوشے میں، اس نے کہا: وہ کہاں ہے؟ کہا: بـئـرِ ذروان (کنواں کا نام ہے) میں، پھر آپ ﷺ چند صحابۂ کرام کے ساتھ وہاں تشریف لے گیے اور جب آپ ﷺ واپس آئے تو فرمایا: اے عائشہ! اس کنویں کا پانی گویا کہ مہندی ملا ہوا بدبودار تھا اور اس کے کھجور کے درختوں کا سر (اوپری حصے) گویا شیطان کے سر تھے۔ (حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں) میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اسے نکالا کیوں نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے تو اللہ نے شفاء اور عافیت دے دی ہے، تو میں نہیں چاہتا کہ اس بُری

چیز کو لوگوں میں عام کروں۔ چنانچہ آپ کے حکم پر ان چیزوں کو دفن کر دیا گیا۔[1]

[1] صحیح بخاری (٦٣٩١) صحیح مسلم (٢١٨٩) اور لفظ صحیح بخاری کے ہیں۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: یہ حدیث محدثین کے نزدیک ثابت ہے، اور ان کے یہاں مقبول ہے، اس کی صحت میں ان کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور یہ حدیث بہت سے متکلمین کے حلق کے نیچے نہیں اترتی، اس لیے وہ اس کا سرے سے انکار کرتے ہیں اور اسے جھوٹ قرار دیتے ہیں... شیخین کا اس حدیث کی صحت پر اتفاق ہے، محدثین میں سے کسی کا اس بارے میں کوئی کلام نہیں ہے۔ تفسیر وحدیث، سنن وتاریخ کے جاننے والے اور فقہاء کے نزدیک یہ واقعہ مشہور ہے۔ اور یہ لوگ آپ ﷺ کے احوال اور شب وروز کو متکلمین سے کہیں زیادہ جانتے تھے۔(بدائع الفوائد (٢/٧٣٩)

امام مازری مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: بعض مبتدعین نے اس بات کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث کسی بھی صحیح سند سے ثابت نہیں ہے اور ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ یہ منصبِ نبوت کے منافی اور اس میں شکوک وشبہات پیدا کرنے والی ہے۔... اور ان کی یہ بات باطل وبے بنیاد ہے، وہ اس وجہ سے کہ آپ ﷺ اپنے رب کی جانب سے جو پیغام پہونچاتے تھے اس کی صداقت پر اور اس بات پر کہ اس میں آپ کی معصومیت کی دلیل موجود ہے۔ اور معجزہ اس پر شاہد ہے۔ اور جس کے خلاف دلیل قائم ہوا سے جائز ٹھہرانا باطل ہے، جہاں تک تعلق ہے ان دنیاوی امور ومعاملات کا جو آپ ﷺ کی بعثت کے مقاصد میں سے نہیں اور نہ ہی جن کے سبب دوسرے انبیاء کرام پر آپ کو فضیلت حاصل ہے تو ان امور میں آپ کو وہ عوارض لاحق ہو سکتے ہیں جو عام بشر کو لاحق ہوتے ہیں۔ لہذا کوئی بعید نہیں کہ آپ ﷺ کے خیال میں دنیاوی معاملات کے تعلق سے ایسی بات آجائے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔(المعلم بفوائد مسلم (٣/١٥٩)

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جادو بھی ایک بیماری ہے۔ جس میں آپ ﷺ بھی مبتلاء ہو سکتے ہیں۔ بعینہ ان امراض کی طرح جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اور نہ ہی وہ منصب نبوت میں نقص وعیب کے باعث ہیں۔ زادالمعاد (٤/١١٤)

نیز وہ فرماتے ہیں کہ: ان تمام روایات کے مفہوم سے یہ واضح ہو گیا کہ جادو کا اثر صرف آپ ﷺ کے جسم اور ظاہری اعضاء پر ہوتا تھا نہ کہ آپ کی عقل، دل اور اعتقاد ویقین پر... اور دوسری روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ کہنا کہ ''آپ کے من میں یہ خیال پیدا ہوتا کہ میں نے کسی کام کو کر لیا ہے حالانکہ وہ کام آپ کئے نہیں ہوتے'' یہ اس قبیل سے ہے جیسے کہ کسی کی بینائی میں نقص یا عیب لاحق ہو۔ چنانچہ وہ خیال کرتا ہے کہ اس نے اپنی کسی بیوی کو دیکھا ہے یا واقعتاً کسی شخص کو دیکھا ہے، حالانکہ یہ معاملہ اس کے خیال کے برعکس ہوتا ہے، اس پریشانی کی وجہ سے جس سے اس کی آنکھ دوچار ہوتی ہے نہ کہ اس چیز کی وجہ سے جس سے اس کی عقل متاثر ہوتی ہے۔(اکمال المعلم بفوائد مسلم (٧/٨٨) =

= اور علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ کے سلسلہ میں اس جادو کے تعلق سے زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کا اثر آپ کے جسم اور ظاہری اعضاء پر ہوتا تھا نہ کہ آپ کی عقل اور دل پر، اسی وجہ سے نبی ﷺ کو جو یہ خیال آتا کہ آپ اپنی بیویوں کے پاس گیے ہیں، تو آپ اس پر یقین نہیں کرتے تھے، کیوں کہ آپ کو معلوم تھا کہ یہ ایک محض خیال ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ اور اسی طرح دوسرے امراض میں بھی ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ زاد المعاد (۱۱۶/۴)

ایک شبہہ: بعض منکرین نے نبی ﷺ پر جادو والی حدیث کے متعلق یہ گمان کیا ہے کہ جس نے اس حدیث کو ثابت مانا یقیناً اس نے نبی ﷺ پر کفار کی طرف سے لگائے گیے اس الزام کی تائید کی جو اللہ تعالی کے اس قول میں ہے: ﴿اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلاً مَّسْحُوْرًا﴾ (الإسراء:۴۷) ترجمہ: ان ظالموں نے کہا کہ تم ایسے آدمی کے پیچھے ہو لیے ہو جس پر جادو کر دیا گیا ہے۔

اس کا جواب دو طرح سے دیا گیا ہے:

۱- کفار کا مقصد اس تہمت سے کہ نبی ﷺ پر جادو کیا گیا تو آپ دیوانہ ہو گیے، آپ کی عقل زائل ہو گئی یہاں تک کہ جو کہتے اسے جان نہیں پاتے، یہ صرف آپ کی رسالت میں طعن کرنا تھا۔ اسی وجہ سے ان لوگوں نے نبی ﷺ کے سلسلہ میں کہا: ''مُعَلَّمٌ مَجْنُوْنٌ'' (الدخان:۱۴) ترجمہ: سکھایا پڑھایا ہوا باولا ہے۔

ان کا مقصد یہ نہیں تھا کہ آپ پر جادو کیا گیا تو اس کا اثر صرف آپ کی ذات اور جسم تک محدود تھا، آپ کی عقل اور رسالت میں اس کا کچھ بھی اثر نہیں ہوا، اس لیے کہ جادو کے درجے اور تاثیر میں تفاوت ہے جیسا کہ یہ بات معلوم ہے۔ دیکھئے: بدائع الفوائد ابن القیم (۷۴۴/۲)

۲- فرعون نے اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام پر الزام لگایا کہ آپ پر جادو کر دیا گیا ہے۔ ﴿فَقَالَ لَهُ فِرْعَوْنُ اِنِّی لَأَظُنُّکَ یا مُوسٰی مَسْحُوْرًا﴾ (الإسراء:۱۰۱) ترجمہ: تو فرعون بولا اے موسیٰ! میرے خیال میں تجھ پر جادو کر دیا گیا ہے۔

اس کے ساتھ اللہ تعالی نے بھی اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام پر جادو کے اثر انداز ہونے کے متعلق ہمیں خبر دی۔ ﴿فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِیُّهُمْ یُخَیَّلُ اِلَیْهِ مِن سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعٰی﴾ (طہ:۶۶) ترجمہ: موسیٰ کو یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور لکڑیاں ان کے جادو کے زور سے دوڑ بھاگ رہی ہیں۔

قطعاً یہ لازم نہیں آتا کہ اس جادو کا اثر آپ کی رسالت اور عقل پر ہوا تھا، اسی طرح سے نبی ﷺ کے جادو والے قصہ میں بھی کہا جائے گا۔

● **دوم: نیند میں سچا خواب اسے جادو کی جگہ بتاتا ہے۔**

حضرتِ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اَلـرُّؤْيَا الـصَّادِقَةُ مِنَ اللّٰهِ، وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ [1] ترجمہ: سچے خواب اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں اور بُرے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔

حضرتِ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: نبی ﷺ نے پردہ ہٹایا اس حال میں کہ لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے صف بستہ تھے تو آپ نے کہا: أَيُّهَا الـنَّـاسُ، إِنَّـهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ إِلَّا الـرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ، يَرَاهَا الْمُسْلِمُ، أَوْ تُرىٰ لَهُ [2] ترجمہ: اے لوگو! نبوت کی بشارتوں میں سے صرف سچا خواب ہی باقی رہ گیا ہے جسے مسلمان خود دیکھتا ہے یا اس کے لیے کسی دوسرے کو دکھایا جاتا ہے۔

● **جادو کی جگہ پر رہنمائی کرنے میں سچے خواب کی بڑی عجیب شان ہوتی ہے، لہٰذا خوابوں سے تغافل مناسب نہیں ہے، بالخصوص جب یہ خواب بیماری کے متعلق ہوں اور مسلسل آئیں۔ اور میں خود بھی بہت سے ایسے حالات کو جانتا ہوں جن میں سے سچا خواب جادو کی جگہ کی معرفت کا سبب بنا۔**

● **بسا اوقات سچا خواب جادو زدہ شخص کی حالت کے حساب سے مناسب دوا و علاج کا سبب بنتا** ہے، چنانچہ کبھی خواب میں دیکھتا ہے کہ اس کا علاج بارش کے پانی میں ہے، کوئی دوسرا شخص یہ دیکھتا ہے کہ اس کا علاج مسلسل عجوہ کھجور کھانے میں ہے اور کوئی یہ دیکھتا ہے کہ اس کا علاج کنویں کے پانی سے ہوگا جیسا کہ ہمارے سامنے اس لونڈی کا واقعہ گزرا جس نے حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا پر جادو کردیا تھا اور ان کی دوا یہ تھی کہ وہ تین ایسے کنویں کے پانی سے غسل کریں جو ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں۔ [3]

---

[1] صحیح بخاری (۶۹۸۴)

[2] صحیح مسلم (۴۷۹)

[3] دیکھئے: (ص: ۱۴۱-۱۴۳)

- ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: رہی بات اس شخص کی جنہیں اس دوا کے استعمال سے شفاء حاصل ہوئی، جس دوا کو کسی نے اسے خواب میں بتایا، تو اس طرح کے واقعات بہت زیادہ ہیں۔[1]
- **ایک تنبیه**: اس دوا کا کوئی اعتبار نہیں جو دینِ اسلام کی مخالفت پر مشتمل ہو یا جس میں شرک اور جادوگروں کی مشابہت ہو، بے شک یہ شیطان کا جادوزدہ کے ساتھ خواب میں کھلواڑ ہے۔ دراصل شیطان شرک کو بعض علاج و معالجہ کی شکل میں مزین کر کے خواب میں پیش کرتا ہے، یا مصیبت زدہ کی زبانی کلام سے وہ کہتا ہے کہ اس کے لیے ایسا کرو، اس کو ایسا پہناؤ، اس کے لیے یہ ذبح کرو، یا فلاں جگہ کھانا رکھو، یہاں تک کہ میں اس کے جسم سے نکل جاؤں۔

یہ سراسر دھوکہ، مکاری اور چالبازی ہے، جو شخص ان کے مطالبات کو پورا کرے گا اور ان کی خواہشوں کی تکمیل کرے گا تو وہ شیطان کا دوست بن جائے گا، اور اس حرام کاری کا مرتکب ہوگا جس کی اللہ نے اپنی کتاب میں مذمت کی ہے، اور اس مسئلہ پر پہلے گفتگو ہو چکی ہے۔

- **سوم**: **مریض کی جدوجہد، کثرتِ دعا اور عبادت کے بعد ممکن ہے کہ شیطان جادو کی جگہ کو بتادے۔**
- **لیکن دو اہم نقطوں پر توجہ ضروری ہے:**
- **اول**- شیطانوں کی خبر میں اصل جھوٹ ہے اور ان میں سچائی بہت ہی کم ہوتی ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ[2] ترجمہ: تم سے اس نے سچ بولا، حالانکہ وہ جھوٹا ہے۔

ان کی خبروں پر اعتماد کر کے لوگوں پر جادو کا الزام لگانا جائز نہیں اور یہ ایک خطرناک طریقہ ہے، جسے بعض جاہل جھاڑ پھونک کرنے والے کرتے ہیں، جس کی وجہ سے خاندانوں کے درمیان تفریق پیدا ہوگئی، جھوٹے الزامات لگائے گئے محض اس دلیل کی بناء پر کہ جنات نے فلاں یا فلانہ کا نام لے کر بولا ہے۔

---

[1] كتاب الروح (ص:۳۴)
[2] صحیح بخاری (۳۲۷۵)

● **جادوزدہ کی زبان سے جنات کے جھوٹ میں سے یہ بھی ہے کہ:** وہ بعض حالات میں جادو کی جگہ کو محض عاجز کرنے کے لیے بتلاتا ہے۔ جیسے کہ وہ کہتا ہے کہ جادو سمندر کی تہہ میں یا فلاں کی قبر میں ہے یا بسا اوقات ایسی جگہ کو بتلاتا ہے جس سے مکان یا دیوار کا انہدام لازم آتا ہے۔ جس سے کہ مالی خسارہ ہو۔ لہٰذا ان جیسی باتوں پر بالکل دھیان دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں! اگر قرائن اور دلائل اس کے کلام کی تصدیق کرتے ہوں اور کسی شرعی مخالفت کا ارتکاب یا کسی کی ملکیت میں کوئی نقصان کیے بغیر جادو تک پہونچنا ممکن ہو۔

● **دوم-** جنات سے گفتگو بہت محدود دائرے میں کی جائے، اور اصل یہ ہے کہ جھاڑ پھونک کرنے والا شرعی رقیہ پر ہی اکتفا کرے اور اسے جسم سے نکلنے کا حکم دے، جیسا کہ نبی ﷺ نے کیا۔

چنانچہ حضرتِ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب مجھے رسول اللہ ﷺ نے طائف کا عامل مقرر کیا تو مجھے نماز میں کچھ ادھر ادھر کا خیال آنے لگا، یہاں تک کہ مجھے یہ یاد نہیں رہتا کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں؟ جب میں نے یہ حالت دیکھی تو سفر کرکے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم ابن ابی العاص ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں! اے اللہ کے رسول! تو آپ ﷺ نے کہا: تم یہاں کیوں آئے ہو؟ تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے نماز میں طرح طرح کے خیالات آتے ہیں، یہاں تک کہ مجھے یہ یاد نہیں رہتا کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: یہ شیطان ہے، تم میرے قریب آؤ، میں آپ ﷺ کے قریب ہوا، اور اپنے پاؤں کی انگلیوں پر دوزانوں بیٹھ گیا، آپ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ سے میرے سینہ پر تھپتھپایا اور اپنے منہ کا لعاب میرے منہ میں ڈالا۔ اور (شیطان کو مخاطب کرکے) فرمایا: ''أخرج عدو الله'' اے اللہ کا دشمن! نکل جا، آپ ﷺ نے تین بار ایسا کیا، اس کے بعد مجھ سے فرمایا کہ: تم اپنے کام پر جاؤ۔ حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ: میری عمر کی قسم! مجھے نہیں معلوم کہ پھر کبھی شیطان میرے قریب بھٹکا ہو۔[1]

[1] سنن ابن ماجہ (۳۵۴۸) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الاحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے (۱۰۰۲/۶)

● رہی بات جنات کو بلوانے اور ان سے بات کرنے کی چاہت کی، تو نبی ﷺ سے اس طرح کا عمل ثابت نہیں ہے، اور جنوں سے جادو کی جگہ کو پوچھنے میں کوئی مصلحت نہیں ہے کیوں کہ اگر وہ اس کے جادو کی جگہ کو جانتا ہے تو اللہ کی مشیئت سے آپ کے مطالبہ کے بغیر بھی اس جگہ کو بتانے کی طاقت رکھتا ہے۔ ورنہ اس سے بات کرنا صرف وقت کا ضیاع ہے اور اس پر سے رقیہ کے اثر کو کم کرنا ہے، بلکہ بہت سی حالتوں میں جنات سے بلوانے میں مریض کو کافی تکلیف پہونچتی ہے، اور مریض کی زبانی بلوانے سے جن کا ہدف آسان ہو جاتا ہے۔ لہذا وہ مزید جرأت مند ہو جاتا ہے اور وہ رقیہ کی مجلسوں کے علاوہ بھی اس کے پاس موجود رہتا ہے۔

● **چہارم**- اگر ہمیں کسی خاص جگہ میں جادو کے موجود ہونے کا شک ہو جیسے گھر یا باغ اور اگر ہم جادو کی جگہ کی تحدید نہ کر سکیں تو جادو کی جگہ کو معلوم کرنے کے لیے یہ طریقہ نہایت ہی مفید ہے:

☆ جادو زدہ شخص آئے اور اس جگہ پر کنگھی کرنے کی طرح گھسیٹ کر چلے اور ہر جگہ چلے کوئی جگہ باقی نہ بچے اور اس درمیان وہ خود پر دَم کرتا رہے یا کوئی دوسرا اس پر دَم کرتا رہے تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اگر اس کا اپنا قدم جادو کی جگہ پر پڑ گیا تو وہ بہت زیادہ تھک جائے گا یا دوسری جگہوں کی بہ نسبت جادو کی جگہ کا احساس مختلف ہوگا، اس وقت اس جگہ پر جادو کو تلاش کیا جائے، تو جادو مل جائے گا، ان شاء اللہ۔

☆ اور اگر کچھ نہ پائے تو اس جگہ پر احتیاطاً دَم کیا ہوا پانی ڈال دے۔

اس قسم کی ایک حالت کو میں جانتا ہوں کہ اسی طریقے سے گھر کے باغیچہ سے جادو کے پانچ دفینے نکالے گیے۔

پانچویں بحث

بار بار جادو کا لگنا اور اس سے بچاؤ کا طریقہ

● بہت سارے جادو زدہ لوگوں کی یہ شکایت ہوتی ہے کہ جادو ٹھیک ہو جانے کے بعد پھر سے جادو لوٹ آتا ہے اور جن بھی نکل جانے کے بعد پھر واپس آجاتا ہے۔ چنانچہ آپ کو ایسا لگے گا کہ ان کی حالت میں بہتری آئی ہے یہاں تک کہ انھیں ایسا لگے کہ وہ صحت یاب ہو گیے ہیں، لیکن کچھ ہی دنوں کے بعد اچانک ان کی حالت دیگرگوں ہو جاتی ہے اور جادو لوٹ آتا ہے۔ اور بسا اوقات پہلے سے کہیں زیادہ شدت کے ساتھ لوٹ آتا ہے۔

اس کے اسباب کیا ہیں؟ اور آدمی نئے سرے سے جادو کے لوٹ آنے کی پریشانی سے کیسے بچ سکتا ہے؟

● **اول**: ایک چیز ہوتی ہے بیماری کا جڑ سے ختم ہو جانا اور ایک چیز ہوتی ہے اس میں کچھ تخفیف کا ہونا اور وقتی طور پر راحت محسوس کرنا۔ لہذا دونوں میں فرق کرنا بہت ضروری ہے۔ بہت سے مریض جن کی بیماری طول پکڑ چکی ہوتی ہے، کچھ مدت تک وہ علاج کرتے ہیں، جس سے تھوڑی سی راحت اور بہتری ہو جاتی ہے تو ایسا لگتا ہے کہ انہیں مکمل شفاء یابی مل گئی، جبکہ امر واقع یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان پر سے جادو کا کچھ

بوجھ اتر گیا ہے۔ لیکن اس کا بچا کھچا کچھ حصہ کہیں نہ کہیں باقی رہ گیا ہے۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ بقایا بہت تھوڑا ہو لیکن اگر اسے چھوڑ دیا جائے اور جڑ سے اس کا صفایا نہ کیا جائے تو وہ جسم میں دوبارہ پنپ سکتا ہے۔ لہٰذا جادوزدہ شخص کو یہ صلاح دی جاتی ہے کہ اس کے پاس علاج کا یومیہ روٹین ہو، جس پر وہ مداومت برتے، صرف راحت مل جانے سے علاج نہ چھوڑ دے۔ بلکہ لازمی طور پر بیماری کی تمام علامتوں کے ختم ہوجانے تک علاج کرتا رہے، اور یہ یقین کر لے کہ بیماری مکمل طور پر ناپید اور ختم ہو چکی ہے۔ ضروری نہیں کہ یہ بیماری اچانک ہی ختم ہوجائے، بلکہ بسا اوقات تھوڑا تھوڑا کر کے بیماری دیر سے ختم ہوتی ہے۔

دوم: ہمارے لیے یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ جادو کے بعض قسموں کی کچھ معین اوقات ہوتے ہیں، جن میں وہ زیادہ زوروں پر ہوتا ہے، اور ان کی اذیت بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ اور کبھی اس قسم کے جادو کے زور پکڑنے کا وقت دن، ہفتہ، یا مہینہ، یا سال کا کوئی مخصوص و معین وقت ہوتا ہے۔ یا یہ کسی خاص سمت سے سخت ہوا چلنے پر، کسی معین گھر یا جگہ میں داخل ہوتے وقت، یا کسی خاص مناسبت وغیرہ پر خاصا زور پکڑتا ہے۔

● **یہاں ایک اہم توجیہ:** یہ ہے کہ اگر مریض کسی خاص وقت میں زیادہ تکلیف محسوس کرتا ہے، تو جس وقت اس کی تکلیف بڑھتی ہے اور جادو زور پکڑتا ہے تو اس وقت اسے یہ تلقین کی جانی چاہیے کہ دیکھو! اللہ تعالیٰ پر ایمان و یقین کمزور نہ ہونے پائے بلکہ اس وقت اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اپنا تعلق اور مضبوط کرو، اللہ کی بندگی اور زیادہ کرو، کیوں کہ جادو کو مات دینے کا ایک قوی اور بہترین موقع اس وقت ہوتا ہے جب جادو زوروں پر ہو۔ اور ایک عام غلطی جو اکثر لوگ کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ جادو جب زیادہ زور پکڑتا ہے تو لوگ علاج کرنا ہی چھوڑ دیتے ہیں اور اپنی کوشش ترک کر دیتے ہیں۔

● **سوم:** کچھ امور ایسے ہیں جنہیں جادوزدہ شخص کر گزرتا ہے، جس کی وجہ سے اس کے جسم میں شیاطین پھر سے لوٹ آتے ہیں، اور جادو دوبارہ زور پکڑ لیتا ہے۔ اس وجہ سے نہیں کہ جادوگر نے نئے سرے سے اس پر جادو کر دیا ہے، جیسا کہ بعض لوگوں کا گمان ہے۔

- **ان امور میں سے چند یہ ہیں:**

۱- گناہ اور نافرمانی

۲- سخت غصہ

۳- شدید حزن وملال

چنانچہ کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ جادو کا مریض جادو سے شفاء یابی اور عافیت پانے کے قریب ہوتا ہے کہ اتنے میں شیطانوں کی جانب سے اسے بعض گناہوں پر، اور بسا اوقات کبیرہ گناہوں پر سختی سے ابھارا جاتا ہے، یا وہ معمولی چیزوں پر سخت غصہ ہو جاتا ہے، پھر جس کے بعد علاج میں کی گئی ایک بڑی محنت اور کوشش بیکار ورائیگاں ہو جاتی ہے۔

- لہٰذا ضروری ہے کہ بندہ اپنے مولائے کریم کے مراقبے میں رہے اور یہ یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ اس کے دل کے بھیدوں اور سرگوشیوں کو دیکھ رہا ہے اور یہ کہ گناہ انسان کو شیطانوں کے ہاتھوں کا کھلونا بنا دیتا ہے۔ لہٰذا اگر اس سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو جس قدر جلدی ہو سکے اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرے اور زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کرے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: جو بندہ کوئی گناہ کرے پھر اچھی طرح وضو بنائے اور کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھے، پھر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرے، تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور معاف کر دے گا۔ پھر آپ ﷺ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی: ﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي مَا فَعَلُوْا وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾ (آل عمران: ۱۳۵)

ترجمہ: اور جب ان سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ فی الواقع اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟ اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی بڑے کام پر اڑ نہیں جاتے۔[1]

[1] سنن ابی داود (۱۵۲۱) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترغیب والترھیب میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۱۶۲۱)

● اسی طرح مریض غم و غصے کے اسباب سے دور رہے۔ اگر اسے غصہ آجائے تو شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے۔ اور جلد سے جلد اپنے غصے کو ٹھنڈا کرے۔ اور اگر اسے کوئی رنج و غم لاحق ہو تو اسے دفع کرنے کے لیے شرعی اسباب اختیار کرے۔ ان شرعی اسباب میں سے ایک سبب وہ ہے جو نبی کریم ﷺ سے منقول ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو بھی کبھی کوئی رنج و غم لاحق ہوا، اور اس نے یہ دعا پڑھی: (اَللّٰهُمَّ إِنِّی عَبْدُكَ ،ابْنُ عَبْدِكَ ، ابْنُ أَمَتِكَ ، نَاصِيَتِیْ بِيَدِكَ ، مَاضٍ فِیَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِیَّ قَضَاؤُكَ، أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ، أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ، أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِی كِتَابِكَ، أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِی عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ ، أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِيعَ قَلْبِیْ ، وَ نُوْرَ صَدْرِیْ، وَ جَلَاءَ حُزْنِیْ،وَ ذَهَابَ هَمِّیْ) اے اللہ! بے شک میں تیرا بندہ ہوں، تیرے بندے اور بندی کا بیٹا ہوں، میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے، مجھ پر تیرا ہی حکم نافذ ہوتا ہے، میرے بارے میں تیرا فیصلہ سراپا عدل ہے، میں تجھ سے ہر اس نام کے وسیلے سے مانگتا ہوں جو تیرے لیے خاص ہے، اور تو نے اپنے آپ کو جس سے موسوم کیا ہے، یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا ہے، یا جسے تو نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا ہے، یا تو نے اسے اپنے علمِ غیب میں رکھنے کو ترجیح دی ہے، کہ تو قرآن مجید کو میرے دل کی بہار اور سینے کا نور بنا دے، میرے غموں کے چھٹنے کا سبب اور رنج و ملال کے ازالے کا ذریعہ بنا دے۔ تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کے رنج و غم کا ازالہ فرما دے گا، اور اس کے بدلے اسے خوشیاں عطا کرے گا۔ آپ ﷺ سے کہا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہم اس دعا کو سیکھ نہ لیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں، جس نے بھی اسے سنا بہتر ہے کہ وہ اسے یاد بھی کر لے۔ [1]

۴- بعض مریضوں کے لیے بہت زیادہ خالی وقت وسوسوں کا دروازہ کھول دیتا ہے، جس کی وجہ سے شیاطین ان کے افکار و خیالات، عقل و دل اور نفسیات پر قابض ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ دل و دماغ کو ایسے اعمال میں مشغول رکھا جائے اور اپنے اوقات کو ایسے کاموں میں لگایا جائے جن میں دین و دنیا کی خیر و بھلائی موجود ہے۔

[1] مسند أحمد (۳۷۱۲) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۱۹۹)

۵- دیر رات تک جاگتے رہنا، پھر دن میں دیر تک سوتے رہنا کیونکہ آسیب زدہ لوگوں کے احوال پر غور کرنے اور ان پر مسلسل نگاہ رکھنے سے اس بات کا انکشاف ہوا ہے کہ ان کا ایسا کرنا بہت ہی نقصان دہ ہے۔ اس دوران بسا اوقات شیاطین اس کے جادو کو مزید پختہ کر دیتے ہیں، اور انہیں اذیت دینے میں اس قدر سرگرمی دکھاتے ہیں، جس قدر دوسرے اوقات میں نہیں دکھاتے۔ لہذا جس شخص کی یہ حالت ہوا سے رات میں لازماً جلدی سو جانا چاہیے، اور وہ صرف دوپہر میں قیلولہ کے وقت اور رات میں ہی سوئے۔ اور دوسرے اوقات میں اسے سونے سے اجتناب کرنا چاہیے، الا یہ کہ کوئی ضرورت پیش آ جائے۔

● **چھارم:** صبح وشام کے اذکار اور دعاؤں پر پوری عاجزی وانکساری اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین کے ساتھ دوام برتنا، اور ہر روز صبح سویرے نہار منہ سات عدد کھجور کھانا، جادو کا نئی نئی شکلوں میں آنے اور شیطانوں کے باربار لوٹنے کے روک تھام میں یہ عظیم ترین اسباب ہیں۔

● **پنجم:** سورہ بقرہ کو پابندی سے پڑھنا جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے شیطانوں کو بھگانے اور باربار جادو کے لگنے کو روکنے کے عظیم اسباب میں سے ہے۔

□□□□□

آٹھویں فصل

دورِ حاضر کا جادو

پہلی بحث: رِیکی سے علاج

دوسری بحث: تخلیۂ روح یا جسم سے روح کا نکلنا

تیسری بحث: ڈاؤزنگ یا پینڈولم

چوتھی بحث: تنویمِ مقناطیسی

پانچویں بحث: دستخط یا گرافولوجی سے شخصیت شناسی

چھٹی بحث: ذہنی مواصلات

تمہید

- بے شک اسلام اور مسلم معاشرہ کے خلاف سب سے خطرناک دعوتی سرگرمیاں، جن کے علامتی جھنڈے آسمانوں میں چمکتے ہوئے لہراتے ہیں، وہ اپنے باطن میں عظیم ترین شر اور زہرِ ہلاہل چھپائے ہوئے ہیں۔ یہ دعوتی سرگرمیاں معاشرے کے اندر دین، جدید سائنس، متبادل علاج، ترقیٔ ذات اور توانائیوں کے انکشاف کے نام پر داخل ہوتی ہیں، جبکہ حقیقت میں یہ سب دجل وفریب، جادو، کہانت اور لاعلاج بیماری ہیں۔ جو براہ راست دین ومذہب اور انسانی معاشرے پر حملہ آور ہوتی ہیں۔ جن کی تاب نہ لا کر کمزور اور خستہ ذہنیت والے افراد بری چیز کو بھلی، خرافات کو علم اور عینِ شرک کو مراقبہ الٰہی سمجھ بیٹھے ہیں۔ نتیجتاً انہیں خود اپنے ہی دین ووطن کے خلاف برسرِ پیکار لشکر میں شامل کرنا آسان ہو جاتا ہے، اور انہیں اس کا شعور تک نہیں ہوتا۔ ہلاکتوں کی جانب وہ کھینچے چلے جاتے ہیں اور اپنے آپ کو سمجھتے ہیں کہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو اچھا کام کر رہے ہوتے ہیں۔
- اور میں ان مباحث کے اندر کچھ ان ہی سرگرمیوں کا پردہ فاش کرنے کی کوشش کروں گا، جن کے جھانسے میں آ کر علم ودین کے نام پر ڈھیر سارے نئے ناموں اور شکلوں سے متأثر ہو کر لوگ جماعت در جماعت دھوکے کا شکار ہو رہے ہیں[1] گرچہ ان ساری سرگرمیوں کی بنیادی اصول قریب قریب ایک جیسے ہیں، لیکن جو شخص ان کی بعض قسموں کا حکم سمجھ لے گا، تو اس کے لیے بقیہ قسموں پر حکم لگانا آسان ہو جائے گا۔

---

[1] ان سرگرمیوں کا نئی نئی شکلوں میں اور ڈھیر ساری قسموں کے ساتھ سامنے آنا اس بات کی دلیل نہیں کہ ان کے علمی میدان بہت وسیع ہیں۔ بلکہ یہ سب ان کے بڑے بڑے اجلاس کے اخراجات کے لیے پیسے جمع کرنے کا طریقہ ہے۔

پهلی بحث

ریکی سے علاج

- بعض جھاڑ پھونک کرنے والوں نے اپنے جھاڑ پھونک کے عمل میں ایک ایسے طریقۂ علاج کو داخل کر دیا ہے جسے ''توانائی سے علاج'' یا ''ریکی سے علاج'' کا نام دیا جاتا ہے۔ ریکی دراصل ایک جاپانی لفظ ہے، جو دو اَجزاء ''ری'' بمعنیٰ کائناتی روح، اور ''کی'' بمعنیٰ: حیاتیاتی توانائی سے مل کر بنا ہے۔ اس لیے ''ریکی'' کو ایک ایسی حیاتیاتی قوت کے طور پر مانا جاتا ہے، جس کو روحِ کائنات سے ہدایت ملتی ہے۔[1]
- یہ ایک قدیم طریقۂ علاج ہے جس کا تانا بانا مشرقی فلسفوں اور بت پرست مذاہب سے جا کر ملتا ہے، اور جس کی بنیاد فطرت اور بشریت کو معبود کا درجہ دینے کے نظریے پر قائم ہے، اور اس عقیدے پر بھی قائم ہے کہ کائنات میں ایک ایسی قوت و توانائی موجود ہے جو ان کے گمان کے مطابق خالق (سارے جہاں کا پیدا کرنے والا) اور مدبر (چلانے والا) کے اوصاف سے متصف ہے۔ نعوذ باللّٰه من ذٰلك۔
- پھر ایک جاپانی بدھشٹ ڈاکٹر میکاو یوسوی نے اس طرزِ علاج کی تجدید کی، جس نے قدیم مشرقی ادیان کے علمی نصوص کا ایک عرصہ تک دراسہ و مطالعہ کیا، تاکہ وہ شفاء بخش معجزہ پھر سے ڈھونڈ نکالے، جو عیسیٰ علیہ السلام یا اصلی روایتوں کے بموجب گوتم بدھ کے پاس تھا۔ پس واقعہ یہ ہے کہ اس نے ایک بدھشٹ کاہن سے

---

[1] دیکھئے: الريكى للمبتدئين (ص:۱۹) بحوالہ: رسالة ماجستر، بعنوان: التطبيقات المعاصرة لفلسفة الاستشفاء الشرقية۔

ملاقات کی، جس نے اس کی یہ رہنمائی کی کہ سنسکرت زبان اور چینی ذخائرِ علمیہ کا مطالعہ کر کے درپردہ اپنے اندر اس معجزے کو تلاش کرے۔ اب کیا تھا! یوسوی تن تنہا ایک پہاڑ پر بسیرا کرنے لگا، جہاں اس نے تین ہفتوں تک روزہ رکھنے اور دھیان کرنے [1] میں محو رہا، اور یہ عزمِ مصمم کر رکھا تھا کہ شفاء یابی کا ملکہ وہ حاصل کر کے رہے گا، یا پھر وہیں مر کر ختم ہو جائے گا۔ بالآخر اس نے ایسی آوازیں سنیں جو مخصوص قسم کے رازدارانہ باتوں کا پتہ دے رہی تھیں۔ اور اس نے آسمان کے کناروں پر سے آتی ہوئی ایک عظیم روشنی دیکھی جس نے آ کر اس کی پیشانی پر ایسی ضرب لگائی کہ اس کا ہوش وحواس جاتا رہا۔ پھر اس کے بعد اس نے (بزعمِ خویش) اپنی مراد پالی، وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا، اور اپنے بعض حالات سے یہ سراغ لگایا کہ وہ ایک عجیب و غریب توانائی [2] کی بدولت شفاء یابی پر قادر ہو گیا ہے، اسی اثناء میں یوسوی جب ''ریکی'' کی تحقیق و جستجو میں محو تھا تو اسے ایک زوردار دماغی جھٹکا لگا اور ۹ مارچ ۱۹۲۲ء کو موت کی آغوش میں چلا گیا۔

- ''ریکی'' کو سیکھنے والا طالب علم دورانِ تعلیم اپنے معلم کے ساتھ مختلف مراحل سے گزرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ چوتھے اور آخری مرحلے تک پہنچ جاتا ہے۔ اس دوران بہت سے اسرار و رموز اور تعلیمات و ہدایات ہوتی ہیں، جن کا پردہ فاش کرنے کی مدتِ معینہ کے ختم ہونے سے قبل کسی بھی طالب کو اجازت نہیں ہوتی، اس پوری مدت میں معلم برابر اپنے شاگردوں کی نگرانی میں لگا رہتا ہے، اس کے بعد اگر انھیں رازداری اور رموز شناسی کے لائق سمجھتا ہے تو انھیں سب کچھ بتا دیتا ہے۔ [3]
- اس علاج کے کچھ بنیادی اصول وقواعد ہیں جنہیں اختصار کے ساتھ ہم پیش کر رہے ہیں۔

---

[1] یہ عمل توحید پرستوں کے (کائنات کی نشانیوں میں) غور وفکر کرنے اور مسلمانوں کے روزہ رکھنے جیسا نہیں تھا، بلکہ یہ بدھ مت کے طریقے پر مراقبہ کرنے اور نفس کو بھوکا رکھ کر بے حال کرنے کا ایک عمل تھا، تاکہ ایسا کر کے ماورائے فطرت اختیارات حاصل کر سکے، اور عالم جنات سے رابطہ کر سکے، جس کی تفصیل آگے آئے گی۔

[2] دیکھئے: رسالہ دکتورہ، بعنوان: " حركة عصر الجديد " (ص:۴۶۵) از: ڈاکٹر هيفاء بنت ناصر الرشيد۔

[3] دیکھئے: طاقة الريكي أسرار ومعرفة (ص:۸)

۱- ''ریکی'' کے قائلین کا یہ دعویٰ ہے کہ جسم کے اردگرد متعدد طبقوں اور مختلف رنگوں کا ایک ہالہ (گھیرا یا دائرہ) ہوتا ہے، (جسے نورانی جسم کہا جاتا ہے) اور اس مزعومہ[1] نورانی جسم میں بہت سے توانائی کے مراکز موجود ہوتے ہیں، جہاں سے پورے ہالے میں توانائی منتقل ہوتی ہے۔ نیز توانائی کے ان مراکز میں کچھ مخصوص طرز کے پتھر بھی ہیں۔ جہاں اِن ہی مراکز سے قوت وتوانائی بھیجی جاتی ہے۔ ریکی کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ خاص نوعیت کی ترتیب ونظام کا انتخاب کرے تاکہ اسے کائناتی توانائی کا احساس ہو سکے، اور اس نورانی جسم کو دیکھ سکے، اور اپنے ہاتھوں سے یا ننگی آنکھ سے دیکھ کر ان کا ادراک کر سکے کہ مزعومہ توانائی کے مراکز کہاں کہاں موجود ہیں؟

۲- ان کا دعویٰ ہے کہ ان کے پاس ایسا علم اور ایسی طاقت ہے جو مزعومہ نورانی جسم کو دیکھ کر بیماری لاحق ہونے سے پہلے ہی اس کا پتہ لگا لیتے ہیں۔

۳- ریکی کے ذریعہ علاج کرنے کے لیے ضروری ہے کہ نیت کو اس عمل پر مستحضر رکھا جائے۔ ہمت کو پختہ تر اور افکار کو یکجا کیا جائے، اسی پر پوری توجہ اور تخیل کو مرکوز کیا جائے، پھر اس توانائی کو مریض میں منتقل کیا جائے خواہ مریض کے جسم پر دونوں ہتھیلیوں کو پھیر کر اور قوت وتوانائی کے مراکز پر، ساتھ ہی مریض کے ان اعضاء پر بھی جہاں توانائی کے پہونچنے کا امکان کم ہو۔ یا وہ معالج دونوں ہتھیلیوں کو مزعومہ قوت کے مراکز کے قریب کر کے جسم کو چھوئے بغیر توانائی منتقل کر کے علاج کرے گا۔

۴- ریکی کے معالج کے لیے ضروری ہے کہ توانائی سے متعلق کچھ خاص قسم کے رموز کو تخیل میں لائے، اور اپنی زبان یا ذہن میں کچھ مخصوص الفاظ کو دہراتا رہے اور عموماً یہ الفاظ سنسکرت زبان میں ہوتے ہیں، جو الحادی معانی ومفاہیم پر مشتمل ہوتے ہیں۔

---

[1] اصحاب ریکی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہر ایک انسان کے دو جسم ہوتے ہیں: ایک تو مادی اور مرئی جسم، دوسرا: توانائی سے پُر نورانی اور غیر مرئی جسم۔ اور یہ نورانی جسم کچھ ''شاکرات'' یعنی توانائی کے مراکز پر مشتمل ہوتا ہے، اگر ان توانائی کے مراکز میں کوئی خلل آ جائے، تو جسمِ انسانی کے اعضاء بیمار ہو جاتے ہیں۔ دیکھئے: الأصول الفلسفية لتطوير الذات فی التنمية البشرية (۲۲۲/۱)

۵- ریکی سے علاج کرنے والے بعض لوگ مخصوص انواع واقسام کے خوشبو جلاتے ہیں، شمعیں روشن کرتے ہیں اور کائناتی توانائی کو حاضر ہونے کی درخواست کرتے ہیں اور بعض لوگ تو ڈاکٹر یوسوی کی طاقت وقوت کے حاضر ہونے کی صدا بلند کرتے ہیں۔

● ریکی سے علاج کی ٹریننگ دینے والی ایک خاتون کہتی ہے: دھونی دو، موم بتی جلاؤ، گانے کی آواز کو کم کردو، چشمے، کنگن، ہار اور کڑے اتار پھینکو...، پھر کائنات کی توانائی کو حاضر ہونے کی درخواست کرو۔ ڈاکٹر یوسوی اور ماسٹر ریکی کی توانائی کو دعوت دو، فرشتوں کے انوار اور کائنات کی طاقت وقوت کو پاس بلاؤ۔ ہاتھ پر ریکی کے رموز کو تحریر کرو، دائرے کی شکل میں وہیں اسی جگہ پر اس کی موجودگی کا خیال کرو اور چند منٹوں تک اپنے اختیار کردہ وضع اور کیفیت میں اس کے دھیان میں غرق رہو...[1]

٦- ان کا دعویٰ ہے کہ وہ دور ہی سے مریض کے علاج کرنے پر قادر ہیں، اگر چہ مریض الگ کسی ملک میں اور کسی دوسرے برِّ اعظم میں ہو۔ یہ رتبہ اس معالج کے لیے خاص ہے جو ان کے یہاں بہت اعلیٰ مقام ومرتبہ کو پہونچ چکا ہو۔

۷- ریکی کے بعض معالجین تصویروں، پتلوں، گڑیوں اور مجسموں کی مدد سے، کاغذ پر انسانی شکل بنا کر مریض کا علاج کرتے ہیں۔ اور کبھی تاریخ پیدائش اور نام وغیرہ جیسی بکواس بھری اور گمراہیوں سے لبریز چیزوں سے بھی مدد لیتے ہیں جو جادوگروں کے ساتھ خاص ہیں۔

۸- ان کا دعویٰ ہے کہ وہ لوگوں کے ذاتی احوال جیسے محبت، نفرت، جذبات اور فیصلے وغیرہ کو متأثر کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔

۹- ان کا دعویٰ ہے کہ وہ ''ریکی'' کے ذریعہ تمام بیماریوں کا علاج کرتے ہیں، گوناگوں مشکلات کا حل نکالتے ہیں حتی کے موسم اور آب وہوا کو بھی متأثر کرتے ہیں، کاشتکاری کے مشکلات کو حل کرتے ہیں، نیز اقوام عالم کو جن آفتوں، جنگوں، قحط سالیوں اور پریشان کن سیاسی حالات کا سامنا ہوتا ہے، ان سب کو حل کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔[2]

[1] دیکھئے : الوجوه الأربعة للطاقة (ص:٥١)۔

[2] مزید تفصیلات کے لیے ملاحظہ فرمائیں : التطبيقات المعاصرة لفلسفة الاستشفاء الشرقية (ص:٣٠٦-٣١٠)

● بسا اوقات مریض ریکی سے علاج کے دوران جسم میں احساس کا فقدان یا یک گونہ حرارت کا پھیلاؤ محسوس کرتا ہے، اور کبھی بے ہوش ہوجاتا ہے، یا گہری نیند کی آغوش میں چلا جاتا ہے۔ اوران میں سے بہتوں کا یہ گمان ہے کہ وہ اپنے ان اعمال سے کائنات کی عالمگیر قوت اور عقل کلی کے ساتھ ضم ہوجاتا ہے۔

● اس علاج کے متعلق میرے چند ملاحظات ہیں:

☆ **پہلا ملاحظہ:**

ریکی سے علاج کے تعلق سے سطور بالا میں جو مختصر وضاحت پیش کی گئی اس سے ظاہر و باہر ہے کہ ''ریکی'' سے علاج کرنے والوں اور جادوگروں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، سوائے نام کے، اور دونوں فریق کے مشترک علامات کچھ اس طرح سے ہیں:

۱- وہ سنیاسی (رہبانیت) اور تنہائی کی زندگی جو ڈاکٹر میکا ویوسوی نے دھیان کرتے ہوئے بھوک کی حالت میں اور بدھ مذہب کے طریقے پر روزہ رکھتے ہوئے گزاری، جس میں اس نے لوگوں سے علاحدگی اختیار کرلی تھی، یہاں تک کہ اس دوران اس نے روشنیاں دیکھیں اور آوازیں سنیں، یہ وہی تنہائی کی زندگی ہے جو پہلے زمانے میں جادوگر لوگوں سے الگ تھلگ ہوکر پہاڑوں اور جنگلوں میں گوشہ نشینی کیا کرتے تھے۔ اور کچھ مخصوص نوعیت کے وظیفے پڑھتے تھے، یہاں تک کہ ان کے پاس شیطانوں کی آمد ہوتی، اور وہ روشنیوں کا مشاہدہ کرتا، اور شیاطین انھیں کچھ طلسموں اور شرکیہ تعویذوں کے بارے میں بتاتا، جسے وہ لوگوں کے علاج اور جادو کے کام میں استعمال کرتے تھے۔

● شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مافوق الفطرۃ چیزیں ان خطرناک امور میں سے ہیں جن کا حصول اس وقت تک ممکن نہیں، جب تک کہ دل وجان اور مال واولاد کا خطرہ نہ مول لیا جائے، کیوں کہ اگر انسان بھوک اور تپسیا کی راہ اختیار کرلے تو اس کا دل، مزاج اور دین دھرم سب خطرات کا شکار ہوجاتے ہیں، اور بسا اوقات وہ پاگل ہوجاتا، اس کا جسم بیمار ہوجاتا، اس کا دین ختم ہوجاتا اور وہ شہوات کو ترک کرکے بدحواسی اور ناعقلی کی راہ اپنا لیتا ہے تاکہ وہ جناتی روحوں سے تعلق استوار کرسکے اور اپنی خواہشات کو اپنے جسم سے فنا کرسکے۔ (جیسا کہ احمدی فرقہ کے بدماغ لوگ کرتے ہیں)۔ بے شک اس

نے اپنی عقل کو خراب کیا اور اپنی مال و معیشت کو تباہ و برباد کر کے اپنے آپ کو بدبختی کا شکار بنایا۔ اور آخرت میں خود کو اللہ کے عذاب کے حوالے کیا کیوں کہ اس نے واجبات کو ترک کر کے محرمات کا ارتکاب کیا اور اسی طرح اگر اس نے قسموں اور منتروں پر مشتمل ناموں اور لفظوں کے ذریعہ جنوں کو مسخر کرنا چاہا تو اسے جان لینا چاہیے کہ اس نے ایسا کر کے اپنے آپ کو جنوں کی طرف سے آنے والی تکلیفوں اور سزاؤں کے لیے خود کو پیش کر دیا ہے۔[1]

- گزشتہ صدی میں ریکی سے علاج کرنے والوں کی حقیقتِ حال سے جس نے سب سے پہلے پتہ لگایا اور ان کی کج روی کو اجاگر کر کے ان کی غلط نقل وحرکت کا پردہ فاش کیا، وہ شیخ عبدالرحمٰن المعلمی رحمہ اللہ ہیں۔ انھوں نے اپنے رسائل اور تحریروں میں مختلف مقامات پر ان کے بارے میں گفتگو فرمائی ہے، چنانچہ اس مسئلہ میں ان کے بعض اقوال ذکر کیے جا رہے ہیں۔

جادو کی قوت کو حاصل کرنے کے طریقے:

۱۔ حکیموں کے یہاں قوتِ سحر کی حصولیابی کا مشہور ترین طریقہ یہ ہے کہ بھوک، شب بیداری، گوشہ نشینی اور مشاغل سے کنارہ کش ہو کر نفسانی ریاضت کی جائے، اور افکار کو کسی معین شئ پر مرکوز کر لیا جائے، نہ کسی جاندار کو کھایا جائے اور نہ ہی اس سے نکلنے والی کوئی چیز تناول کی جائے، ہمبستری سے دور رہا جائے، خاطر جمع رکھ کر سانسوں کو مخصوص طریقے پر مرتب کیا جائے وغیرہ وغیرہ۔ پس جو شخص بھی ان چیزوں پر پوری استعداد اور لگن کے ساتھ مداومت برت لے تو اس کا نفس ایک عجیب وغریب قوت کو حاصل کر لے گا اور یہی جادو ہے۔

- ان کا دعویٰ ہے کہ اس توانائی کے حصول میں جو چیزیں معاون ہوتی ہیں ان میں سے ایک چیز یہ ہے کہ ریاضت کرنے والا حسد، بغض اور لالچ سے دور ہو، تمام مخلوقات اور بطور خاص جانوروں کو نفع پہونچانا پسند کرتا ہو اور اس کے لیے کسی مذہب کی شرط نہیں۔ ہاں یہ نظریہ ضرور رکھتے ہو کہ جو چیزیں اس قوت وتوانائی کو حاصل کرنے میں معاون ومددگار ہوتی ہیں ان میں سے یہ بھی ہے کہ نفسانی ریاضت کرنے والا اپنے عقیدے کے مطابق جسے عبادت سمجھتا ہو، اس میں سخت محنت کرے، خواہ وہ عبادت اللہ کی ہو یا غیر اللہ کی۔[2]

---

[1] دیکھئے : مجموع الفتاوىٰ (۳۳۰/۱۱)

[2] آثار الشيخ العلامة عبد الرحمن المعلمي (۹۸۳/۳)

۲- پوشیدہ رموز کو استعمال کرنا جس کو بعض ریکی کرنے والوں نے نشر کیا ہے اور یہ رموز ساحروں کی کتابوں میں ذکر کردہ اسرار ورموز کے عین مشابہ ہیں۔

۳- وہ مریض کی تصویروں، اس کے نشانات یا گڑیوں یا تاریخ پیدائش سے مدد اور سہارا لیتے ہیں۔

۴- پتھروں کا استعمال کرتے ہیں اور انھیں جسم پر لٹکاتے ہیں یا اسے تکیہ کے نیچے یا گھروں میں رکھتے ہیں۔

۵- مریض کے آثار جیسے بال اور ناخن وغیرہ کا استعمال کرتے ہیں۔

۶- دور سے بھی علاج کرتے ہیں اگر چہ معالج اور مریض دونوں الگ الگ ملکوں میں ہوں، اور ان کا دعویٰ ہے کہ وہ مریض کے پاس وہ اپنی شفاء بخش قوت کو ارسال کر دیتے ہیں، اور یہ ہو بہو وہی کام ہے جو جادوگر شیطانوں کو بھیج کر کرتے ہیں، ورنہ یہ کون سی قوت ہے جو محض خیالوں میں غرق رہنے اور کچھ عبارتوں کو دہراتے رہنے سے ایک براعظم سے دوسرے براعظم اور ایک ملک سے دوسرے ملک کا فاصلہ طے کرنے پر قادر ہو جاتی ہے؟

۷- وہ لوگ توانائی اور ڈاکٹر یوسوی کی قوت کو حاضر کرنے کے لیے غیر اللہ کو پکارتے ہیں، گویا وہ وہی کام کرتے ہیں جو جادوگر اپنے مددگاروں کو بلانے اور شیطانوں کو حاضر کرنے کے لیے کرتے ہیں۔

۸- بہت سے مریضوں کو اس مزعومہ توانائی کا سامنا کرتے وقت جسم میں خشکی، کرنٹ اور جسم کے سُن ہو جانے کا احساس ہوتا ہے، انہیں ایک طرح کا جھٹکا اور بھاری پن محسوس ہوتا ہے۔ درحقیقت یہ سب آسیب کی علامتیں ہیں جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اور یہ سب علامتیں اس وقت ظاہر ہوتی ہیں جب جسم سے جن نکلنے کی کوشش کرتا ہے یا اس وقت جب جسم کے اندر داخل ہونے کی کوشش کرتا ہے۔

۹- ریکی سے علاج کرنے والا کچھ مخصوص قسم کے افعال کو انجام دیتا ہے اور بعض کلمات کو دہراتا ہے یہاں تک کہ جو شخص اس کے سامنے ہوتا ہے اسے محبت کرنے یا نفرت کرنے یا فیصلہ بدلنے کی قوت کو متأثر کر دیتا ہے اور یہ کام ہو بہو جادوگروں کے کام جیسا ہے جو وہ لوگوں کو توڑنے یا جوڑنے یا ایک دوسرے کو جدا کرنے کے لیے کرتے ہیں۔

۱۰- ہاتھ کو عجیب وغریب طریقے سے حرکت دینا، جس سے ایسا لگتا ہے کہ گویا وہ مریض کے جسم سے کوئی چیز پکڑ رہا ہے، پھر اسے دور کر رہا ہے، اور وہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اس طرح کر کے مریض سے مضر قوتوں کو دور کرتا ہے اور مفید قوتوں کو داخل کرتا ہے، اور ہو بہو یہی کام جادوگر بھی کرتا ہے یہ گمان کرتے ہوئے کہ وہ جسم سے جنات کو باہر نکالتا ہے۔

۱۱۔ وہ کچھ مخصوص الفاظ اور غیر مفہوم نظموں کا ترنم کرتے ہیں جن میں سے بعض تو بتوں کے لیے پوجا پاٹ کے نغمے ہوتے ہیں اور بعض مورتیوں اور معبودانِ باطلہ کے نام کی تسبیح ہوتی ہے۔

۱۲۔ وہ کسی محسوس سبب کا سہارا لیے بغیر غیبی چیزوں اور رازہائے سربستہ کی خبریں دیتے ہیں جیسے کہ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ نورانی جسم اور مزعومہ توانائی کو دیکھ کر بیماریوں اور آفتوں کو آنے سے قبل ہی اسے معلوم کر لینے کی طاقت رکھتے ہیں۔ جب کہ خود ریکی کا مؤسس وبانی ڈاکٹر یوسوی دماغی جھٹکے کی ناگہانی موت سے مرا۔ تو اس کی مزعومہ طاقت کہاں چلی گئی تھی؟ جو بیماری کے لاحق ہونے سے پہلے ہی جان لینے کا دعویٰ کرتا تھا۔ اگر موت اور بیماری کا تعلق کائناتی توانائی سے ہے، جیسا کہ اس کے بارے میں ان لوگوں کا گمان ہے اور وہ ہر طرح کی مشکلات کا حل نکال لینے کی صلاحیت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ تو ان کی مزعومہ طاقت اس وقت کہاں چلی گئی تھی؟

- ریکی سے علاج کرنے والے بہت سے لوگ اور ان کے غیر مسلم اساتذہ اپنے اس علاج کی حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں اور یہ بھی مانتے ہیں کہ ان کا رابطہ مخفی روحوں سے ہے اور وہ صراحتاً کہتے ہیں کہ ان کے علاج کا تعلق جادو اور کہانت سے ہے، لیکن ان کے بعض مسلم طلبہ اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ ان علاجوں اور مشقوں کی حقیقت کو دانستہ یا غیر دانستہ طور پر مخفی رکھیں۔

- ریکی کے عالمی مرکز کی ویب سائٹ پر جو بیانات موجود ہیں انہیں میں یہاں نقل کرتا ہوں جن میں وہ لوگ اس حقیقت کا اقرار واعتراف کرتے ہیں کہ ان کا رابطہ مخفی روحوں کے ساتھ ہے، جو ان کی راہنمائی کرتی ہیں۔

- ریکی کے عالمی مرکز کا مؤسس وبانی اپنی ویب سائٹ میں کہتا ہے کہ ریکی حیاتیاتی راہنمائی کرنے والی ایک روحانی طاقت ہے۔
- اسی مرکز کی ایگزیکٹیو ڈائریکٹر برائے ماسٹر ریکی لائسنس نے مذکورہ تعریف ''الموجة روحیاً''(روحانی ترنگ) کی تشریح کرتے ہوئے کہتی ہے کہ: یہ ہرصورت میں لائق تقدیس اور قابل احترام ہے کیوں کہ زندگی کے تمام گوشوں میں اس معبود کی تعظیم کی جاتی ہے جو داخل میں ہے اور خارج میں بھی ہے۔ اور پھر آگے تشریح کرتے ہوئے کہتی ہے کہ: کون ہے وہ جو معالج کی راہنمائی کرتا ہے؟ پس حقیقی روحانی مرشد آپ کی روح کے ساتھ رابطہ کرتا ہے، اور آپ کی زندگی میں توانائی منتقل کرنے کے امکانیات کی آپ کے سامنے تجویز پیش کرتا ہے، وہ محض ایک توانائی ہے جسے انسان اپنے پاس حاضر کرنے کے لیے مدد اور تعاون کی درخواست کرتا ہے۔ اور پھر یہی وہ توانائی ہے جو رابطہ کرنے اور تجاویز پیش کرنے کے طریقۂ کار کو اختیار کرتی ہے۔
- آگے وہ کہتی ہے کہ: ان مرشدوں کو دیکھا جاسکتا ہے جب ان سے دیدار کرنے کا مطالبہ کیا جائے اور یہ اس وقت ہوگا جب آدمی نورانی توانائی کے دیدار کی بے قراری بہت زیادہ بڑھالے۔ یہ مرشدین مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتے ہیں، جیسے انسان یا حیوان کی شکل میں، توانائی کی مداومت کی شکل میں، روشنی کے دائرے کی شکل میں، یا نورانی چمک کی شکل میں، اس طرح کی مختلف شکلوں میں ظاہر ہوسکتے ہیں۔ اور کبھی محسوس شکل میں آتے ہیں، کبھی جلد میں درد، جسم کے کسی عضو میں پھڑ پھڑاہٹ اور بے چینی کے طور پر بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ اور بعض لوگ تو اپنے روحانی مرشد سے کچھ شرطیہ پیغامات بھی سنتے ہیں گویا ان راہنما توانائیوں کے ظاہر ہونے کے طریقوں کی کوئی حد نہیں ہے۔
- یہ ساری باتیں اس حقیقت کی تائید کرتی ہیں کہ جن وشیاطین ہی ان لوگوں کی راہنمائی کرتے ہیں، اور ان کے ساتھ کھلواڑ کرتے ہیں۔

☆ دوسرا ملاحظہ:

یہ ملاحظہ سانسوں، نیتوں اور تخیلات کے توسط سے توانائی کے ارسال کیے جانے کے متعلق ہے، جس کا وہ لوگ ذکر کرتے ہیں۔ تو یہ بھی جادو کی ایک قسم ہے جو پرانے زمانے میں پائی جاتی تھی بلکہ یہ جادو کی بدترین قسم ہے جیسا کہ ابن خلدون رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے: جادو کرنے والے نفوس کے تین مراتب ہیں، جن کی تشریح آ رہی ہے۔ **پہلا مرتبہ**: ان نفوس کا ہے جو فقط عزم و ہمت سے اثر ڈالتے ہیں، انہیں کسی آلہ یا مددگار کی ضرورت نہیں ہوتی ہے، اور یہی وہ چیز ہے جسے فلاسفہ جادو کا نام دیتے ہیں... [1]

- حقیقت تو یہ ہے کہ شیاطین ان کی مدد کرتے ہیں اور ان کے ساتھ کھلواڑ کرتے ہیں، لیکن انہیں اس کا شعور تک نہیں ہوتا۔ جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس حقیقت سے قوم کو متنبہ کیا ہے، اور اپنی کتاب کے اندر متعدد مقامات پر ان لوگوں کے بارے میں نہایت نفیس گفتگو فرمائی ہے۔ جو توانائی سے علاج کے دعویداروں پر مکمل طور پر فٹ آتی ہے۔ اور ایسا لگتا ہے کہ وہ ہمارے ہی درمیان جی رہے ہیں، ان لوگوں کو دیکھ رہے ہیں اور پوری باریکی کے ساتھ ان کے احوال و کیفیات کا نقشہ کھینچ رہے ہیں۔
- شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں کہ: مشرکین یونان بتوں کی پوجا کر رہے تھے، جادو کی کارستانیاں جھیل رہے تھے، جیسا کہ ارسطو وغیرہ کے متعلق یہ بات ذکر کی جاتی ہے۔ شیاطین انہیں گمراہ کر رہے تھے اور شیطانوں ہی کی مدد سے ان کا جادو پایۂ تکمیل تک پہنچتا بھی تھا۔ لیکن افسوس کہ انہیں یہ پتہ ہی نہیں تھا کہ یہ سب شیطانوں کی جانب سے ہے۔ [2] بلکہ بسا اوقات تو وہ شیطانوں کے وجود کو مانتے ہی

---

[1] تاریخ ابن خلدون (ص:٦٥٦-٦٥٧)

[2] ان میں سے بہت سے لوگ سخت ترین تاکیدی قسمیں کھاتے ہیں کہ جنوں اور جادو کی دنیا سے ان کا کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ لوگ اس بات کی قسمیں کھاتے ہیں جسے برحق اور سچ سمجھتے ہیں، لیکن انسان کبھی جادو کی دہلیزوں پر پہنچ جاتا ہے اور کہانت وعرافت کے دلدل میں دھنستا چلا جاتا ہے، پر اسے شعور تک نہیں ہوتا۔ کبھی تو وہ جنات کو بعض ترتیب و نظام، مشق و ممارست اور جملوں اور الفاظ کی رٹ لگا کر پاس بلا رہا ہوتا ہے، اور اس کا اسے علم ہی نہیں ہوتا۔ وہ کچھ چیزوں کو دیکھتا اور محسوس بھی کرتا ہے، لیکن سمجھتا ہے کہ وہ توانائی ہے جو اس میں جذب کر گئی ہے، جبکہ حقیقت یہ ہوتی ہے کہ شیاطین اس پر وارد ہوئے ہوتے ہیں اور بے چارہ گمان کر رہا ہوتا ہے کہ اسی مخصوص توانائی کے پاس کھینچ کر آ گئی ہے اور وہی توانائی مریض کے جسم میں داخل ہو گئی ہے، لیکن درپردہ شیاطین اپنا کام کر رہے ہوتے ہیں اور وہ بے چارہ غافل میں رہتا ہے۔

نہیں تھے، اور یہ گمان کرتے تھے کہ یہ سب کھیل نفسانی قوت اور فطری امور کے قبیل سے ہے یا یہ فلکیاتی طاقتیں ہیں؛ کیونکہ یہی تین قوتیں ابن سینا اوران کے ماننے والوں کے نزدیک عجائبِ عالم کے اسباب ہیں۔

یہ لوگ ان تین قوتوں کے سوا شیطانوں کے افعال سے بالکل ہی نابلد ہیں، جو شیطان دنیا کی ان برائیوں میں سب سے زیادہ پُر تأثیر ہیں، اسی طرح یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ان فرشتوں کو بھی نہیں جانتے ہیں جو آسمان اور زمین میں ہر طرح کے خیر کا سبب ہیں۔

اور یہ لوگ جو دعویٰ کرتے ہیں کہ فرشتے ہی عقول عشرہ ہیں یا یہی نفس کے اندر موجود صالح قوتیں ہیں اور یہ کہ شیاطین ہی خبیث قوتیں ہیں، یہ ایسا دعویٰ ہے جس کا فاسد ہونا دلائل عقلیہ سے ثابت ہے اور رسول اللہ ﷺ کے دین میں اس کا فاسد ہونا ایک بدیہی امر ہے۔[1]

- یہی معاملہ ان لوگوں کا بھی ہے جو ان باطل اور جعلی علوم کی ترویج کرتے ہیں، اور یہ زعم رکھتے ہیں کہ فرشتے مثبت توانائی ہیں اور شیاطین منفی قوت وتوانائی کے نام ہیں، پھر ہر ایک خیر وشر حتیٰ کہ پروردگار عالم کے افعال کی بھی یہی تفسیر کرتے ہیں، اور ہر طرح کے خیر وشر کا رشتہ مزعومہ توانائی سے جوڑ دیتے ہیں جبکہ اس باطل اور جعلی علم کا نتیجہ ایک مسلمان کے حق میں بڑا ہی خطرناک ہے یعنی یہ عقیدہ وحدۃ الوجود[2] کا اقرار ہے۔ ریکی کے تطبیقی عملوں میں اس عقیدے کا پرتو روزِ روشن کی طرح عیاں ہے، بلکہ یہ عقیدہ ریکی کی بنیادی اصولوں کا ایک جزء لا ینفک ہے۔[3]

- **تنبیہ:** اکثر مسلمان لڑکے جو اس علاج کا مشق وممارست کرتے ہیں وہ نہ تو اس فلسفہ کو سمجھتے ہیں، اور نہ ہی اللہ کے فضل وکرم سے اس کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ بس وہ دوسروں کی باتوں کی بعض اساسی اصطلاحات اور سرگرمیوں کی تہہ تک پہونچے بغیر ہی نقل کردیتے ہیں۔

---

[1] الرد على المنطقيين (ص:١٠٦) نیز ملاحظہ فرمائیں یہ کتاب: قاعدة عظيمة فی الفرق بين عبادات أهل الإسلام و الإيمان و عبادات أهل الشرك والنفاق (ص:١٣٧)

[2] وحدۃ الوجود کا عقیدہ کفریہ عقائد میں سے ایک ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ خالق اور مخلوق دونوں ایک ہی ذات ہیں، خالق ہی مخلوق ہے اور بندہ ہی معبود ہے۔ دیکھئے: فتاویٰ نور على الدرب از: علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ (١٢/ ٧٧)

[3] عقیدۂ وحدۃ الوجود کا توانائی سے علاج کرنے کا اس کا کیا تعلق ہے؟ اس مسئلے کی تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: التطبيقات المعاصرة لفلسفة الاستشفاء الشرقية (ص:٣٠٢-٣٠٥)

☆ **تیسرا ملاحظہ:**

''ریکی'' کے قائلین کا جو دعویٰ ہے کہ جسم کے اردگرد متعدد طبقوں اور مختلف رنگوں کا ایک ہالہ (گھیرایا دائرہ) ہوتا ہے، (جسے نورانی جسم کہا جاتا ہے) اور اس مزعومہ نورانی جسم میں بہت سے توانائی کے مراکز موجود ہوتے ہیں، جہاں سے پورے ہالے میں توانائی منتقل ہوتی ہے۔ نیز توانائی کے ان مراکز میں کچھ مخصوص طرز کے پتھر بھی ہیں۔ جہاں ان ہی مراکز سے قوت وتوانائی بھیجی جاتی ہے۔ ساتھ ہی ان کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ کچھ مغربی تحقیقات ہیں جن سے اس دعوے کی تائید ہوتی ہے۔

- اس پر میں کہنا چاہوں گا کہ:
- **اول:** صریح اور واضح دلیلوں سے ثابت ہے کہ پتھروں اور معدنوں (دھاتوں) سے تبرک حاصل کرنا حرام ہے۔ چنانچہ کسی مسلمان کے لیے یہ عقیدہ رکھنا جائز نہیں ہے کہ ان میں شفاء کی طاقت اور ایسی قوت ہے جو خیر کا سبب بنتی ہے، ہالے کو مضبوط کرتی ہے، یا محض ان میں توجہ مرکوز کرنے سے، یا اسے گھر میں رکھ دینے سے، یا جسم پر لٹکا لینے سے یا بیگ میں لیے رہنے سے وہ مال ودولت میں اضافہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ ان باطل علوم کو ترویج دینے والوں کا معاملہ ''سترین'' نامی پتھر کے ساتھ ہے، اور بعض ان پتھروں کے ساتھ بھی ہے جن کو وہ لوگ احجار کریمہ (نفیس پتھر) کہتے ہیں۔

چنانچہ حجر اسود، جو کہ جنت سے نازل شدہ ایک پتھر ہے، جس کو انبیاء اور صالحین کے ہاتھوں نے چھوا ہے، جو مسلمانوں کے قبلہ کی دیوار پر نصب ہے، اس کے بارے میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: بے شک میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے، تو نہ نقصان پہونچا سکتا ہے اور نہ ہی نفع دے سکتا ہے، اگر میں نے نبی ﷺ کو تجھیں بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔[1]

یہ تو حیثیت ہے حجر اسود کی، پھر دوسرے پتھروں کی کیا حیثیت اور کیا طاقت وقوت ہو سکتی ہے؟!!

- **دوم:** جہاں تک ان کا دعویٰ ہے کہ بعض یونیورسٹیوں کی تحقیقات اور مقالے توانائی سے علاج کی تائید کرتے ہیں۔

[1] صحیح بخاری (۱۵۹۷) صحیح مسلم (۱۲۷۰)

تو میں کہتا ہوں کہ: ہر علمی تحقیق کا دعویٰ مبنی برحق نہیں ہوتا کیونکہ اس طرح کے بہت سارے دعوے ہیں جن کی اگر چھان بین کی جائے تو پتہ چلے گا کہ اصول وضوابط پر قائم منضبط علمی ریسرچ کی کسوٹی پر ان کا کوئی وزن نہیں ہوتا۔ بلکہ علمی تحقیقات کی موجودگی کے بہت سارے دعوے ایسے ہیں جو تحقیق و تفتیش کے بعد بالکل جھوٹے ثابت ہوتے ہیں، اور پتہ چلتا ہے کہ ان تحقیقات کا کوئی وجود ہی نہیں، چہ جائے کہ مزعومہ ریسرچ کی صحت کی تحقیق کی جائے۔

- **ان میں سے بعض لوگوں کا یہ دعویٰ ہے کہ تصویر کشی کا وہ آلہ جسے ''کیرلیان'' کہا جاتا ہے، وہ توانائی کے دائرے کا فوٹو لیتا ہے۔**

جبکہ صحیح بات یہ ہے کہ یہ ایک آلہ جو جسم کے اردگرد موجود صرف جسم سے خارج برقی مادے کی تصویر لیتا ہے۔ اور یہ بات فیزکس (علم طبیعیات) کے ماہرین کے نزدیک معروف ہے۔ اور مزعومہ ہالۂ توانائی کی تصویر کشی سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لیے تصویر کے اندر ہالے کے متعدد طبقات اور بڑے حجم اور مختلف رنگوں کے ساتھ توانائی کے مراکز کو آپ ہرگز نہیں پا سکتے۔ جیسا کہ یہ لوگ اپنے تربیتی پروگراموں اور کتابوں میں رائج کرتے ہیں۔[1]

- **سوم:** ریکی سے علاج کرنے والے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اس ہالے کو اور اس مزعومہ توانائی کو ننگی آنکھوں سے وہی شخص دیکھ سکتا ہے، جو ان کی طرح مشق و تمرین کرے اور ان کے اسباق کی مشق و ممارست کرے، اسی لیے علاج کی نشستوں میں آپ انہیں دیکھیں گے کہ وہ اپنے ہاتھوں سے عجیب وغریب حرکتیں کرتے ہیں، جو ایسا لگتا ہے کہ وہ کسی چھونے کی چیز کو پکڑ رہے ہیں۔ اور مریض کے جسم سے کھینچ کر اسے دور پھینک رہے ہیں، اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انہوں نے مریض کے جسم سے منفی توانائی کو کھینچ کر پھینک دیا ہے۔ اور پھر اپنے ہی ہاتھوں کو ایک دوسرے پر مار کر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انہوں نے ہتھیلیوں میں موجود منفی توانائی سے ہتھیلیوں کو پاک کر ڈالا ہے!!

---

[1] دیکھئے: رسالہ دکتورہ بہ عنوان: الأصول الفلسفية فی تنمية البشرية (۳/۱۱۳۹-۱۱۴۲) اور یہ کتاب ''الهالة النورانية بين العلم و الدين'' اور وہ دستاویزی فلم جسے ''نا شيونال جيو چرافيك'' چینل نے اس آلہ کی حقیقت بیان کرنے کے لیے پیش کیا تھا۔ جس کے بارے میں دعویٰ ہے کہ وہ توانائی اور ہالے کی تصویر کشی کرتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اگر یہ چیز ظاہری اور مادی دنیا سے تعلق رکھتی ہے جسے محسوس کیا جاسکتا ہو اور چھوا جا سکتا ہو تو اسے دیکھنے میں تمام دیکھنے والی آنکھوں کا معاملہ یکساں ہونا چاہیے۔ دوسرے لوگوں کو بھی اسے چھو کر دیکھنے کا موقع ملنا چاہیے۔ جدید سائنس جو ذرے کے اندر کی چیزوں کو دیکھ لیتی ہے، تو کیا کئی میٹر طویل مختلف رنگوں، شکلوں اور مختلف مراکزِ توانائی پر مشتمل ہالے کو دیکھنے سے عاجز رہے گی؟

رہی یہ بات کہ توانائی کا معالج توانائی کے ہالوں اور اس کے مراکز کو کیسے دیکھ لیتا ہے؟ جبکہ دوسرے لوگ اسے نہیں دیکھ پاتے، تو اس بات کی توجیہ دو طرح سے کی جاسکتی ہے:

- **پہلی توجیہ:** یا تو یہ سب توہمات اور بے بنیاد خیالوں کی پیداوار ہیں، گویا عقل و نگاہ مشکل ترین تمرین اور مشقوں کے نتیجے میں اس پڑاؤ پر آپہونچتی ہے کہ غیر حقیقی چیزوں کا تخیل کرنا اس کی عادت بن جاتی ہے۔
- علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: خلاصہ یہ ہے کہ انسان جب کسی چیز کے خیالوں میں ڈوب جاتا ہے تو بسا اوقات یہ خیالات اس کے دل میں اس قدر گھر کر جاتے ہیں کہ وہ انہیں حقیقت سمجھ بیٹھتا ہے تو یہ ایک مصیبت ہے۔[1]

جو شخص ان تمارین کو دیکھ لے وہ اس حقیقت کا انکار نہیں کرسکتا۔ بلکہ اس کے لیے یہ سمجھنا بھی بعید نہیں ہوگا کہ متعلقہ شخص دماغی خلل کا شکار ہے، یا ایسے نشے میں مست ہے جو شراب کے نشے سے کہیں بڑھ کر ہے۔[2]

اور میں نے خود ایسے شخص کو دیکھا ہے جو اس طرح کی مشقوں کے چکر میں پڑ کر بوکھلا ہٹوں اور بے جا اوہام وخیالات کا شکار ہوگیا ہے۔ اور انھیں اس کا اعتراف بھی ہے، لیکن بہانہ یہ کرتے ہیں کہ نہیں، یہ سب اوہام نہیں، بلکہ موصوف نے ایسی عظیم توانائی کا سامنا کیا ہے، جسے برداشت کرنا جسم اور عقل کے بس کی بات نہیں۔ بناء بریں ان کی عقل خراب ہوگئی ہے۔

[1] اللقاء الشهری (۱/۲۱۵)

[2] بے جا اوہام وخیالات میں پڑنے کی خطرناکی کے تعلق سے ماہرینِ علم النفس کی باتیں تنویم مقناطیسی کی بحث میں عنقریب آئیں گی۔

- **دوسری توجیہ:** جب دل بے جا اوہام وخیالات میں مبتلا ہو جائے تو اس کے ساتھ عقل بھی ضعف وخلل کا شکار ہو جاتی ہے۔ پھر اسی بناء پر متعلقہ شخص شیطانوں کے کھلواڑ کا شکار ہو جاتا ہے، ٹھیک ریکی سے متعلقہ افراد کی طرح جو گھنٹوں، ایام اور مہینوں تک کسی معدوم شئی کے خیالوں میں غوطہ زن رہتے ہیں، اور چاہتے ہیں کہ مزعومہ توانائی کو اس کے مراکز کے ساتھ دیکھ لیں، اور اس کے رنگوں، طبقوں اور دھاروں کا مشاہدہ کر لیں۔
- شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ان کی حقیقت بس اتنی ہے کہ وہ اپنے دلوں میں کوئی چیز سوچتے ہیں، پھر یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ چیز خارج میں موجود ہے اور اس پر شیاطین ان کی مدد کرتے ہیں؛ کیوں کہ شیطانوں کو انسانوں کے خیالات میں تصرف کرنے کی قوت حاصل ہے اور وہ لوگوں کے خیالات میں ایسی باتیں ڈالتے رہتے ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ اور ان کے محققین کا کہنا ہے کہ حقیقت کی بنیاد خیالوں کی سرزمین ہے۔[1]
- شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں کہ: اسی بناء پر یہ لوگ اس خیال کی تعظیم کرتے ہیں، جس خیال کی تعظیم ابن عربی کرتا تھا۔ اور یہ ان لوگوں کے نزدیک حقیقت کی بنیاد ہے، اسی لیے جن وشیاطین ان کے لیے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور یہ لوگ دو متضاد چیزوں کے درمیان تطبیق کے قائل ہیں۔ جو کہ بے بنیاد اور باطل خیالوں کے قبیل سے ہے۔ جن وشیاطین ان پر باتوں کا القاء کرتے ہیں، جنہیں وہ سنتے ہیں۔ ان پر ایسی روشنیاں بکھیرتے ہیں جنہیں وہ دیکھتے ہیں اور وہ اسے کرامات سمجھ بیٹھتے ہیں، جبکہ یہ سب شیطانی احوال ہوتے ہیں، رحمانی احوال سے ان کا دور دور کا بھی رشتہ نہیں ہوتا۔ اور مذکورہ بالا چیزوں کا شمار جادو میں سے ہوتا ہے۔[2]
- علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مختصر یہ کہ جادو کو ان ہی دلوں پر اثر انداز ہونے کی قوت حاصل ہوتی ہے جو قدرے ضعیف، حساس، کمتر چیزوں اور سفلیات کی طرف زیادہ مائل ہونے والے ہوتے ہیں۔

---

[1] الرد علی المنطقیین (ص:۳۰۹)

[2] الردعلی الشاذلی فی حزبیه، و ما صنفه فی آداب الطریق (ص:۱۴۸)

لوگوں کا کہنا ہے کہ: جادوزدہ شخص خود اپنے دل میں جادو کو جگہ دیتا ہے؛ کیوں کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس کا دل کسی چیز پر برابر لگا رہتا ہے اور وہ بار بار اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے، پھر وہ چیز کثرتِ التفات کی بناء پر اس کے دل میں گھر کر جاتی ہے۔ اور خبیث روحیں ان ہی روحوں پر مسلط ہوتی ہیں، جن روحوں کو وہ مسلط ہونے کے لیے تیار پاتی ہیں ان کے اس جانب مائل ہونے کی وجہ سے جو ان خبیث روحوں کے مناسب ہوتی ہے۔ کیوں کہ وہ روحیں الٰہی قوتوں سے خالی اور غافل ہوتی ہیں۔ [1]

☆ چوتھا ملاحظہ:

ان لوگوں کے طریقۂ کار کی سب سے خطرناک چیز جو ہے وہ یہ کہ یہ لوگ ظاہری طور پر کسی بھی دین اور مذہب کی مخالفت نہیں کرتے۔ اگر چہ باطنی طور پر دین کے ستون کو ڈھا دینے اور اس کے قلعے کو پاش پاش کر دینے کی سعی اور کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ چنانچہ وہ کسی بھی دین اور دھرم کے سانچے میں ڈھل جاتے ہیں، پھر بعد میں زہر افشانی شروع کر دیتے ہیں۔ اگر وہ نصرانیوں کے کسی شہر میں ہوں تو کہتے ہیں کہ: ''نصرانیت ہی توانائی کا منبع ہے'' اگر وہ مسلمانوں کے کسی شہر میں ہوں تو کہتے ہیں کہ: ''اسلام ہی توانائی کا سرچشمہ ہے اور قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر و اذکار سے توانائی حاصل ہوتی ہے'' اور یہ اعمال مزعومہ ہالے کو تقویت دیتے ہیں۔ سورہ بقرہ کی تلاوت منفی توانائی کو دور کر دیتی ہے اور عجوہ کھجور کھانے سے جسم میں نیلے رنگ کا ہالہ تیار ہوتا ہے۔ [2] یہاں تک کہ انہوں نے اس طریقۂ علاج کو رواج دیا جسے ''لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰہ کی شعاعوں سے علاج'' کا نام دیتے ہیں، اس طرح کہ معالج یہ تصور کرتا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کی شعاعیں ہوتی ہیں، پھر وہ از راہ تخیل ان شعاعوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ پھر وہ اپنے باطل ادیان سے اخذ کردہ طریقوں کے ذریعہ اسے مریض میں منتقل کر دیتا ہے۔

[1] زاد المعاد (۴/۱۱۷)

[2] اس میں کوئی شک نہیں کہ عجوہ کھجور کھانے سے جادو سے تحفظ میں انسان کو بڑا فائدہ حاصل ہوتا ہے، لیکن کوئی ایسی معتمد علمی تحقیق نہیں ملتی جو عجوہ کھجور کھانے سے نیلے رنگ کا ہالہ بننے کا اثبات کرے۔ لیکن افسوس کہ ان اوہام کو اتنا عام کر دیا گیا کہ لوگ اس درجے کی حقیقت اسے سمجھ بیٹھے کہ جس میں اب کسی بحث و نقاش کی ضرورت نہیں۔

● آپ ذرا غور فرمائیں: اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے حفظ وامان میں رکھے کہ یہ لوگ کیسے اپنی لایعنی قصے کہانیوں کی نشر واشاعت کے لیے ہمارے دین اور کلمۂ توحید کو ڈھال بناتے ہیں۔ اور کیسے ان بکواس اور جادوئی کارستانیوں کو اسلام جیسے خالص دین میں داخل کرتے ہیں !

● علامہ عبدالرحمٰن معلّمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ریاضت اور تپسیا کی حقیقت کو جاننے والے لوگ کسی خاص دین کی شرط نہیں لگاتے، نہ ہی ان کے یہاں کسی مکتب فکر کی قید ہوتی ہے، بلکہ وہ یہ چیزیں ہر ایک انسان کو سکھاتے ہیں، چاہے اس کا دین ومسلک جو بھی ہو۔ اور اسے ان ہی عبادتوں پر مداومت برتنے کی نصیحت کرتے ہیں جن کا وہ اعتقاد رکھتا ہے، چنانچہ وہ مسلمانوں کو نماز وروزہ کی نصیحت کرتے ہیں۔ بت پرستوں کو بتوں کے پاس حاضری دینے کا مشورہ دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ان کا یہ ماننا ہے کہ عبادت اور پوجا پاٹ کرنے سے ریاضت کا جو اصل مقصد ہے اسے حاصل کرنے میں مدد ملتی ہے۔ بطور خاص خاطر جمع رکھنے، قوتِ فکر کو مرکوز رکھنے اور خیالی قوت کو مضبوط کرنے میں کافی مدد ملتی ہے...

یہاں تک وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص ریاضت کو اس چاہت میں کرتا ہے کہ اسے غیبی خبروں کا انکشاف اور تاثیر کی قوت حاصل ہو۔ تو وہ سراسر گمراہی میں ہے۔ کیوں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جادو سیکھنے کے لیے ریاضت کر رہا ہے۔ اور جو شخص تلاشِ حق میں ریاضت کرتا ہے وہ یقینی طور پر اس طاقت وقوت کے دھوکے میں آجاتا ہے اور شیاطین اس کے ذہن میں ایسی باتیں ڈالتے ہیں جنہیں وہ اپنا موقف بنالیتا ہے۔ اب اگر نفسانی خواہشات کے طور پر وہ ایسا موقف اختیار کرے تو اس کو واقعی جادوگر کہا جائے گا۔ اور اگر ایسا موقف یہ گمان کرتے ہوئے اختیار کرے کہ وہ اولیاء اللہ میں سے ہوگیا ہے تو اسے یاد رکھنا چاہیے کہ وہ درحقیقت اولیاء الشیطان کی صف میں داخل ہوگیا ہے۔[1]

● ان لوگوں کی دعوت کا جو نہایت خطرناک پہلو ہے وہ یہ کہ انہوں نے مختلف سوسائٹی کے تمام طبقوں کو اپنی ہدف کا نشانہ بنایا ہے۔ خواہ وہ ڈاکٹر ہوں یا کوئی اور، مریض ہوں یا صحت مند، افراد ہوں یا جماعتیں،

[1] آثار الشیخ العلامة عبد الرحمٰن المعلمی (۲۵۴/۶-۲۵۹)

طالب علم ہوں یا مدرسین، کارخیر کرنے والے ہوں یا تجار، انجنیئر ہوں یا شریعت کا اہتمام کرنے والے۔ غرض ہر وہ شخص جو خیال میں آیا اسے انھوں نے اپنا نشانہ بنالیا، یہاں تک کہ انہوں نے چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی فلمی کارٹونوں کے ذریعہ اپنا ہدف بنایا ہے، جن میں ریکی، یوگا[1] یا اس جیسے دیگر شرکیہ مراقبوں اور رسم ورواج کی خوب ترویج کی گئی ہے۔ جو ذات اور فطرت کو معبود ماننے کے عقیدے پر قائم بعض مشرقی مذاہب کے ساتھ خاص ہے، اور افسوس کہ ان فلموں کا عربی ترجمہ بھی ہو چکا ہے جو ہمارے بچوں کے درمیان وسیع پیمانے پر پھیل بھی چکی ہے لیکن ہم ہیں کہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

● **آپ ان سرگرمیوں کی خطرناکی کو جان سکیں اس لیے میں یہ عرض کردوں کہ:**

☆ بے شک نصرانی مذہب کے پیروکار لوگ بھی اپنے مذہب میں تحریف اور باطل عقیدے کے باوجود اپنے پیروکاروں سے ڈرے ہوئے رہتے ہیں کہ کہیں وہ ان افکار اور سرگرمیوں سے متأثر نہ ہوجائیں۔ چنانچہ اس بلا سے ڈرانے اور چوکنا کرنے کے لیے ۱۹۷۰ء کی دہائی میں سب سے پہلی نصرانی

---

[1] **یوگا:** ایک سنسکرت لفظ ہے جس کا معنیٰ ہے: ذاتِ فرد کا ذاتِ کائنات کے ساتھ متحد ہوجانا، ضم ہوجانا۔ یہ بعض بت پرست مذاہب کی روحانی مشقیں (اکسرسائزز) ہیں، جن کے ذریعے عقیدۂ وحدۃ الوجود کے اثبات کا قصد وارادہ ہوتا ہے۔ اور یہ ایک کفریہ عقیدہ ہے جو ایک خالق کے اثبات، توحیدِ الوہیت، توحیدِ ربوبیت اور توحیدِ اسماء وصفات کو بروئے کار لانے والے اسلام کے پاک صاف عقیدے کے برخلاف، اور اس سے متصادم ہے۔ یوگا کی بعض قسمیں یہ ہیں: کہ یوگا کرنے والا کچھ مقدس الفاظ اور جملوں، جن میں سب سے مشہور لفظ ہے ''أوم'' کا ورد کرتا ہے۔ یا بسا اوقات اپنے معبودوں کے نام جپتا رہتا ہے محض اس ارادے سے کہ اس سے حیاتیاتی توانائی ایک مرکز سے دوسرے مرکز کی طرف منتقل ہوتی ہے، یا خوابیدہ توانائی جاگ جاتی ہے۔

یوگا کے لے متعدد جسمانی ہیئتیں ہوتی ہیں جنہیں ہندو لوگ اپنی عبادتوں میں اختیار کرتے ہیں، جیسے ''لوتس'' اور ''مورا أوم'' اور درخت کی ہیئت اور سب سے اہم ہیئتوں میں سے ایک ''سوریہ نمسکار'' ہے جو متعدد حرکتوں سے مرکب ایک ہیئت و کیفیت سے عبارت ہے جسے سنسکرت زبان میں ''آٹھ عضوؤں کے ساتھ سورج کے لیے سجدہ ریز ہونا'' کہتے ہیں۔ اور وہ دونوں قدم، دونوں گھٹنے، دونوں ہاتھ، سینہ اور پیشانی ہیں۔ دیکھیں یہ کتابیں: حركة العصر الجديد (ص:۴۷۳-۴۷۵) التطبيقات المعاصرة لفلسفة الاستشفاء الشرقية (ص:۳۶۴-۳۶۶)۔

کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اس طرح کی ریاضتوں کی مشق وممارست کرے جو ان مشرقی ادیان ومذاہب کے ساتھ خاص ہیں، اور وہ سراسر غیر اللہ کی عبادتیں ہیں۔ ہاں! جو جسم کے لیے مفید ورزش اور کسرت کرنا چاہے تو اس کے لیے دروازہ کھلا ہے، بشرطیکہ وہ ورزشیں شرکیات اور شبہات سے خالی ہوں۔

تحریر منظر عام پر آئی تھی۔

☆ پھر اس کے بعد ۱۹۸۰ء کی دہائی میں پے در پے کئی ناقدانہ تحریریں آتی رہیں۔

☆ ۲۰۰۳ء میں واٹیکان نے اس سلسلے میں ایک طویل محضر نامہ شائع کیا تھا، جو چھ سالوں سے جاری ایک ریسرچ کا خلاصہ تھا، اس میں انہوں نے ان ساری مشرکانہ سرگرمیوں کو بیان کیا تھا جو عیسائی دھرم کے خلاف تھیں۔[1]

☆ ۲۰۱۷ء میں کیتھولک میڈیا سینٹر نے یوگا کے تعلق سے ایک تنبیہ نامہ شائع کیا تھا اور بتایا کہ یہ مسیحی ایمان وعقیدے سے میل نہیں کھاتا ہے۔[2]

● ہم دینِ حق کے پیروکار، صحیح وسالم عقیدے سے بہرہ ور، صاف شفاف اسلام کو ماننے والے اور سید المرسلین ﷺ کے متبعین کو چاہیے کہ ہم اپنی ایمانی غیرت کو جگائیں اور دین کے اندر کسی طرح کا بگاڑ پیدا کرنے یا گمراہی میں داخل ہونے سے خوف کھائیں۔

□□□□□

[1] التطبيقات المعاصرة لفلسفة الاستشفاء الشرقية (ص:۲۸۸-۲۹۹)

[2] جريدة النهار اللبنانية، تاریخ: ۱۵/ستمبر ۲۰۱۷ء

دوسری بحث

تخلیۂ روح یا روح کا جسم سے نکلنا

● ان بے دین اور بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ شیطانوں کے کھلواڑ کی ایک شکل یہ بھی ہے جسے وہ ''تخلیۂ روح، یا روح کا جسم سے نکلنا'' کہتے ہیں۔ چنانچہ تخلیۂ روح کا عقیدہ رکھنے والے لوگ یہ زعم رکھتے ہیں کہ اعضائے جسم کو ڈھیلا چھوڑ دینے سے، ذہن و دماغ پر زور دینے سے، کسی خاص پوائنٹ پر عقل و نگاہ جمائے رکھنے سے، یا جسے وہ تأمل تجاوزی (ماورائی مراقبہ)[1] کا نام دیتے ہیں، اور ایک خاص قسم کا ترنم گنگنانے سے جیسے کہ ''اُوم اُوم'' جو ایک منتر ہے، جسے ہندو لوگ اپنے مراقبوں[2] میں جپتے رہتے ہیں، نیز یہ اپنی مختصر شکل میں عقیدۂ وحدۃ الوجود[3] کا مفہوم رکھتا ہے اور یہ ضروری سمجھا جاتا ہے کہ اسے گنگنانے کے ساتھ ساتھ مخصوص طریقے سے افکار و خیالات کو یکجا اور مرکوز رکھا جائے۔

---

[1] تجاوزی تأمل: (ماورائی مراقبہ) ہندوؤں کے مراقبوں کی ایک قسم ہے جس کی تفصیل یہ بیان کی جاتی ہے کہ یہ ایک عقلی ٹیکنک ہے جو بتدریج عقل کو افکار و خیالات سے پاک وصاف کرتی ہے۔ حالانکہ امر واقع یہ ہے کہ یہ عقل کو غائب اور سمجھنے کی قوت کو ختم کر دیتی ہے۔ اور بعض حالات میں تو اضطراب و بے چینی، اکتاہٹ اور اعصاب میں تناؤ کا سبب بھی بنتی ہے، جس کے نتیجے میں انسان پاگل ہو سکتا ہے، اور وقتی طور پر ذہنی اور جسمانی مریض اور معذور بھی بن سکتا ہے۔ جیسا کہ بعض ماہرین طبّ کا کہنا ہے۔ تفصیل کے لیے دکتورہ کا مقالہ ملاحظہ فرمائیں بہ عنوان: حركة العصر الجديد مفهومها ونشأتها وتطبيقاتها (ص:۳۷۶-۳۸۱)

[2] اور بعض لوگ آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے لفظ ''اُوم اُوم'' کے بدلے ''اللہ'' یا ''حم'' یا اس کے علاوہ دوسرے الفاظ بھی استعمال کرتے ہیں۔

[3] دیکھئے: حركة العصر الجديد مفهومها ونشأتها وتطبيقاتها (ص:۴۲۲)

- پھر ان رسوم کو عملی جامہ پہنانے کے بعد عامل اپنے جسم میں ایک طرح کا کرنٹ، خشکی، عدمِ احساس اور جھٹکا محسوس کرتا ہے پھر اسے لگتا ہے کہ اس کا ایتھرک جسم[1] (نورانی جسم) مادی جسم سے الگ ہوگیا، یا روح جسم سے خارج ہوگئی، جسے وہ نیند سے تشبیہ دیتے ہیں، پھر وہ اپنے آپ کو پاتا ہے کہ اس کی جان مادی جسم سے دور جارہی ہے، اور اس مشق کے دوران بسا اوقات عجیب وغریب آوازیں بھی سنتا ہے، یا اس تمرین کے دوران اسے ایسا لگتا ہے کہ کوئی اس کا نام لے کر اسے پکار رہا ہے۔
- روح کا جسم سے نکلنے کے بعد ان لوگوں کے زعم کے مطابق وہ شخص پوری کائنات میں جولان گردی کرسکتا ہے، آسمانوں اور ستاروں کی گزرگاہوں تک پہنچ سکتا ہے، جامد کو متحرک کرسکتا ہے، بیداری کی حالت میں جس کے ساتھ اتفاق ہوا ہے اس سے ملاقات کرسکتا ہے۔ بعض لوگوں کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ وہ زمانے کا بھی سفر کرسکتا ہے، خواہ وہ آنے والا زمانہ ہو یا گزرا ہوا، مُردوں اور انبیاء علیہم السلام کی روحوں سے ملاقات کرسکتا ہے، اور اس طرح کی دیگر بکواس، بے ہودہ باتیں اور باطل عقائد ہیں جو دل میں وہ بسائے ہوئے ہیں۔
- **ان خرافات کے متعلق سے میرے چند ملاحظات ہیں:**
- **اول:** ہندوانہ منتر جیسے "اُوم اُوم" وغیرہ کا گنگنانا اس بات پر صراحت کے ساتھ دلالت کرتا ہے کہ ان سرگرمیوں کے پسِ پردہ کوئی گھناؤنا چہرہ ضرور چھپا ہوا ہے۔ جو ہمارے دین حنیف کے خلاف کوئی خطرناک طریقۂ عمل ضرور کارفرما ہے، لہٰذا توحید پرست مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس طرح کے جھوٹے دعوؤں اور سائنسی اصطلاحات سے دھوکہ نہ کھائیں، اگرچہ امرِ واقع سے اس کا بطلان کھل کر سامنے نہ آئے۔
- **دوم:** مذکورہ اعراض وعلامات جیسے عامل کے جسم کا سکڑنا، اس کا بے دم ہونا، جھٹکا اور گرمی محسوس کرنا، عجیب وغریب اور وحشی جانوروں کی آوازیں سننا یا اس کے نام سے پکارا جانا، یہ سب آسیب زدہ لوگوں کے یہاں پائے جاتے ہیں۔ اور جن لوگوں کے پاس شیاطین آتے ہیں تو یہ سب روحانی امراض کے علاج سے جڑے ہوئے لوگوں کے نزدیک عام اور معروف ہے۔ اور اس عقیدے کی وجہ سے شیطانوں کو خوب موقع ملتا ہے کہ ان لوگوں کو خبطی اور دیوانہ بنائیں، خواہ انہیں اس کا شعور ہو یا نہ ہو۔

---

[1] کسی بھی سائنسی یا شرعی تحقیق سے اس ایتھرک جسم کا اثبات نہیں ہوسکا ہے۔

- **ان خرافات کی توڑ اور ان میں موجود شیطانی احوال سے متعلق شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا ایک اہم کلام یہاں نقل کیا جاتا ہے۔**

- چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اسی لیے ایسے لوگ انسانوں کو حکم دیتے ہیں کہ وہ کسی ایک چیز پر توجہات کو مرکوز کرے۔اور کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی پتھر کے تعلق سے بھی اچھا گمان قائم کرلے تو اس کے ذریعے بھی اللہ تعالیٰ اسے فائدہ پہنچائے گا...ان کی باتوں کا لُبِّ لُباب یہ ہے کہ خاطر کو کسی ایک چیز پر یکجا رکھا جائے[1] یہاں تک کہ دل و دماغ حاضر ہو جائے، اس کا بکھراؤ اور انتشار ختم ہو جائے، اسی طرح جیسے برابي (قبطیوں کی حکمت کے گھر، جہاں کاہنوں کی بیٹھک ہوتی ہے) والے اور دیگر بتوں کے پجاری کچھ مدت کے لیے کسی تصویر پر دھیان جمائے رہتے ہیں۔پھر جب ان کا دھیان اس چیز پر جم جاتا ہے، اور ان پر جس چیز کا القاء ہونے والا ہوتا ہے، اس کے لیے ان کے دل خالی اور تیار ہو جاتے ہیں تو شیطان ان پر حاوی ہو جاتا ہے۔پھر جو چاہتا ہے ان کے دلوں میں ڈالنے لگتا ہے، ان کے سامنے ظاہری شکل میں آنے لگتا ہے اور ان کی بعض ضرورتیں پوری بھی کرنے لگتا ہے۔جسے نام نہاد فلسفی لوگ جو جنات کو جانتے تک نہیں ہیں، وہ کہتے ہیں کہ یہ سب نفس کی قوتیں ہیں۔[2]

لیکن جن لوگوں کو اس چیز کی حقیقت کا علم ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ سب کام شیاطین جس پیمانے پر کرتے ہیں، نفس اس پیمانے پر نہیں کر پاتا اور یہ لوگ تو کبھی اللہ تعالیٰ کا ذکر و اذکار بھی کرنے لگتے ہیں، جس کا مقصد بس صرف اتنا ہوتا ہے کہ شیرازۂ دل یکجا ہو جائے، اور دلوں پر جو شیطانی القاء ہونے والا ہے اس کے لیے وہ مستعد[3] اور تیار ہو جائیں۔ان کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہرگز نہیں ہوتا ہے۔

[1] شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا بیان کردہ یہی عقیدہ اسقاط نجمی (تخلیۂ روح) والوں کے یہاں بھی موجود ہے، جسے یہ لوگ بھی کسی خاص پوائنٹ پر توجہ مرکوز کرتے ہیں خواہ حسی صورت ہو یا خیالی صورت جیسے کہ توانائی کے معروف و مشہور رموز۔اسی طرح یہ لوگ کچھ الفاظ یا منتر بھی پڑھتے رہتے ہیں۔جس کی مزید وضاحت شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے کلام میں آگے آرہی ہے۔

[2] اور جہاں تک ہم عصر لوگوں کی بات ہے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ سب آپ کے باطنی عقل اور حیاتیاتی توانائی کے دَم سے ہے۔

[3] اور ہو بہو یہی کام بعض اسقاط نجمی (تخلیۂ روح) والوں نے کیا ہے، اس طرح کہ انھوں نے اپنے نغموں سے ہندوانہ الفاظ اور جملے حذف کردیے ہیں، اور ان کی جگہ پر لفظ ''اللہ'' اور کلمۂ توحید استعمال کیے ہیں۔اور وہ صاف صاف کہتے ہیں کہ اس سے اس کا مقصد یہی ہے کہ افکار و خیالات ایک پوائنٹ پر جم جائیں اور جسم سے خارج ہونے کا ان کا ارادہ پورا ہو سکے۔

موجودہ زمانے میں بھی یہ طریقۂ کار بہت سے لوگوں کے یہاں موجود ہے، جیسا کہ بعض لوگ اپنے مریدوں سے کہتے ہیں کہ اپنے دل کی طرف متوجہ ہو کر" لا إله إلا الله " کہو اور مقصد یہ نہیں ہوتا ہے کہ وہ اللہ کا ذکر کرے، بلکہ مقصد یہ ہوتا ہے کہ دل و دماغ یکجا اور حاضر ہو جائے۔ اور جب ایسا ہوگا تو شیاطین اس پر وارد ہوں گے، پھر اسے لگے گا کہ وہ آسمانوں کی طرف اڑان بھر رہا ہے، وغیرہ وغیرہ۔ ان میں سے ایک شخص کہتا ہے: مجھے وہ مقام حاصل ہو گیا جو موسیٰ بن عمران (علیہ السلام) کو حاصل نہ ہوا، اور نہ ہی محمد (ﷺ) کو معراج کی رات حاصل ہوا۔[1]

● **سوم:** فکر و خیالات کو ایک پوائنٹ پر مرکوز کرنے اور سوچتے رہنے کی بعض مشقوں کے نتیجے میں ان لوگوں کی جو حالت بنتی ہے اس سلسلے میں ہماری گفتگو ہو چکی ہے کہ کس طرح ان لوگوں کے دل کمزور اور عقل خراب ہو جاتی ہے، یہاں تک کہ بسا اوقات ان کا ایسا برا حال ہو جاتا ہے کہ شراب اور دوسرے منشیات کے نشے سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ پھر ایسے عامل کو لگتا ہے کہ وہ آسمان میں اڑ رہا ہے، اس کا جسم ایسے ہی ہلکا ہو جاتا ہے جیسے شراب خوروں کا ہو جاتا ہے، اگر شراب خور کی زندگی میں کچھ مخصوص اَہداف اور خواہشات ہوں تو نشے کی حالت میں اسے ایسا لگتا ہے کہ ان کی حصولیابی ہو رہی ہے۔ اور وہ اپنے مقصد کے حصول اور اپنے خوابوں کے شرمندۂ تعبیر ہونے کی خوشی میں عجیب کیف و سرور اور خیالی لذت و راحت کی زندگی گزار رہا ہوتا ہے۔

ٹھیک یہی حال ہے اس شخص کا جو جسم سے روح کو نکالنے کا مشق و تمرین کرتا ہے۔ پس وہ بیٹھ جاتا ہے اور سوچنے لگتا ہے کہ وہ جسم سے نکل رہا ہے اور آسمان میں اڑ رہا ہے، اسی طرح وہ دھیان جمائے رہتا ہے یہاں تک کہ اپنی سانسوں پر بھی پوری توجہ مرکوز رکھتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ حقائق سے لاتعلق ہو جائے۔ پھر نہ وہ کچھ دیکھتا ہے، نہ سنتا ہے اور نہ کچھ محسوس کرتا ہے۔ سوائے کچھ بڑ بڑاہٹوں، گنگناہٹوں اور وہ اوہام وخیالات کے جو اس نے اپنی عقل میں وضع کر رکھے ہیں۔ نتیجتاً اس کا احساس کمزور ہو جاتا ہے، اور جسم کے بجائے عقل سے پیدل ہو جاتا ہے، پھر وہ اپنے فاسد خیالوں میں جو جسم سے الگ ہونے اور آسمانوں میں اڑنے کا گمان کر رکھا ہے، اس کا احساس کرنے لگتا ہے۔ ٹھیک وہ اسی طرح ہو جاتا ہے جیسے نشے میں مست

[1] شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتاب: قاعدة عظيمة في الفرق بين عبادات أهل الإسلام والإيمان و عبادات أهل الشرك والنفاق (ص:١٣٧)

لوگوں کا حال ہوتا ہے۔ اس طرح سے وہ شیطانوں کے کھلواڑ کا آسانی سے شکار بن کر رہ جاتا ہے۔

اور یہ ہو بہو وہی نشہ اور عقل کی گمشدگی ہے جو پرانے زمانے میں بعض مبتدعین کو بعض اعتقادات اور نامناسب سرگرمیوں کے نتیجے میں لاحق ہوتی تھیں۔ ان اعتقادات میں سے کچھ یہ ہیں: ان کا یہ زعم تھا کہ وہ جسم سے نکل جاتے ہیں، آسمان میں چڑھ جاتے ہیں، جیسا کہ ان لوگوں کا حال ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے انبیاء اور اولیاء کی روحوں سے ملاقات کی، ساتوں آسمان تک ان کی رسائی ہوئی اور رب العالمین سے ان کی ملاقات ہوئی، اور اب وہ احکام شرعیہ کے مکلّف نہ رہے۔ اگر ان میں سے کسی کا نشہ مزید شدت اختیار کر جاتا ہے تو وہ اس زعم میں مبتلا ہو جاتا کہ وہ اس مقام کو پہنچ چکا ہے جسے وہ لوگ فنا (رب میں کھو جانا) حلول (رب میں گھل جانا) اور رب کے ساتھ ضم ہو جانے[1] کا نام دیتے ہیں۔ یہ سب کچھ موجودہ زمانہ کے اِن لوگوں کی حالت کی طرح ہے جو پوری صراحت کے ساتھ اس کفریہ عقیدہ کا اعلان کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے ان شرکیہ رسوم پر عمل کر کے مذکورہ بالا مقام ومرتبہ حاصل کر لیا ہے۔

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ یہ ساری چیزیں عقل کے تحفظ میں اسلامی تعلیمات کے خلاف اور متصادم ہیں اور ہر وہ چیز جو عقل کو خراب یا متاثر کرے شرعاً وہ حرام ہے۔ گرچہ وہ ہلکی مقدار میں ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ حضرتِ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ پیدا کرے اس کی تھوڑی سی مقدار بھی حرام ہے۔[2]

- نشہ آور چیز کی تحریم کا حکم صرف مشروبات کے ساتھ ہی خاص نہیں بلکہ وہ ہر نشہ آور چیز کو شامل ہے خواہ وہ مشروب ہو یا کھانے کی چیز، انجکشن ہو یا سگریٹ یا کوئی بدمست کرنے والی بات۔ نیز اسی زمرے میں اسقاط نجمی (تخلیۂ روح) کے دعویداروں کے وہ اوہام وخیالات اور وسوسے بھی ہیں۔ جو ان کے زمانۂ ماضی یا مستقبل میں سفر کے زعم سے تعلق رکھتی ہیں، اور جو آسمانوں کی بلندی پر اڑنے اور ستاروں کی گزرگاہوں میں گردش کرنے کا دعوہ کرتے ہیں۔

---

[1] دیکھئے: مجموع الفتاویٰ لشیخ الإسلام ابن تیمیة رحمه الله (۱۴۳/۲) جہاں پر انہوں نے اصحاب فناء کے نشے کے سلسلے میں گفتگو فرمائی ہے۔

[2] سنن أبی داؤد (۳۶۸۱) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۲۳۷۵)

- اگر یہ لوگ اپنی بیداری اور مکمل طاقت وقوت کی حالت میں یہ بھی دعویٰ کریں، تو تمام باعقل اور باشعور لوگ انہیں جھوٹا کہیں گے۔ ان کا مذاق اڑائیں گے، اوران کی باتوں کو پاگلوں کی بات شمار کریں گے، پھر یہی عقلمند لوگ اس وقت ان لوگوں کو کیا کہیں گے، جب انہیں معلوم ہوگا کہ یہ لوگ اپنے بستروں میں سوسو کر، افکار کے نشے میں ڈوب کر آسمان کی بلندیوں اور افلاک کی وسعتوں تک پہنچنے کا جھوٹا دعوہ ہیں، اوران مضحکہ خیز دعوؤں کو پورا کرنے کا زعم بھی رکھتے ہیں۔؟!!
- منشیات کی وہ قسم جسے ڈیجیٹل منشیات کہا جاتا ہے، اور یہ پچھلے کچھ سالوں سے منظر عام پر آئی ہے جو نشہ آور چیزوں کی مذکورہ بالا قسم کی خطرناکی کو مزید مؤکد کر دیتی ہے، یہ ڈیجیٹل منشیات اصل میں میوزکس (Music) کے کچھ کلپس (Clips) ہوتے ہیں، جنہیں متعلقہ شخص آنکھیں بند کر کے، جسم کے اعضاء کو ڈھیلا ڈھالا چھوڑ کر ان میوزکس میں اپنا پورا دھیان لگا کر انھیں سنتا ہے [1] جس کے سبب یہ گانے اس کے دماغ اور اعصابی نظام کو متاثر کرتے ہیں۔ اوران ڈیجیٹل منشیات کی تاثیر بہت حد تک روایتی منشیات کی تاثیر سے ملتی جلتی ہے۔
- اللہ تعالیٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر اپنی رحمت کی بارش کرے، انھوں نے فرمایا کہ: ان طرب انگیز آوازوں کے سننے کی وجہ سے بھی بسا اوقات اس طرح کا نشہ پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ بھی شرعاً مذموم ہے کیونکہ آدمی کے لیے ایسی آوازیں سننا جائز نہیں، جن کے سننے کا حکم نہیں دیا گیا، اور جن کے سننے سے عقل زائل ہو جاتی ہے۔ وجہ یہ کہ عقل کو زائل کرنا بھی حرام ہے، اور جب کبھی کوئی غیر شرعی سبب عقل کی خرابی کا موجب و باعث بنے تو اسے اختیار کرنا حرام ہے۔ اوراس کے ضمن میں جو بھی قلبی یا روحانی لذت حاصل ہوگی وہ بھی حرام ہے، اگر چہ وہ ایسے امور کے ذریعہ حاصل ہوں جن میں یک گونہ ایمانی جھلک بھی ہو کیونکہ یہ امور عقل کی بربادی کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے ہیں۔ [2]

[1] دیکھئے: مجلّہ ''الإتحاد الإماراتية'' عنوان ''شرطة أبو ظبی تحذر من مخاطر المخدرات الرقمية'' عبر الانترنیت تاریخ: ۱۷/مئی ۲۰۱۲ء۔

نیز دیکھئے: جريدة الإمارات اليوم بعنوان: "حلول لمنع انتشار المخدرات الرقمية" اس مضمون میں ڈیجیٹل منشیات کی خطرناکی کے تعلق سے ''دبی پولیس نے فیصلہ سپورٹ سینٹر'' کی جانب سے ۹/نومبر ۲۰۱۴ء کو ایک تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

[2] مجموع الفتاویٰ (۱۱/۱۱)

● **چهارم:** اگر اس فعل کو نیند کا یا روح کے خروج کا نام دیں، جیسا کہ بعض لوگوں کا زعم ہے تو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہی موت کے وقت روح کو قبض کرتا ہے اور وہ حکمِ الٰہی کے تحت ہے۔ انسانوں کے تصرف کے تحت نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰۤى اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ (الزمر:۴۲) ترجمہ: اللہ ہی ہے جو موت کے وقت روحیں قبض کر لیتا ہے اور جو مرا نہ ہو اس کی روح نیند کی حالت میں قبض کر لیتا ہے، پھر جس کی موت کا فیصلہ ہو چکا ہو اس کی روح کو روک لیتا ہے، اور دوسری روحیں ایک مقررہ وقت تک کے لیے واپس بھیج دیتا ہے۔ غور و فکر کرنے والے لوگوں کے لیے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔

● **پنجم:** اگر تخلیۂ روح کے عامل کے لیے روح پر حکمرانی کرنے اور زمانۂ ماضی اور مستقبل کے سفر طے کرنے کی قدرت تسلیم کر لی جائے تو اس کے نتیجے میں بہت سارے فاسد عقائد لازم آتے ہیں۔ جیسے ان کے علمِ غیب کے دعویٰ کو ماننا پڑے گا، روزِ قیامت سے راہِ فرار اختیار کرنے اور ماضی کے حوادث و واقعات کو تبدیل کرنے کی قدرت تسلیم کرنی پڑے گی۔ روحوں کے آواگون اور انہیں حاضر کرنے کا عقیدہ قبول کرنا ہوگا۔ اور ہو بہو یہ سب اس مذہب کے عقائد ہیں جس مذہب سے یہ ساری سرگرمیاں اور طریقۂ عمل اخذ کیے گیے ہیں۔

● **ششم:** تخلیۂ روح کا عقیدہ نہ سائنس مانتی ہے نہ عقل۔ اور بہت سارے نفسیات کے ماہرین علماء بھی اس کے قائلین کا مذاق اڑاتے ہیں، اور اس طرزِ عمل کو خرافات کے قبیل سے شمار کرتے ہیں۔[1]

---

[1] یہ کتاب ملاحظہ فرمائیں: أشهر ٥٠ خرافة في علم النفس (ص:۱۰) جو عربی زبان میں ترجمہ شدہ ہے۔

تیسری بحث

ڈاؤزنگ(Dawsing)یاپنڈولم(Pendulum)

● ڈاؤزنگ دجل وفریب اورصریح کہانت کی ایک شکل ہے جولڑکوں اورلڑکیوں کے بیچ مشہور ہے۔ڈاؤزنگ کی کئی شکلیں ہیں اورجس کی بعض صورتیں درج ذیل ذہیں:

۱- لاٹھی کے بیچ وبیچ کوئی دھاگا یارسی باندھ دی جائے، پھررسی یا دھاگا کے کنارے کوپکڑلیا جائے اس طرح کہ لاٹھی ہاتھ سے حرکت کرتی رہے، پھرڈاؤزنگ کے لیےسوال پیش کیا جائے۔

۲- ڈاؤزنگ کاعمل انجام دینے والے حرف ''L'' کی شکل میں دولوہے لاتے ہیں، ایک لوہے کا کنارہ دائیں ہاتھ میں اوردوسرے کا کنارہ بائیں ہاتھ میں، پھردونوں لوہےکواپنے سامنے برابر میں کرلیتے ہیں اورڈاؤزنگ کے لیےسوال پیش کرتے ہیں۔

۳-کوئی ایسادھاگا یازنجیرلائی جائے جس کے آخری سرے میں لوہابندھاہواہو، پھراس دھاگے یا زنجیرکےکنارےکوپکڑکرڈاؤزنگ کے لیےسوال پیش کیا جائے۔

● ڈاؤزرس کے گمان کے مطابق ضروری ہے کہ سوال بہت دقیق ہو، پھروہ لوہے یالاٹھی کی مخصوص حرکت سے گم شدہ چیزوں کی جگہیں اورغیبی چیزوں کو بتاتے ہیں، حتی کہ زمین میں چھپی قیمتی چیزیں

یعنی زر و جواہرات کو بھی بتا دیتے ہیں، چنانچہ یہ لوگ پانی، پٹرول اور خزانے کی جگہوں کو جان لیتے ہیں، مستقبل میں ہونے والے امور کی معرفت حاصل کر لیتے ہیں حتیٰ کہ سائل کے چھپے ہوئے افکار وخیالات سے بھی واقفیت حاصل کر لیتے ہیں۔ اسی طرح آپ بعض جھاڑ پھونک کرنے والوں کو دیکھیں گے کہ اس طرح کا عمل مریض میں موجود بیماری کی نوعیت کی تعیین وتشخیص کے لیے کرتے ہیں۔

- شرعی استخارہ کی جگہ پر یہ لوگ ڈاؤزنگ کو اپناتے ہیں کہ فلاں کام کیا جائے یا نہ کیا جائے، فلاں خاتون کی شادی ہوگی یا نہیں وغیرہ۔

پس لاٹھی کی حرکت یا لوہے کی گردش کے حساب سے یہ لوگ فیصلہ لیتے ہیں۔

- ''الداوزینج الدلیل المطلق للقرن الحادی والعشرین'' نامی مترجم کتاب عربی ممالک میں آنے کے بعد اس ڈاؤزنگ کا بڑا چرچا ہوا جو جھوٹ اور فریب پر مشتمل ہے، گرچہ یہ عمل کسی نہ کسی ناحیہ سے اس سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں موجود تھا، جس کا بیان عنقریب آنے والا ہے۔

- '' الداوزینج '' کتاب کی مصنفہ کہتی ہے کہ ڈاؤزنگ کی تعریف یوں کی جاسکتی ہے کہ یہ پانی، دھات، زمیں دوز کیبلز، پائپ، غار میں چھپی چیزیں وغیرہ کو نکال ڈھونڈھنے کا ذریعہ ہے اور تقریبا اسی طرح ہر وہ چیز جس کی جانکاری مطلوب ہو اس کی معرفت کا یہ وسیلہ ہے۔

- مزید وہ کہتی ہے: امورِ مستقبل کی معرفت میں ڈاؤزنگ کی تاثیر سے متعلق لوگوں کے بیچ لمبی چوڑی بحث وتکرار ہے، لیکن میرے ذاتی تجربات کی روشنی میں اس کا جواب یہ ہے کہ مستقبل کے امور بھی اس کے ذریعہ جانے جاسکتے ہیں۔

- کسی بھی سلیم الفطرت آدمی پر یہ بات مخفی نہیں رہ سکتی ہے کہ ڈاؤزنگ میں کس قدر عقیدے کی خرابیاں اور خرافات موجود ہیں۔ اس سلسلے میں یہاں رک کر بعض باتیں بیان کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔

- **اول:** ڈاؤزرس کا یہ دعویٰ کرنا کہ غیبیات، مستقبل کے امور ومعاملات، گم شدہ چیزوں کی جگہوں اور جو کچھ بھی لوگوں کے دلوں میں چھپے ہوتے ہیں ان سب کو جان سکتے ہیں اور یہ صریح کہانت ہے۔

جس میں کسی قسم کے اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں۔''ڈاؤزنگ'' نامی کتاب کی مصنفہ نے خوداس بات کااقرار کیا ہے کہ ڈاؤزنگ کاعلم کہانت کے سے ہے[1]۔اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: جوشخص کاہن کے پاس آکر اس کی باتوں کی تصدیق کرے اس نے محمد ﷺ پرنازل کردہ شریعت کاانکار کیا''۔[2]

نبی کریم ﷺ کی بعض بیویوں سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جوشخص کسی عراف کے پاس آئے اوراس سے کسی چیز کے متعلق سوال کرے تواس کی چالیس رات تک اس کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔[3]

● **دوم:** اس شخص پر تعجب ہے جو بخاری ومسلم کی حدیثوں کورد کردیتا ہے۔محض اس بناء پر کہ اس کی کوتاہ عقل اسے قبول نہیں کرتی جیسے کہ وہ رقیہ کی حدیثوں پر طعن کرتا ہے،طبّ نبوی کا مذاق اڑاتا ہے یہ کہہ کرکہ سائنس بہت ترقی کرچکی ہے۔طبابت بہت آگے بڑھ چکی ہے،لہذا اب ان چیزوں کی ضرورت نہیں رہ گئی ہے، پھر یہی شخص ڈاؤزنگ کے عملیات اوراس کی خرافات کوتسلیم کرتا ہےاورخرافات بھی ایسی کہ جنھیں سن کرمردے بھی ہنس پڑیں،لیکن اسے جاہلیت کی اتھاہ گمراہی میں پڑے رہنا پسند ہے۔

● جوعمل ڈاؤزنگ والے کرتے ہیں ہو بہووہی چیز جاہلی دور میں لوگ کیا کرتے تھے،جیسا کہ فال کے تیروں سے قسمت معلوم کرنا،اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہمیں اس سے منع فرمایااوراس کا شمارگندگی میں سے کیا ہے۔ڈاؤزنگ اورفال میں بس فرق صرف آلے کا ہے!

● دورِجاہلیت میں لوگ فال کے تیروں کا استعمال پانی کی جگہوں کی معرفت،جائےسکونت کے انتخاب اوررزق کی طلب میں کیا کرتے تھے،جیسا کہ آج ڈاؤزرس کرتے ہیں،اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾(المائدہ:۹۰)

---

[1] كتاب الداوزينج الدليل المطلق للقرن الحادي والعشرين (ص:۲۱)

[2] اسے امام البزار نے روایت کیا ہے (۳۵۷۸) اورعلامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کوصحیح کہا ہے۔(۲۱۹۵)

[3] صحیح مسلم (۲۲۳۰)

ترجمہ: اے ایمان والو! یہ شراب اور جوا، یہ آستانے اور پانسے کے تیر سب گندے شیطانی کام ہیں۔لہذا ان سے بچتے رہو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

اوراللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ﴾ (المائدہ:۳)

ترجمہ: تم پر حرام کی گئی ہیں یہ چیزیں، مردار، خون، خنزیر کا گوشت، اور ہر وہ چیز جو اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام سے ذبح کی جائے، نیز وہ جانور جو گلا گھونٹ کر یا چوٹ کھا کر یا بلندی سے گر کر یا سینگ کی ضرب سے مر گیا ہو، اور جسے کسے درندے نے پھاڑا ہو، اِلا یہ کہ تم اسے ذبح کرلو، نیز آستانے کا ذبیحہ اور فال کے تیروں سے قسمت معلوم کرنا بھی حرام ہے، یہ سب گناہ کے کام ہیں۔

● امام ابن کثیر رحمہ اللہ ﴿وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ عرب جاہلی دور میں تیروں سے فال نکالا کرتے تھے۔ فال کے تیر سے ایسے تین تیر مراد ہیں جن میں سے ایک پر لکھا ہوتا "اِفْعَلْ" کر گزر، دوسرے پر لکھا ہوتا "لَا تَفْعَلْ" مت کر اور تیسرے پر کچھ بھی لکھا نہیں ہوتا۔ پھر تیر گھماتے جو تیر نکلتا اس کے مطابق عمل کرتے۔ اِفْعَلْ والا تیر نکلتا تو کام کرتے۔ لَا تَفْعَلْ والا تیر نکلتا تو کام سے رُک جاتے، اور بے لکھا ہوا تیر نکلتا تو دوبارہ فال نکالتے۔[1]

● ابن ہشام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جب دورِ جاہلیت کے لوگ پانی کا کنواں کھودنے کا ارادہ کرتے تو فال کے تیر نکالتے جس طرح کا تیر نکلتا اسی کے مطابق عمل کرتے۔[2]

● چنانچہ معلوم ہوا کہ فال کے تیر سے پانی کی جگہوں کی معرفت حاصل کرنا کوئی نئی چیز نہیں بلکہ درحقیقت یہ عین ڈاؤزنگ ہی ہے جو مشرکین کیا کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انھیں منع فرمایا۔ صرف اس آلہ کا

---

[1] تفسیر ابن کثیر (۲۴/۳)

[2] السيرة النبوية (۱۵۲/۱)

اعتبار نہیں ہوگا جس کا استعمال کیا جاتا تھا اور جسے اِسْتِقْسَام بِالْاَزْلَام (تیروں سے قسمت معلوم کرنا) کہا جا سکے، بلکہ اعتبار حقیقت اور معنیٰ کا ہوگا گرچہ آلہ مختلف ہوجائے، جیسا کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جسم والی کسی چیز کی تبدیلی اور اس کی حرکت سے انسان مستقبل کا علم حاصل کرنا چاہے تو اس کا یہ عمل اسی جنس سے ہوگا۔ یعنی فال کے تیر نکالنے کے جنس سے ہوگا۔[1]

● اللہ رب العالمین نے ہمارے لیے فال کے تیر اور ڈاؤزنگ سے کہیں بہتر استخارہ کی نماز عنایت فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ اپنے صحابہ کو تمام معاملات میں استخارہ ایسے ہی سکھاتے تھے جیسے کہ انھیں قرآن کی سورتیں سکھاتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ: جب تم میں سے کوئی کسی کام کا ارادہ کرے تو وہ دو رکعت نفل نماز پڑھے، پھر کہے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَ أَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ، وَ أَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ، فَإِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَ تَعْلَمُ وَ لَا أَعْلَمُ، وَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ، اَللّٰهُمَّ فَإِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ هٰذَا الْأَمْرَ– ثُمَّ تُسَمِّیْهِ بِعَیْنِهٖ، خَیْرًا لِیْ فِیْ عَاجِلِ أَمْرِیْ وَ آجِلِهٖ– قَالَ: أَوْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ أَمْرِیْ–فَاقْدُرْهُ لِیْ وَ یَسِّرْهُ لِیْ، ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْهِ، اَللّٰهُمَّ وَ إِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهٗ شَرٌّ لِیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ أَمْرِیْ– أَوْ قَالَ: فِیْ عَاجِلِ أَمْرِیْ وَ آجِلِهٖ– فَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ، وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِهٖ.

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے تیرے علم کی مدد سے خیر مانگتا ہوں اور تیری قدرت کے ذریعہ تجھ سے قدرت مانگتا ہوں۔ اور میں تجھ سے تیرا فضل عظیم مانگتا ہوں، تو ہر چیز پر قادر ہے میں کسی چیز پر قادر نہیں، تو ہر کام کو جانتا ہے میں نہیں جانتا۔ تو ہی تمام غیبوں کا جاننے والا ہے۔ اے اللہ! بے شک تو جانتا ہے (جس کا میں ارادہ رکھتا ہوں) ابھی یا بعد میں میرے لیے، میرے دین، میری زندگی اور میرے انجام کار کے لحاظ سے بہتر ہے تو تو میرے لیے اسے مقدر کردے اور آسان کردے، پھر اس میں میرے لیے برکت عطا فرما، اے اللہ! بے شک تو جانتا ہے کہ اگر یہ کام میرے لیے، میرے دین، میری زندگی اور میرے انجام کار کے لحاظ سے بُرا ہے، یا یہ کہا: ابھی یا بعد میں تو تو اس کام کو مجھ سے پھیر دے، اور میرے لیے بھلائی مہیا کر جہاں کہیں بھی ہو، پھر مجھے اس سے راضی کردے۔[2]

[1] مجموع الفتاویٰ (۸۰/۴)

[2] صحیح بخاری (۷۳۹۰)

● علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی امت کو یہ دعائے استخارہ اس فال کے عوض میں دی جسے لوگ زمانۂ جاہلیت میں کیا کرتے تھے، مثلاً پرندہ اڑا کر فال لینا، تیروں سے فال نکالنا، اور تیروں سے فال نکالنا یہ قرعہ اندازی کی طرح ہے، جسے مشرکینِ عرب کیا کرتے تھے تاکہ اس کے ذریعہ اپنی چھپی ہوئی قسمت جان سکیں، اسی وجہ سے اس کو استقسام (قسمت معلوم کرنا) کہا جاتا ہے، بابِ استفعال سے قَسْمٌ سے ماخوذ ہے۔ اور اس میں جو سین ہے وہ طلب کے لیے ہے۔ اور اس فال کے بدلے میں جو دعائے استخارہ دی گئی اس میں توحید ہے، عاجزی ہے، عبودیت ہے، توکل ہے اور ایسی ذات سے سوال کرنا ہے جس کے ہاتھ میں ہر طرح کا خیر ہے۔[1]

● **سوم:** اگر ڈاؤزنگ لوگوں کے لیے خزانے اور سونے چاندی کو نکال سکتا ہے، پٹرول اور گیس کی جگہوں کو بتا سکتا ہے تو پھر یہ لوگ زمین کے خزانے کو کیوں نہیں نکال لیتے؟ یہ خرافاتی لوگ حکومتوں اور ملکوں کے ساتھ پٹرول کی کھوج میں تعاون کیوں نہیں کرتے تاکہ کروڑوں کی مالیت حاصل کرلیں؟ جب کہ یہ کہیں زیادہ بہتر ہے ان پروگراموں اور مجلسوں سے جن میں یہ لوگ نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کی عقل کا مذاق اڑاتے ہیں اور انھیں جھانسا دیتے ہیں کہ اس طرح سے ترقی کی راہیں کھلیں گی اور آدمی خود کو آگے بڑھا سکے گا۔

● **چہارم:** مذکورہ بالا الزامی سوالات ان کے خرافات کی تردید کے لیے ایک مضبوط دلیل ہے۔ ڈاؤزنگ والے لوگ لاٹھی اور لوہا کا کسی خاص سمت میں حرکت کرنے کی تفسیر کو یوں بیان کرتے ہیں کہ بے شک کائناتی شعور اور عقل باطن ہی پیش آمدہ سوالوں کا جواب دیتی ہے، پھر ہاتھ کے پٹھوں کو اپنا حکم دیتی ہے، لہٰذا ہاتھ کے پٹھے اسی طرف جاتے ہیں جہاں سے صحیح جواب حاصل ہوتا ہے۔[2]

● بہت ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ اس طرح کی باتیں بعض مسلمان بھائی بغیر سمجھے بوجھے دہراتے رہتے ہیں، حالانکہ یہ توحیدِ ربوبیت اور خالق کے وجود کے سلسلہ میں مسلمانوں کے عقیدہ کے خلاف ہے۔ ''عقل باطن''[3] اور ''کائناتی شعور'' کی اصطلاح کے پیچھے بعض مشرقی مذاہب کا خطرناک

---

[1] زادالمعاد (۲/۴۰۵) [2] دیکھئے: الوجوه الأربعة للطاقة (ص:۱۱۷)

[3] نفسیاتی علم میں ''عقل باطن'' کا معنی ہوتا ہے وہ معلومات، یادداشت اور نظریات جس سے انسان کا سامنا ہوتا ہے اور پھر وہ انھیں بھول جاتا ہے لیکن انسان کے عقل وشعور میں اس کا کچھ حصہ باقی رہ جاتا ہے۔ توانائی اور ڈاؤزنگ والے اس سے وہ خاص معنی مراد لیتے ہیں جو بعض مشرقی ادیان کے عقیدے کے ہم آہنگ ہوتا ہے۔ دیکھئے: حركة العصر الجديد (ص۳۶۲-۳۶۳)

فسلسفہ چھپا ہوا ہے۔جس کا مقصد وحدۃ الوجوداور دیگر الحادی عقائد کا اثبات واقرار ہے۔اوراس خطرناک عقیدہ کی طرف کتاب الداوزینج کی مصنفہ اشارہ کرچکی ہے۔[1]

- یہ اوراس طرح کی باطل چیزوں کے اثبات کے لیے اعتقادی فلسفے کا خلاصہ یہ ہے کہ کائنات میں ہمارے وجود کے پہلے ایک طاقت موجود ہے۔جسے توانائی والوں نے معبود کی صفات دے رکھی ہے۔پس یہ طاقت بزعم فلاسفہ خلاف عادت چیزوں کو وجود میں لاتی ہے۔بیمار کو شفاء دیتی ہے۔یہی طاقت خالق مُبدِع (موجد) ہے جوکہ اللہ کے علاوہ ہے، پس انسان جو کچھ اس طاقت سے مطالبہ کرتا ہے وہ پورا ہوتا ہے، بس انسان کے لیے ضروری ہے کہ سوال کو اس تک صحیح طریقے سے پہونچائے، یہی طاقت اس کی باتوں کو سنے گی اوراس کی آرزوئیں پوری کرے گی حتی کہ بندہ اپنے رب سے اگر دعا کرے اوراس کے سامنے گریہ وزاری کرے تو اس کی دعا کی قبولیت اس وجہ سے ہوتی ہے کہ عقلِ باطن اورکائناتی شعور نے اس کی دعا قبول کرلی ہے!

- میں یہاں عقلِ باطن کی حقیقت سے متعلق بعض تحریروں کو نقل کررہا ہوں، جس عقلِ باطن کے بارے میں ان لوگوں کا خیال ہے کہ ان کے سوالوں کا جواب دیتی ہے، بے کسوں کی دعا سنتی ہے، ان کی آرزوئیں پوری کرتی ہے۔یہ تحریریں اس کتاب سے ماخوذ ہیں جو جنگل کی آگ کی طرح مسلمانوں کے بیچ پھیل گئیں، حتی کہ اسے پڑھایا بھی گیا، اس کی تشریح کے لیے مجلسیں منعقد کی گئیں، جس کے عربی ترجمہ کا نام ''قُوَّةُ عَقْلِكَ الْبَاطِنِ'' ہے۔

- **اس کتاب کی بعض باتیں آپ کے سامنے پیش خدمت ہیں:**

۱- قوة عقلك الباطن کا مؤلف کہتا ہے: دعا اور نماز کی قبولیت اس وقت ہوگی جب عقل باطن انسان کے ذہنی خیال کو تسلیم کرلے۔[2]

- رہی بات مسلمانوں کے عقیدے کی تو ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی بے کسوں کی دعا قبول کرتا ہے، مصیبتیں ٹالتا ہے، اللہ اوراس کے مخلوق کے بیچ کوئی واسطہ نہیں، جب دعا قابل قبول ہوتی ہے تو وہ

---

[1] دیکھئے: کتاب الداوزینج (ص:۵۳) [2] قوة عقلك الباطن (ص:۶)

اللہ تعالیٰ کے ارادے اور اس کی مشیئت سے ہوتی ہے نہ کہ کائنات کے کسی دوسرے کی اذن واجازت سے دعا بارِیاب ہوتی ہے، چاہے وہ قریبی فرشتہ ہوں، بھیجے گیے نبی ہوں، یا کوئی نیک اور صالح ولی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کہیں بلند وبرتر ہے اس بات سے کہ اللہ کے حکم اور اس کی قدرت پر کسی اور کا بس چلے۔

۲- مؤلف کہتا ہے کہ خرقِ عادت چیزوں کو انجام دینے والی عقلِ باطن جس قوت کی مالک ہوتی ہے وہ قوت آپ کو بیماری سے شفاء دے سکتی ہے، آپ کوئی زندگی اور نئی طاقت دے سکتی ہے۔[1]

● حالانکہ ہم مسلمانوں کے یہاں یہ بات مسلم ہے کہ صرف اللہ ہی شفاء دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿وَاِذَا مَرِضۡتُ فَهُوَ يَشۡفِيۡنِ﴾(الشعراء:۸۰) ترجمہ: جب میں بیمار پڑتا ہوں تو وہی شفاء دیتا ہے۔ البتہ ڈاکٹر اور دوا یہ سب اسباب ہیں جیسا کہ پہلے بات گزر چکی ہے۔

۳- مؤلف کہتا ہے کہ: وہ طاقت جو معجزات کو وجود میں لاتی ہے اس طاقت کی مالک آپ کی عقلِ باطن ہی ہے اور یہ طاقت ہمارے اور آپ کے اور دنیا میں ہر عبادت خانے کے وجود سے پہلے ہے۔[2]

● مسلمان ایک ایسے اِلٰہ (معبود) کا اقرار کرتے ہیں جو اپنی مخلوق پر بلند و برتر ہے، عرش پر مستوی ہے، جس کے لیے تمام طرح کی کامل صفات ہیں، عزت واکرام کے تمام طرح کے اوصاف ہیں، لیکن کائناتی توانائی والے لوگ اس طرح کے اِلٰہ کے قائل نہیں بلکہ وہ کہتے ہیں کہ اِلٰہ اس کائناتی طاقت کا نام ہے جو کائنات میں داخل اور کائنات کے ساتھ متحد ہے۔ اور انسان کلی شعور اور عقل کامل کا ایک حصہ ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کی عقلِ باطن آپ کے وجود سے پہلے ہے، آپ کا وجود اور کائنات کے ساتھ آپ کا متحد رہنا یہ آپ کی موت کے بعد بھی رہے گا۔ اور مؤلف عقل کلی کا عقیدہ پورے وثوق کے ساتھ بیان کرتے ہوئے ایک دوسری جگہ کہتا ہے کہ کائنات میں ایک تخلیقی عقل کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے۔[3]

---

[1] قوة عقلك الباطن: (ص:۳)

[2] قوة عقلك الباطن: (ص:۷)

[3] قوة عقلك الباطن (ص:۸۳)

۴- مؤلف کہتا ہے کہ: آپ کی عقلِ باطن کی گہرائیوں میں لامحدود حکمت اور زبردست طاقت موجود ہے، اور ایسی ایسی ضروری چیزیں ذخیرہ اندوز ہیں جن کی کوئی انتہا نہیں۔[1]

● 'حلولِ ذات' کائناتی توانائی والوں کا بنیادی عقیدہ ہے، ان کا خیال ہے کہ تھوڑی بہت غور وفکر اور بعض عملیات کے ذریعہ لوگ کائنات کے ساتھ متحد ہوجاتے ہیں اور جو کچھ چاہتے ہیں پورا کر لیتے ہیں۔

● یقیناً یہ عقیدہ عقل، حقیقتِ حال اور اللہ کی وحدانیت، اس کی ربوبیت اور اللہ وحدہ لاشریک کے خلق وتدبیر کے بالکل خلاف ہے۔

● انسان اللہ کی حفاظت اور اس کی نگرانی کے بغیر بہت کمزور ہے، اللہ کا ارشاد ہے: ﴿وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا﴾ (النساء: ۲۸) ترجمہ: انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے مومن دعائے استخارہ میں کہتا ہے کہ: اے اللہ! تو ہر چیز پر قادر ہے، میں کسی چیز پر قادر نہیں، تو ہر کام کو جانتا ہے، میں نہیں جانتا اور تو ہی تمام غیبوں کا جاننے والا ہے۔ ایسے ہی صبح وشام کے اذکار میں کہتا ہے: اے زندہ وجاوید اور تھامنے والے! تیری رحمت کے ذریعہ فریاد کرتا ہوں کہ تو میرے تمام معاملات کو ٹھیک کر دے، اور لمحہ بھر کے لیے بھی مجھے خود کے حوالے نہ کر۔[2]

اللہ تعالیٰ طاقت ور اور مضبوط ہے، اور اسی کے ہاتھ میں آسمان وزمین کی بادشاہت ہے، وہی معاملات کی تدبیر کرتا ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

۵- مؤلف کہتا ہے کہ: عقلِ باطن کی قوت ہی کائنات کو گردش میں رکھتی ہے، سیارے کو اس کے مدار میں چلاتی ہے، اور سورج کو روشن کرتی ہے۔[3]

● بہت افسوس کی بات ہے کہ ایسی باتیں بعض مسلمانوں سے بھی سننے کو ملتی ہیں، اور اسی طرح دیکھا گیا ہے کہ قوت باطن کی مجلسیں منعقد کرنے والے بعض ماہر خطیبوں نے اپنی ایک مجلس کا عنوان

[1] مرجع سابق: (ص:۱۱) [2] عمل اليوم والليلة للنسائي (۵۷۰) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔(۲۲۷)

[3] قوة عقلك الباطن (ص:۴۷)

''رسالة من الکون'' کائناتی پیغام رکھا ہے،ان کا خیال ہے کہ اپنی مزعومہ طاقت کے ذریعہ وہ ستاروں میں حرکت پیدا کر سکتے ہیں،افلاک پر اثر ڈال سکتے ہیں، یہ توحید ربوبیت کا صریح انکار ہے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:﴿ اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمَاوَاتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی یُدَبِّرُ الاَمْرَ یُفَصِّلُ الآیَاتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ﴾(الرعد:۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جس نے آسمانوں کو بغیر کھمبے کے بلند کیا جیسا کہ تم دیکھتے ہو، پھر عرش پر مستوی ہوا،سورج اور چاند کو مسخر کیا، ہر چیز اپنے مقررہ وقت تک کے لیے جاری وساری ہے، وہی معاملات کی تدبیر کرتا ہے،نشانیوں کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم اپنے رب پر یقین کرو۔

- ان لوگوں کی تردید کے لیے سب سے قوی ترین دلیل وہی ہے جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بادشاہ کے سامنے پیش کیا تھا،جس نے الوہیت کا دعویٰ کیا تھا۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿ قَالَ اِبْرَاهِیْمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ وَاللّٰهُ لاَ یَهْدِی الْقَوْمَ الظَّالِمِیْنَ﴾ (البقرۃ:۲۵۸) ترجمہ: ابراہیم علیہ السلام نے کہا:اللہ وہ ہے جو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے تو اسے مغرب سے نکال،پس کافر ہکا بکا رہ گیا۔
- اگر تم لوگ بھی ستاروں اور سیاروں میں اثر ڈالنے اور ان میں حرکت لانے کی بات میں سچے ہو تو سورج کو مغرب سے نکال کر دکھاؤ،سورج کو ڈوبنے سے روک دو،اور لوگوں کو اپنی خرقِ عادت طاقتوں کا مشاہدہ کراؤ۔
- مجھے اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت سے مسلمان اور پڑھے لکھے لوگ ان خرافاتی لوگوں سے متاثر ہیں اگر یہ لوگ ان لوگوں کا فاسد اور خطرناک فلسفہ کو سمجھ لیں اور حقیقت کو جان لیں تو وہ ان سے بالکل ہی دور ہو جائیں گے۔

چوتھی بحث

تنویمِ مقناطیسی Hypnotism

(مصنوعی طریقے سے نیند لانے کا عمل)

- انسائیکلوپیڈیا آف مینٹل ہیلتھ میں عمل تنویم کا معنی یہ بتلایا گیا ہے کہ عمل تنویم یہ ایک اجتماعی عمل کا نام ہے، جس میں ایک شخص یعنی معمول (جس کے ساتھ یہ عمل کیا جارہا ہے) دوسرے شخص یعنی عامل کی ہدایات اور خوابیدہ باتوں کو قبول کرلیتا ہے، عامل اپنی خیالی قوت اور تجربہ کی وجہ سے معمول کی معلومات، یادداشت اور قوت ارادی کو تبدیل کردیتا ہے۔[1]
- اس کی بہت سی صورتیں ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ: تنویم کار جس پر نیند طاری کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اس کو حکم دیتا ہے کہ اپنا بدن ڈھیلا کردے، خاص طریقہ پر سانس لے، پھر اس سے مطالبہ کرے کہ کسی جگہ کے مخصوص نقطہ میں اپنی ساری توجہ مرکوز کرے اور اس طرح کی کیفیت میں چلا جائے کہ وہ نہ کچھ سن رہا ہو اور نہ احساس کررہا ہو، مگر صرف وہی باتیں جو عامل اس سے کہہ رہا ہے، اور اپنا پورا دھیان اور دل اسی پر لگائے رکھے۔ عامل کے ساتھ گفتگو اور خیالات میں غرق ہوجانے کے بعد معمول دھیرے دھیرے بے ہوشی اور لاشعوری کی حالت میں چلا جائے گا۔ اور یہی وہ حالت ہے جس میں پہنچنے کے بعد عامل معمول سے جو کچھ چاہتا ہے سب قبول کروالیتا ہے۔

[1] حركة العصر الجديد (ص:۳۸۱)

- جادوگروں اور کاہنوں کے نزدیک یہ قدیم زمانے کے علاج کی ایک شکل ہے، اوراسے نعاس معبد یعنی عبادت خانے کی اونگھ کہا جاتا ہے۔ چونکہ اکثر لوگ اپنے بیماروں کو عبادت خانے لے جاتے تھے اور عمل تنویم سے ان کا علاج کرتے تھے۔[1]Austria
- اٹھارہویں صدی عیسوی میں جس نے سب سے پہلے اس علاج کو اکیڈمک طور پر اپنایا وہ آسٹریائی ڈاکٹر جس کا نام Franz Anton Mesmer ہے، اس کی سوانح عمری پر لکھی گئی کتابوں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ڈاکٹری لبادہ میں جادوگری کا کام کرتا تھا، اس نے اپنی ڈاکٹریٹ کا مقالہ ''تأثیر الکواکب علی الجسد الإنسانی'' (جسم انسانی پر ستاروں کے اثرات) کے نام پر لکھا۔ انسانی جسم پر ستاروں کی اثر انگیزی یہ جادوگروں اور ان کے جادوئی کام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ ڈاکٹر فرانز کا خیال تھا کہ وہاں ایک نادیدہ فضائی سیّال مادہ ہے، جس میں سارے جسم تیرتے ہیں، اور علاج ومعالجہ میں اس مادہ کے استعمال کرنے پر انسانی ارادہ کو قدرت حاصل ہے۔[2]
- ڈاکٹر فرانز اپنے تمام مریضوں کو ایک تاریک ہال میں جمع کرتا اور اپنے ساتھ ایک مقناطیسی لاٹھی لے کر آتا، جس سے ان مریضوں کو چھوتے ہی سب کے سب اس کے سامنے گر پڑتے، کوئی ہنس رہا ہوتا، کوئی رو رہا ہوتا، کوئی چیخ رہا ہوتا اور کوئی دائیں بائیں لوٹ پوٹ ہو رہا ہوتا پھر سب کے سب بے ہوش ہو جاتے۔
- ۱۷۸۴ء میں علمائے متخصصین کی ایک جماعت کی میٹنگ ہوئی، جس میں کمیٹی نے مائع مقناطیسی (سیال مادہ) کے نظریہ کو علمی نقطۂ نظر سے جانچ کی تو کمیٹی اس نتیجہ تک پہونچی کہ ڈاکٹر فرانز کی ظاہری تاثیر کا سبب محض وہم وخیال اور تصور ہے۔[3]
- علمائے کمیٹی کے بیانیہ میں کہا گیا ہے کہ یقینی تجربات سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ مقناطیسی

---

[1] دیکھئے: قصة الحضارة (مترجم) (۳/۲۴۴-۲۴۵) التداوی بالتنویم المغناطیسی (مترجم) (ص:۲۱)

[2] دیکھئے: اسکشاف أغوار الذهن "التنويم المغناطيسى" (ص:۵) مؤلفه: بيير داكو (مترجم)

[3] دیکھئے: أشهر ۵۰ خرافة فى علم النفس (ص:۳۱٦) مترجم: والحرب النفسية (ص:۲۳۳)

طاقت کے بغیر صرف خیال ہی اعصابی کھچاؤ اور اضطراب کا سبب ہوتا ہے، مقناطیسی طاقت بغیر تخیل کے کچھ بھی اثر نہیں چھوڑتی۔ کمیٹی کے تمام ممبران کا مقناطیسی طاقت کے وجود اور اس کے فائدے پر سب یک رائے متفق ہوتے ہوئے یہ کہا کہ: ایسی کوئی ٹھوس دلیل موجود نہیں ہے جو اس بات کو ثابت کر سکے کہ کائناتی مائع (فضائی سیال مادہ) یا حیاتیاتی مقناطیسی گیس موجود ہے...اور وہ زبردست تاثیر جسے ہم بیماروں کے علاج کے وقت دیکھتے ہیں یہ صرف پریشان خیالی کا نتیجہ ہے۔[1]

- ڈاکٹروں اور ماہرین کی نکیر اور نقد کا سامنا کرنے کے سبب نظریۂ تنویم کے حاملین اپنے نظریہ سے باز آگیے مگر پھر دوسری عالمی جنگ کے بعد عملِ تنویم کا مزید اہتمام کرنے لگے، حتی کہ مغربی ممالک میں اس سے متعلق بحث وتحقیق کے لیے کچھ خاص تنظیمیں وجود میں لائی گئیں۔[2]

گزرتے زمانے کے ساتھ تنویم کے مفہوم میں تبدیلی آتی گئی، جس کے نتیجہ میں بہت سے مدارس وجود میں آئے اور اکثر لوگ مقناطیسی مائع یا حیاتیاتی مائع کے سلسلے میں ڈاکٹر میسمر کے نظریات سے موافقت نہیں رکھتے۔ اکثریت کا خیال ہے کہ یہ سارا معاملہ باطنی شعور کی قوت کی طرف لوٹتا ہے، اور معمول کی عقل کے مطابق اثر کرتی ہے۔ اسی وجہ سے یہ لوگ اس کا نام تنویم مقناطیسی کے بجائے ''تنویم ایحائی'' رکھتے ہیں۔

لیکن عمل تنویم سے جڑی پیچیدگی اور ابہام کی وضاحت میں برابر اختلاف ہوتا رہا ہے، حتی کہ ایک بڑے تنویم کار نے یہاں تک کہہ دیا کہ ساری کی ساری علمی تحقیق وریسرچ اور مطالعۂ عملِ تنویم سے متعلق پیدا شدہ اعتراض کا دوٹوک میں جواب دے دینا کافی ہے۔[3]

- تنویم مقناطیسی کے بارے میں لوگوں کے بہت سارے جھگڑے اور اختلافات ہیں تو میں اس مسئلہ کو یہاں نہایت اختصار سے اس کے اہم اور بنیادی مسائل کو ان کی کتابوں سے ذکر کرنا چاہوں گا جو تنویم مقناطیسی سے متعلق ہیں پھر آخر میں جو صحیح اور سچ سمجھوں گا اسے بھی ذکر کروں گا، ان شاء اللہ۔ یہ واضح کرتے ہوئے کہ تنویم مقناطیسی کا جنوں اور جادوگروں کی دنیا سے کس قدر ربط ہے:

---

[1] الحرب النفسية معركة الكلمة والمعتقد (ص:۲۳۷-۲۳۸)

[2] دیکھئے: حركة العصر الجديد (ص:۳۸۲)

[3] دیکھئے: تعلم التنويم المغناطيسي (ص:۱۰۱) دکتور: لیونارد شارتوک مترجم

● **اول**: اثر دارعملِ تنویم کے لیےضروری ہے کہ عامل کو باطنی شعور کی قوت حاصل ہو،اس کی عبارتیں مناسب ہوں،تنویم کےمختلف طریقوں سے واقف ہو،جیسے خاص ہیئت وکیفیت میں بیٹھنا،معمول کے لیےمناسب وقفہ اوربعض ان ریاضتوں سے بھی آ گاہی ہو جوآنکھوں کوتھکا دیتی ہوں اورلاشعوری اورنیند کی کیفیت میں لے جانے کا سبب ہوں۔بعض عامل اس غرض اورمقصد کوحاصل کرنے کے لیے کچھ دوائیں اورانجکشن استعمال کرتے ہیں۔

معمول کے لیےضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کوڈھیلا چھوڑ دے،خیالی قوت پیدا کرے،اورفکرو خیال میں مستغرق ہو جائے،نفسیاتی طور پرتنویمی فکر کی مخالفت کے بغیر ہر وہ کام کرے جسے عامل کروانا چاہتا ہے۔ [1]

● **دوم**: عملِ تنویم بغیرکسی واسطہ کے ذاتی طور پر بھی ہوسکتا ہے یا کوئی اورشخص جومعمول کی راہنمائی کرے،اس طور پرکہ آدمی اپنے جسم کو پورے طور پر ڈھیلا چھوڑ دےاورخیال وتصور کی قوت پیدا کرے، مخصوص الفاظ کو بار بار دہرائے،اس دوران شعوری حالت سے نکل جانے اورخود کوسوجانے کا حکم دے،کسی خاص چیز میں اپنا خیال مرکوز کرے، چاہے خیالی طریقہ سے ہو، یا کوئی آواز ہو جسے کمرے میں موجود رہتے ہوئے سن رہا ہو۔جیسے گھڑی کی سوئی کی آواز یا کسی مخصوص جگہ میں موجود رہ کرکسی خاص نقطہ پرنظرٹکا کر کے ہو۔بعض لوگ یوگا کی ہیئت میں بیٹھتے ہیں پھرتأملِ مجازی اورتخلیۂ روح (Astrol projection) کے بارے میں جتنی بھی چیزیں گزری ہیں ہرایک کی عملی تطبیق کرتے ہیں۔[2]

● **سوم**: بعض کے یہاں تنویم کی قسموں میں ایک قسم تنویم مؤجل بھی ہے۔وہ یہ کہ معمول متعین کردہ کام انجام دے یامخصوص چیز کا شعور کرے، یا محدود وقت میں مخصوص خیال وتصور پیدا کرے،

---

[1] دیکھئے:الشفاء بالتنويم المغناطيسي (ص:١٦٥)اورتعلم التنويم المغناطيسي (ص:٦٣)دکتور: ليونارد شارتوک مترجم

[2] دیکھئے:التنويم المغناطيسي (ص:٣٨) لجوزف هاريمان مترجم

جیسے تنویم کار معمول سے کہے کہ فلاں دن فلاں وقت بازار جانے کی بہت زیادہ رغبت پیدا کرو تا کہ فلاں فلاں چیز خریدو۔ جب وہ وقت آ جاتا ہے تو معمول وہی محسوس کرے گا جو عامل نے بتایا ہے اور تنویم مقناطیسی والوں کے گمان کے مطابق اسے پورے طور پر انجام دے گا۔[1]

● **چہارم:** ہر شخص پر نیند طاری نہیں کی جا سکتی اور اس کے شعور پر اثر نہیں ڈالا جا سکتا۔ البتہ عملِ تنویم کا اثر مردوں کے مقابلہ میں عورتوں پر زیادہ ہوتا ہے، اور نفسیاتی طور پر مجبور و پریشان اور کمزور لوگ دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ عملِ تنویم کے بعض اساتذہ اس حقیقت کا انکار کرتے ہیں اور معاملہ کو اس کے برخلاف سمجھتے ہیں اور جب کہ ان میں سے بعض اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں۔ جیسا کہ عنقریب بات آگے آئے گی۔

● **پنجم:** بعض لوگوں کے نزدیک کچھ مخصوص ریاضتیں ہوتی ہیں جسے عمل تنویم سے جڑے ہوئے لوگ انجام دیتے ہیں تا کہ وہ زیادہ مؤثر بن سکے اور یہ اکثر وہی عمل ہے جو ''ریکی'' والوں کے یہاں پایا جاتا ہے۔ اور جیسے یوگا کا عمل، تخیل کا عمل، تنفس کا عمل، خلوت نشینی اور لوگوں سے الگ تھگ ہو جانا، ان ساری چیزوں سے متعلق گفتگو گزر چکی ہے اور اس کے بارے میں جو شرعی تحذیرات ہیں ان کو بھی بیان کیا جا چکا ہے۔

● ایک عجیب و غریب ریاضت جسے بعض اہلِ تنویم نے ذکر کیا ہے وہ یہ کہ فنِ تنویم کی تھیوری سے فائدہ اٹھانے کے لیے ذاتی طور پر خود کے اوپر نیند کی کیفیت طاری کرنے کی مشق نہیں چھوڑنی چاہیے۔ مثال کے طور پر آدمی یہ خیال کرے کہ میرے اندر دوسروں پر غلبہ اور تسلط حاصل کرنے کی زبردست جرأت ہے۔ یہ بات نیند طاری ہونے کی آخری لمحے میں ذہن و دماغ کے اندر حاضر ہو اور اس کے انجام دینے کے لیے وہ پُرعزم کرے۔[2]

● **ششم:** بعض لوگ تنویمِ مقناطیسی کے ذریعہ مُردوں سے رابطہ اور روحوں کو حاضر کرنے کے عقیدہ کو رواج دیتے ہیں، جب کہ بعض لوگ اس کی مخالفت بھی کرتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ عقل باطن

[1] دیکھئے: عجائب التنويم المغناطيسی (ص:۵۵) والشفاء بالتنويم المغناطيسی (ص:۲۱٦-۲۱۷)

[2] الشفاء بالتنويم المغناطيسی والطاقة الروحية (ص:۲۹٦-۳۰۵، ۴۱۱-۴۱۲)

ہی ان کی مجلسوں میں حاضر ہوتی ہے، ان کے سوالوں کا جواب دیتی ہے، غیبی امور سے متعلق خبر دیتی ہے اور یہ مُردوں کی روحیں نہیں ہوتیں۔[1]

● **ھفتم:** تنویم کاروں کا خیال ہے کہ تنویمِ مقناطیسی میں نفسیاتی اور جسمانی امراض کی شفاء ہے، سگریٹ وشراب نوشی اور بُری عادتوں سے چھٹکارا پانے کا ایک ذریعہ ہے۔ آپریشن میں بے ہوشی کے لیے استعمال کی جانے والی دوا کے بدلے عملِ تنویم کو اپنایا جاسکتا ہے، چونکہ معمول عملِ تنویم سے اپنے تمام تر شعور واحساس کھودیتا ہے۔ لہٰذا معمول عامل طبیب کے حکم سے ہی بیدار ہوتا ہے۔

● لیکن ڈاکٹروں اور ماہرین نفسیات کے نزدیک تنویمِ مقناطیسی کے ذریعہ شفایابی ممکن نہیں، ان کا خیال ہے کہ اہل تنویم کے دعوے اور گمان ان کے اپنے خودساختہ ہیں، جو کسی قابل اعتماد علمی تحقیق سے ثابت نہیں ہے، بلکہ صحیح علمی طریقے سے ثابت شدہ حقیقت عملِ تنویم کے خلاف ہے، تنویمِ مقناطیسی سے فائدے کا ثبوت نہایت کم اور نادر حالات میں حاصل ہونے کا یہ معنیٰ نہیں کہ وہ علمی اور تحقیقی دلیل سے ثابت ہے۔ چونکہ بعض مغربی محققین نے ان کے دعووں کا مناقشہ کیا تو علم وتحقیق کی روشنی میں انھیں باطل قرار دیا۔[2]

● **ھشتم: وہ کیفیات وعلامات جو معمول کو لاحق ہوتی ہیں:**

ا- عقل وشعور کا اضطراب: تمام لوگوں کی عقل وشعور کی اضطرابی کیفیت یکساں نہیں ہوتی۔ ان میں سے کچھ ایسے لوگ ہیں جن کا احساس وشعور ختم نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اپنے اردگرد ہونے والی چیزوں کا احساس کرتے ہیں اور ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے احساس وشعور کا کچھ حصہ مفقود ہوجاتا ہے اور بعض شخص تو عقل وشعور سے کلی طور پر عاری ہوجاتا ہے، یہاں تک کہ ان کے ساتھ مجلس میں جو کچھ ہوتا ہے انھیں کچھ بھی یاد نہیں رہتا۔ پھر وہ اس مقام کو پہنچ جاتا ہے جہاں پہونچنے کے بعد انسان مسلوب العقل ہوجاتا ہے، اور وہ پورے طور پر عامل کے تصرف میں ہوجاتا ہے، پھر عامل معمول کو جس طرح چاہتا ہے گھماتا پھراتا رہتا ہے۔[3]

---

[1] دیکھئے: أضواء علی خفايا التنويم (ص:۴۹)

[2] دیکھئے: أشهر ٥٠ خرافة فی علم النفس (ص:۳۱۶-۳۲۶)

[3] دیکھئے: الشفاء بالتنويم المغناطيسی والطاقة الروحية (ص:۲۰۶) و أضواء علی خفايا التنويم (ص:۷۸-۷۹)

تنویم کی مقدارِ تاثیر کے سلسلہ میں تنویم کاروں کا اختلاف ہے کہ جب عامل معمول سے کسی جرم کا ارتکاب کرنے، خودکو ضرر پہونچانے یا دوسروں پر زیادتی کرنے کا مطالبہ کرے تو وہ اس کی بات کو قبول کرے گا یا نہیں، لیکن بعض تجربات اور مشاہدات نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ وہ اس وقت ایسا کر گزرے گا جب اس کا شعور مفقود ہو جائے اور عقل چلی جائے۔ [1]

۲- **اعضاء کا سوکھ جانا، سُکڑ جانا**، آنکھوں کا پھڑکنا، اعضاء کا بے کار ہو جانا[2]، گھٹن محسوس کرنا، جسم میں کرنٹ اور سخت حرارت کا احساس کرنا، سر کا بوجھل ہونا[3] اور کبھی کبھار تو آدمی مرگی اور شیطانی آسیب کی وجہ سے زمین پر گر جاتا ہے، یہ سب عوارض لاحق ہوتے ہیں، جیسا کہ ڈاکٹر میسمر کے علاج ومعالجہ کی مجلسوں میں ہوا کرتا تھا۔

● **اس طریقۂ علاج کے سلسلہ میں میرے چند ملاحظات ہیں:**

☆ **پہلا ملاحظہ:** تنویمِ مقناطیسی کے ذریعہ علاج کے متعلق مختصر گفتگو سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس علاج کی بنیاد غور وفکر کی مشقوں، نیت وارادہ، عمل تنفس، وہم وخیال کے ساتھ دل کا تعلق اور سوچ وفکر کی یکسوئی پر رکھی گئی ہے۔ جس کے نتیجہ میں وہی چیزیں رونما ہوتی ہیں جو آسیب زدہ اور شیطان کے ذریعہ خبطی بنائے ہوئے شخص سے ظاہر ہوتی ہیں، جیسے کہ بدن کا سُکڑ جانا، بجلی کے جھٹکے کی کیفیت محسوس کرنا، جسم کا نحیف ہو جانا، سر میں بوجھل پن، سانس کی گھٹن، آنکھوں کی پھڑ پھڑاہٹ، عقل کا ختم ہو جانا، شعور کا کمزور ہو جانا، وہم و خیال کا غلبہ، مرگی کا ہونا، بے ہوش ہو کر زمین پر گر جانا، یہ سب اور دیگر علامتیں لاحق ہوتی ہیں، جن کا اقرار اہلِ تنویم خود کرتے ہیں اور اس کی گواہی بھی دیتے ہیں۔ جس کا حوالہ خود ان کی کتابوں سے دیا جا چکا ہے۔

---

[1] دیکھئے: التشريع الجنائي الإسلامي مقارناً بالقانون الوضعي (۵۹۱/۱) الحرب النفسية معركة الكلمة والمعتقد (ص:۲۵۹-۳۰۰)

[2] دیکھئے: تعلم التنويم المغناطيسي (ص:۴۹، ۷۵) دكتور ليونارد شارتوك، مترجم. دليل دكتور ليونارد شارتوك للدخول في حالة الإيحاء (ص:۱۲۵-۱۲۶)

[3] دیکھئے: الشفاء بالتنويم المغناطيسي والطاقة الروحية (ص:۲۶۶، ۲۴۸)

تخلیۂ روح (Astrol Projection) اور ریکی کے سلسلہ میں گفتگو کے دوران علمائے متخصصین کے اقوال گزر چکے ہیں کہ اوہام و خیالات کے ساتھ بہت زیادہ دل کو جوڑے رکھنا، غور وفکر اور یکسوئی کی مشقوں میں خود کو مبتلا رکھنا، جسم میں شیطان کے حلول کے لیے راستہ ہموار کرنا، اور خصوصاً اس وقت جب انسان عقل وشعور کو کھو بیٹھے اور جیسا کہ یہ اہلِ تنویم کے یہاں پایا جاتا ہے۔[1]

- اس طرح کی مشق وتمرین سے مکمل طور پر بچنا چاہیے کیوں کہ شروع شروع میں ایسا لگے گا کہ یہ محض فضول اور عقل کا گم ہوجانا ہے، ایسے عجیب وغریب خیالات واحساسات دل میں پیدا ہوں گے جو کچھ لوگوں کے لیے باعثِ تسلی ہوں گے۔ لیکن اس طرح کی مشق وتمرین کرنے سے شیطانوں کو موقع مل جاتا ہے کہ انسان کو خبطی بنائے۔ پھر وہ تنویم کار اپنے آپ کو جادوگری کی تنگ راہوں اور کہانت کی کیچڑوں میں پاتا ہے اور اسے احساس تک نہیں ہوتا۔

- شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی بات گزر چکی ہے جس میں انھوں نے حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہوئے قوم کی حالت بیان فرمائی کہ شیطان لوگوں کے ساتھ کس طرح کھلواڑ کرتا ہے، چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ یہی وجہ ہے کہ اس طرح کے لوگ آدمی کو کسی چیز پر اپنی توجہ لگائے رکھنے کا حکم دیتے ہیں اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر پتھر کے بارے میں بھی تم اپنا گمان اچھا رکھو تو اللہ تعالیٰ اس سے بھی تم کو فائدہ پہونچائے گا..فکر وخیال کو یکسو کرنے کا حکم اس مقصد سے دیتے ہیں کہ نفس کو قرار حاصل ہوجائے[2] اور اس کا اضطراب وانتشار ختم ہوجائے۔ جب کسی چیز پر فکر جمع ہوجائے اور شیطانی القاء کے لیے دل خالی ہوجائے تو شیطان اس آدمی کو قابو میں کر لیتا ہے اور دل میں مختلف اوہام ڈال دیتا ہے اور اس کے سامنے ظاہری شکل میں آتا ہے اور اس کی بعض ضرورتیں بھی پوری کر دیتا ہے۔ وہ فلاسفہ جو جنوں کو جانتے تک نہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ ساری چیزیں قوت ارادی کا نتیجہ ہے۔[3]

[1] بہت سے لوگ عملِ تنویم حسنِ نیت سے کرتے ہیں جو اس کی حقیقت کو نہیں جانتے۔

[2] ہو بہو یہ وہی چیز ہے جو اہل تنویم اور دوسرے لوگ کرتے ہیں کہ کسی خاص جگہ یا خاص خیال میں توجہ کو مرکوز رکھا جائے۔

[3] ہو بہو یہ وہی چیز ہے جسے اہل تنویم کہتے ہیں کہ یہ قوت نفس یا قوت ارادی کا نتیجہ ہے۔ بعض دوسرے لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ عقل باطن یا کائناتی توانائی کا نتیجہ ہے۔

لیکن زیادہ تر لوگ اس چیز کی حقیقت سے بخوبی واقف ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ شیطان ایسے بہت سارے امور کو انجام دیتا ہے جو نفسِ انسانی انجام نہیں دے سکتا۔ وہ لوگ کبھی کبھار اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور ذکر سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ انھیں دلجمعی اور فارغ القلبی حاصل ہو جائے، عباداتِ الٰہی ان کا مقصد نہیں ہوتا ہے۔

دورِ حاضر میں بھی بہت سے لوگوں کے یہاں یہ چیز پائی جاتی ہے، جیسا کہ بعض لوگ اپنے مریدوں سے کہتے ہیں کہ یکسوئی کے ساتھ دل میں لا إله إلا الله کا ورد کرو، مقصد ذکرِ الٰہی نہیں ہوتا بلکہ اس کا مقصد قلبی یکسوئی ہوتی ہے۔ جب یہ مقصد پورا ہو جائے تو شیاطین نازل ہوتے ہیں۔ اور دل میں یہ خیال پیدا ہونے لگتا ہے کہ وہ آسمان اور دوسری دنیا کی سیر کر رہا ہے۔ اس عقیدہ کے حاملین کہتے ہیں کہ تم کو وہ سب کچھ حاصل ہو گیا جو موسیٰ بن عمران علیہ الصلاۃ والسلام کو نہ ہوا اور نہ ہی شبِ معراج میں محمد ﷺ کو حاصل ہوا۔[1]

- ہو بہو یہی چیز اسٹرول پروجیکشن اور ہپناٹائز والوں کے یہاں پائی جاتی ہے۔ زوالِ عقل، شعور کا فقدان اور یادداشت کا کھو جانا یہ سب اوہام و خیالات میں مبالغہ آرائی کا نتیجہ ہے۔ جس کی وجہ سے شیطان ان کے ساتھ خوب کھلواڑ کرتا ہے۔ بسا اوقات وہ عقل و خرد سے عاری ہو جاتے ہیں۔ اور انھیں بھی ایسا ہی محسوس ہوتا ہے جیسے سحر زدہ اور آسیب زدہ محسوس کرتے ہیں۔

اسی وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ جادو کا اثر جاہلوں، بچوں، کمزور عقل والوں اور بزدلوں پر زیادہ ہوتا ہے۔[2]

تعجب کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض تنویم کاروں سے اس حقیقت کو اگلوالیا ہے، چنانچہ ان کا اعتراف ہے کہ عملِ تنویم کا اثر زیادہ تر کمزور دل، نفسیاتی طور پر پریشان حال لوگوں پر ہوتا ہے، جیسا کہ الشفاء بالتنویم المغناطیسی نامی کتاب کے مصنف عمل تنویم کے بارے میں کہتے ہیں کہ جن پر عمل تنویم کیا جاتا ہے ان میں بعض ایسی خرابیاں اور کراہیت آمیز رویّے پائے جاتے ہیں جنہیں وہ ظاہر کر دیتے ہیں۔

---

[1] قاعدة عظيمة في الفرق بين عبادات أهل الإسلام والإيمان وعبادات أهل الشرك والنفاق (ص:۱۳۳۷)

[2] زاد المعاد (۴/۱۱۷)

چنانچہ جب وہ آئینہ دیکھتے تو قلبی اضطراب محسوس کرتے ہیں، نہ گھوڑوں پر سواری پسند کرتے اور نہ ہی آبشاروں کے قریب کھڑے ہونے کی سکت رکھتے ہیں، جب انھیں چاند کی روشنی نظر آتی ہے تو پریشان ہوجاتے اور عام طور پر معمولی سردرد میں مبتلا رہتے ہیں۔ اور کبھی کبھار انھیں سردرد ختم ہوجاتا ہے۔ اسی طرح جب یہ مشرق کی طرف بیٹھتے تو گھٹن محسوس کرتے ہیں، مجلسوں میں آنا ناپسند کرتے ہیں اور آگ دیکھ کر گھبرا جاتے ہیں۔ [1]

● **میں کہتا ہوں کہ:** امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے کیا ہی بہترین بات کہی ہے، ایسا لگتا ہے کہ انھوں نے کاتبِ سطور کی بات پڑھی، اور ان لوگوں کے حالات سے بخوبی واقف تھے۔ چنانچہ جادو کی قسموں میں سے ایک قسم کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ جادو کے اس طریقہ کو ''تُـنْـبُـلَـةٌ'' کہا جاتا ہے، یہ بنی آدم کے کمزور عقل والوں پر اثر کرتا ہے۔ آدمی علم الفِراسة سے جان سکتا ہے کہ کون کم عقل ہے اور کون نہیں ہے۔ اس لیے جادوگر اگر علم الفِراسة میں ماہر ہو تو وہ جان جاتا ہے کہ کون لوگ اس کی باتوں کو مانیں گے اور کون انکار کریں گے۔ [2]

☆ **دوسرا ملاحظہ** : کسی بھی علم کی حقیقت کو جاننا ہو تو اس کی بنیادوں اور اس کے اصولوں کو دیکھا جاتا ہے۔ جب ہم علمِ تنویم کی بنیادوں اور اس کے اصولوں پر سرسری نظر ڈالتے ہیں تو یہ بات واضح طور پر سمجھ میں آتی ہے کہ اس علم کی نشو ونما جادوگروں کے پاس ہوئی اور بت خانوں میں پروان چڑھا۔ پھر ڈاکٹر میسمر نے اس کی تجدید کی، جو جادوگر کا لباس زیب تن کیے رہتا تھا، جس کا عقیدہ یہ تھا کہ کواکب انسانوں پر اثر ڈال سکتے ہیں۔ ستاروں کی اثر انگیزی کا یہی عقیدہ پرانے زمانے کے جادوگر جیسے صابئہ اور اہلِ بابل رکھتے تھے۔ [3]

اللہ کے نبی ﷺ نے جادو کی اس قسم کے بارے میں فرمایا: جس نے علم نجوم کا کوئی بھی حصہ حاصل کیا، گویا اس نے جادو کا ایک حصہ حاصل کیا۔ پس آدمی جس قدر علم نجوم حاصل کرے گا، اسی قدر اسے جادو کا علم بھی حاصل ہوگا۔ [4]

---

[1] الشفاء بالتنويم المغناطيسي والطاقة الروحية (ص:۲۴۳) معمولی تصرف کے ساتھ

[2] تفسير ابن كثير (۱/۳۷۰)

[3] دیکھئے: أحكام القرآن للجصاص (۱/۵۳-۵۴)

[4] سنن أبي داؤد (۳۹۰۵) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس کی سند کو جید کہا ہے۔ (۷۹۳)

● **ستاروں اور سیاروں کے جادو کی دو قسمیں ہیں:**

☆ **علمی جادو:** یہ ہے کہ ستاروں کی حرکتوں سے زمین پر ہونے والے حادثات پر استدلال کیا جائے جس کا تعلق غیبی امور سے ہو۔

☆ **عملی جادو:** یہ ہے کہ بعض مشق و تمرین کے ذریعہ زمین والوں پر ستاروں کی تاثیر کا اعتقاد رکھا جائے۔[1] اور جادو کی اسی قسم کا اعتقاد ''میسمر'' رکھتا تھا۔

● میسمر کے بعد عملِ تنویم کرنے والے لوگوں نے اپنے آپ سے جادو کی تہمت کی نفی کی ہے۔ جب کہ ان کی کتابیں اور تحریریں پڑھنے اور خود ان کے حالاتِ زندگی دیکھنے کے بعد فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ ان لوگوں کا عمل صریح جادو اور واضح دجل و فریب ہے۔ جیسے سفید بال بڑھاپے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہی حال ''الشفاء بالتنويم المغناطيسي'' کے مصنف کا ہے۔ شروع کتاب میں اس نے ان لوگوں پر زبردست حملہ کیا ہے جو عملِ تنویم کو جادو کہتے ہیں۔ لیکن کتاب کے اخیر میں انھوں نے خود ہی حقیقت واضح کر دی اور چھپی ہوئی چیز کو ظاہر کر دی، اور اس چیز کا اقرار کیا کہ ان کی مجلسوں میں قوتِ عقل، سایوں اور روحوں کی موجودگی ہوتی ہے۔ چنانچہ انھوں نے ''التحريك والكتابة والصوت والمجلوبات'' (صامت چیزوں میں حرکت پیدا کرنا، قلم کا خود بخود لکھنا، وہمی آواز کا سننا اور دور کی چیزوں کو قریب کھینچ لانا) کے عنوان سے ایک فصل قائم کی جس میں یہ کہا کہ غیر متحرک چیزوں میں حرکت پیدا کی جا سکتی ہے، عملِ تنویم سے معمول کے جسم کو ہوا میں اڑایا جا سکتا ہے۔ دور دراز کی چیزوں کو کھینچ کر حاضر کیا جا سکتا ہے۔ اور بغیر کسی واسطہ اور ذریعہ کے کتابت کے لیے قلم کو حرکت میں لایا جا سکتا ہے۔[2]

● مزید وہ کہتا ہے کہ: بغیر کسی ظاہری اسباب و وسائل کے خاموش اور سخت جسموں کے اندر حرکت پیدا کرنے کے قبیل سے مذکورہ ساری چیزیں سمجھی جائیں گی۔ مگر ایک بات ہے کہ وسیط کی عقل سے

---

[1] دیکھیے: مجموع الفتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ۔ (۱۷۱/۳۵)

[2] دیکھیے: الشفاء بالتنويم المغناطيسي (ص:۴۱۹)

ایک عجیب وغریب باطنی قوت کا وجود ہوتا ہے، جس سے معمول علم وادب کے ایسے معیار پر اتر کر لکھتا ہے جو وسیط کے معیار سے بلند تر ہوتا ہے۔[1]

- عملِ تنویم کی مجلسوں میں جو کچھ ہوتا ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے وہ کہتا ہے کہ: یعنی ایک سنی جانے والی آواز ظاہر ہوتی ہے، جو عامل کی آواز سے یکسر الگ ہوتی ہے اور وہ آواز مذکر، مونث، بالغ، بچہ، زبان، طریقۂ گفتگو اور لکنت وغیرہ اور تمام شخصی ممیّزات اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ اس جگہ میں ایک دوسری شخصیت موجود ہے۔ جو موجود شخصیتوں کے علاوہ ہیں۔[2]

- پھر مؤلف نے ایک دوسری فصل ''الأشبـــاح والأرواح'' (سایوں اور روحوں) کے نام سے قائم کیا ہے۔ جس میں وہ کہتا ہے کہ سخت چیزوں میں حرکت کا پیدا ہونا، ہوا میں اڑنا، سایے کا ظاہر ہونا، عجیب وغریب آواز سننا یہ سب کے سب عقلِ باطن کا نتیجہ ہے۔ جو اسی کے تصرف اور تاثیر کے قبیل سے ہے۔ ساتھ ہی اس نے عقیدۂ حلول واتحاد (اللہ تعالیٰ اپنے کسی مخلوق میں ضم ہو کر کے اس کے ساتھ متحد ہو جائے) کی کھلے طور پر دعوت دی اور کہا کہ عقلِ باطن ہر چیز پر قادر ہے۔[3]

- **میں کہتا ہوں کہ:** اس طرح کی ضلالت وگمراہی سے اللہ کی پناہ! اللہ ہی وہ ذات ہے، جس کے ہاتھ میں آسمان وزمین کی ملکیت ہے۔ ساری کی ساری مخلوق نہایت ہی کمزور ہیں، اللہ کی تدبیر اور قوت وطاقت کے ماتحت ہیں، سب کے سب اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں، اللہ کی توفیق اور اس کی مہربانی کے بغیر نہ کوئی بُرائی سے بچ سکتا ہے اور نہ ہی نیکی کا کام کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام قسم کے عیوب ونقائص سے پاک ہے، ہر چیز پر قادر ہے۔ اسی کے لیے صفاتِ کمال وجلال ہیں۔ وہ اپنی مخلوق سے بلند وبرتر عرش پر مستوی ہے۔ اور وہ ہر طرح کے نقص وعیب سے مبرّا ہے۔

---

[1] مرجع سابق (ص:۴۱۹)

[2] مرجع سابق (ص:۴۲۱)

[3] مرجع سابق (ص:۴۲۲-۴۲۳)

● ''الشفاء بالتنويم المغناطيسي'' نامی کتاب کے مؤلف کے کلام میں صریح باطنی کفریہ عقیدہ موجود ہے۔جیسا کہ ڈاؤزنگ کا عقلِ باطن سے ربط کے سلسلے میں گفتگو اور وضاحت بڑی تفصیل سے گزر چکی ہے۔

● بہر حال مؤلف نے روحوں اور سایوں سے متعلق اور جسم کا ہوا میں اڑنے، دور کی چیزوں کو قریب کرنے، بغیر کسی ظاہری سبب کے قلم میں حرکت پیدا کرنے سے متعلق جو کچھ ذکر کیا ہے وہ سب کے سب یقینی طور پر جادوگروں اور شیطانوں سے مدد حاصل کرنے والوں کے اعمال ہیں۔اور اس کا عقلِ باطن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔جیسا کہ اس سلسلے میں باتیں ہو چکی ہیں۔

☆ **تیسرا ملاحظہ:** تنویم کاروں کی عملیات ہو بہو وہی عملیات ہیں، جنہیں ایسے لوگ انجام دیتے ہیں جو مُردوں کی روحوں کو حاضر کرنے کا عقیدہ رکھتے ہیں، اور یہی جادوگروں کے بھی عملیات ہوا کرتے ہیں، جسے وہ ''مَـنْـدَل'' کہتے ہیں۔بہت سے تنویم کار اس طرح کا عقیدہ اور عملیات میں ملوث ہیں۔جس سے یقین کامل ہو جاتا ہے کہ عملِ تنویم باطل عقیدوں کے رواج دینے اور جادوگروں کو ماحول فراہم کرنے کا ایک وسیع ذریعہ ہے۔اسی لیے جادوگروں نے گزشتہ ادوار میں لوگوں پر عملِ تنویم کیا اور اس کی مختلف صورتیں بھی ایجاد کی ہیں۔

● علماء کی ایک جماعت نے تنویمِ مقناطیسی اور روحوں کو حاضر کرنے کے عقیدہ کی حقیقت اور ان دونوں کے درمیان مضبوط تعلق کو پرکھ لیا اور ان دونوں سے شدت کے ساتھ ڈرایا، حالانکہ ان کی یہ تنبیہ قلتِ معرفت اور دور بینی کی کمی کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ علم وبصیرت اور معاملات کے انجام پر گہری نظر کی وجہ سے تھی۔

● علامہ ابن باز رحمہ اللہ نے روحوں کو حاضر کرنے کے عقیدہ سے متعلق فرمایا کہ: اس موضوع کے سلسلہ میں میں نے بہت غور وخوض کیا۔پھر اس نتیجہ پر پہونچا کہ یہ علم باطل ہے۔اور شیطانی پروپگنڈہ ہے۔جس کا مقصد مسلمانوں کے عقائد واخلاق کو بگاڑنا اور ان کے اندر شکوک وشبہات کو پیدا کرنا ہے۔ ساتھ ہی بہت ساری چیزوں میں علمِ غیب کا دعویٰ کرنا بھی ہے۔[1]

[1] مجموع الفتاوىٰ (۳/۳۰۹)

● علامہ ابن باز رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں کہ: سعودی عرب کی دائمی فتاویٰ کمیٹی نے تنویمِ مقناطیسی کے سلسلہ میں ایک فتویٰ صادر کیا، جو درحقیقت روحوں کو حاضر کرنے کی ہی ایک شکل ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ عملِ تنویم کہانت کی ایک قسم ہے۔ اس میں عامل جنات کی مدد سے معمول پر مسلط ہوجاتا ہے۔ تو معمول جنات کی زبان میں گفتگو کرنے لگتا ہے۔ اگر جنات عامل کے ساتھ وفاداری کرے تو جنات معمول کو اس پر غلبہ حاصل کرکے بعض اعمال کے لیے اسے قوت فراہم کرتا ہے۔ البتہ جنات عامل کی فرمانبرداری اس چیز کی عوض میں کرتا ہے، جس کے ذریعہ عامل جنات کا تقرب حاصل کرتا ہے۔ اور وہ جنات معمول کو عامل کے حکم وارادے کی فرمانبرداری پر مجبور کردیتا ہے۔ اس لیے معمول جنات کی مدد سے ہر وہ کام کرڈالتا ہے جس کا عامل اس سے مطالبہ کرتا ہے۔ اور یہ اس صورت میں ہوگا جب وہ جنات عامل کی فرمانبرداری کرتے ہوئے اس کے ساتھ سچائی کا ثبوت دے۔ تو ایسی صورت میں تنویمِ مقناطیسی کو ڈھال بنا کر اسے ایک ایسا ذریعہ اور وسیلہ کے طور پر استعمال کرنا جیسے کہ چوری کی جگہ، گم شدہ چیزوں کی دریافتگی، مریض کا علاج یا تنویمِ مقناطیسی کو کسی دوسرے عمل کی انجام دہی کے لیے استعمال کرنا نا جائز اور حرام ہی نہیں بلکہ وہ شرک ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے۔ اور وہ اس لیے کہ یہ غیر اللہ سے فریادرسی کے قبیل سے ہے۔ اور ایسی چیزوں میں جو ماوراء اسباب عام ہیں، جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات کے لیے جائز اور مباح قرار دیا ہے۔

● تنویمِ مقناطیسی کی حقیقت دکتور محمد حسین نے اپنی کتاب ''الروحية الحديثة حقيقتها و أهدافها ''میں کھول کررکھ دیا ہے۔ اور یہ خود ایک لمبے زمانے تک اس جادوئی عمل سے متاثر تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو راہِ حق کی ہدایت دی، اور انھیں باطل پرستوں کے دعویٰ سے پردہ اٹھانے کی توفیق بخشی۔ انھوں نے پورے وثوق اور یقین کے ساتھ کہا ہے کہ اس میں دجل وفریب اور جھوٹ وخرافات کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں۔[1]

● شیخ علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: کچھ ایسے لوگ ہیں جو اپنے آپ کو لوگوں کے لیے بھلا اور مفید ثابت کرنے کے لیے علاج ومعالجہ کرتے ہیں، جسے وہ طبِ روحانی کا نام دیتے ہیں۔ وہ

---

[1] مجموع الفتاوى (۳/۳۱۳-۳۱۴)

اسی قبیل سے ہے۔ چاہے وہ پرانے طور طریقہ پر ہو۔ یعنی کہ عامل کا جنات ہم نشین سے ربط و مواصلت کرنا، ٹھیک ایسا ہی زمانۂ جاہلیت میں لوگ کیا کرتے تھے یا موجودہ اس رائج طریقہ کے مطابق ہو، جسے آج کل روحوں کو حاضر کرنا کہا جاتا ہے۔ اس طرح کی چیز میرے نزدیک تنویم مقناطیسی ہے۔ اور ان تمام چیزوں کے وسائل کی بنیاد ہی غیر شرعی ہے۔ کیوں کہ اس میں جنات سے مدد حاصل کی جاتی ہے، جو مشرکین کی گمراہی کے اسباب میں سے تھا۔[1]

☆ **چوتھا ملاحظہ:** دیر سے اثر انداز ہونے والے عملِ تنویم کے اندر معمول عامل کی بات ایک مدت کے بعد قبول کر لیتا ہے جس مدت کی تحدید عامل اپنی مجلس میں کی ہوتی ہے جو جنوں اور شیطانوں کی مدد کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے، اور یہ جادو کی ایک ایسی قسم ہے جو جادوگر کی تحدید کے مطابق ہفتہ، مہینہ اور سال کے معینہ اوقات میں جادو زدہ شخص پر بہت زیادہ اثر کرتی ہے۔ اس میدان کے تجربہ کار لوگوں کے نزدیک یہ معروف بات ہے، ناموں اور اصطلاحات کی تبدیلی سے حقیقت بدل نہیں سکتی۔

☆ **پانچواں ملاحظہ:** دو صدیوں سے زیادہ کی بحث و تحقیق کے باوجود عملِ تنویم کا معاملہ مسلسل پیچیدہ رہا ہے، حتی کہ ایک بڑے تنویم کار نے یہاں تک کہہ دیا کہ ساری کی ساری علمی تحقیق و ریسرچ اور مطالعے عملِ تنویم سے متعلق پیدا شدہ اعتراض کا دوٹوک میں جواب دے دینا کافی ہے۔[2]

اسی طرح اب تک اس یقینی کیفیت اور طریقۂ کار کو معلوم نہ کیا جاسکا، جس کے ذریعہ عامل معمول پر غالب آتا ہے[3] اور نہ ہی ان بہت سارے اعراض کے اسباب و وجوہات کو جانا جاسکا جو عامل کو پیش آتا ہے۔ حتی کہ اہلِ تنویم خود ان کیفیات کے اسباب کی توضیح و تشریح میں تناقض کے شکار ہیں، اور اس کی حقیقت شناسی سے قاصر ہیں جو اس بات کی پختہ دلیل ہے کہ عملِ تنویم کا تعلق جادو اور جنوں کی دنیا سے ہے۔

[1] سلسلة الأحاديث الصحيحة (٦/٦١٤)

[2] دیکھئے: تعلّم التنويم المغناطيسي (ص:١٠١) دکتور: ليونارد شارتوک مترجم

[3] التشريع الجنائي الإسلامي مقارنا بالقانون الوضعي (١/٥٩١)

اس سلسلہ میں جن مغربی علماؤں نے کتابیں لکھی ان کی سب سے بڑی مشکل یہ رہی کہ وہ جنوں کے وجود پر یقین نہیں رکھتے اور نہ ہی جادو کی تاثیر کے معترف ہیں، اسی وجہ سے وہ تمام تحقیقات اور تجربات ناقص رہے، سوائے چند کے۔

ان مسائل کی معرفت وہ لوگ بڑی آسانی سے کر لیتے ہیں جو اُن غیبی امور پر ایمان رکھتے ہیں، جن کا ذکر قرآن وسنت میں وارد ہے، ساتھ ہی اُن ظاہری اور طبی اسباب پر یقین رکھتے ہیں جو خلافِ شرع نہیں ہوتے۔ تو اس وجہ سے یہ لوگ اس حیرانگی اور تناقض سے محفوظ رہتے ہیں جس میں دوسرے لوگ پڑے ہوئے ہیں۔

پانچویں بحث

دستخط یا گرافولوجی سے شخصیت شناسی

- دستخط یا گرافولوجی کے ذریعہ شخصیت شناسوں کا دعویٰ ہے کہ کاغذ پر نقش ہر چیز اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ دل اور عقل میں حقیقتاً کیا ہے؟
- ان لوگوں کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ آپ کسی کاغذ پر اپنا ایک دستخط کریں پھر شخصیت شناس آپ کی دستخط کی لمبائی و چوڑائی میں مربع لکیریں کھینچے گا۔ پھر اسے چار حصوں میں تقسیم کرے گا:

پہلی قسم: آپ کا اپنے اہلِ خانہ اور خاندان کے ساتھ تعلقات کی حقیقت۔

دوسری قسم: لوگوں کے ساتھ آپ کے تعلقات کی حقیقت۔

تیسری قسم: ماحول اور آب وہوا کے ساتھ آپ کے تعلقات کی حقیقت۔

چوتھی قسم: مستقبل کی حقیقت۔

- بعض مسلمان عبارت میں تھوڑی تبدیلی کر دیتے ہیں تاکہ ان کی گرفت نہ کی جا سکے، چنانچہ وہ مستقبل کا نام اہداف رکھ دیتے ہیں، پھر اس مربع خانے میں تیر و کمان کا نظریہ داخل کرتے ہیں۔
- مثال کے طور پر اگر خاندان والے مربع خانے میں لکیریں سیدھی دکھائی دیں تو وہ اسے آپ

کے اہلِ خانہ کے ساتھ آپ کی شخصیت کی ایک خاص تعبیر کریں گے۔ جیسے محبت، نفرت، مضبوط رشتہ وغیرہ۔اور اگر لکیریں کمان نما دکھائی دیں تو اس کی تعبیر اوپر کی تعبیر کے برعکس کریں گے۔

- اسی طرح شخصیت شناسی کتابت سے بھی ہوتی ہے، شخصیت کے تجزیہ نگاروں کا دعویٰ ہے کہ اگر آدمی کی لکھاوٹ کا حجم بڑا ہو تو وہ انسان معاملات کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے والا ہے، خودنمائی اور شہرت پسند ہے، اگر لکھاوٹ کا حجم درمیانی ہو تو عقل مند اور متوازن شخص ہے، اگر لکھاوٹ کا حجم چھوٹا ہو تو وہ ایک پیچیدہ اور خودغرض شخص ہے۔اور اگر کلمات کے بیچ تھوڑا فاصلہ رکھتا ہو تو وہ تنہائی پسند اور معاشرہ سے دور رہنے والا شخص ہے۔ یہ لوگ اس طرح کی بے بنیاد، اٹکلیں اور خرافاتی باتیں کرتے ہیں۔

- **شخصیت کے تجزیہ نگاروں کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ لکھاوٹ اور دستخط کے ذریعہ آپ کی زندگی سے جڑی محبت، نفرت، کراہت، کینہ کپٹ، سچائی، وفاداری، احساسات و جذبات اور جو کچھ بھی لوگوں سے چھپائے ہوئے ہوتے ہیں وہ سب کچھ جان سکتے ہیں۔**

- بلکہ ایک تجزیہ نگار نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ آپ جس قسم کے امراض اور پریشانیوں سے دو چار ہیں وہ محض آپ کے دستخط اور آپ کی لکھاوٹ سے جانا جا سکتا ہے۔

- ایک دوسرا تجزیہ نگار ایک ٹی وی چینل کو انٹرویو دیتے ہوئے کہتا ہے کہ محض عورت کی دستخط سے پتہ چل جاتا ہے کہ وہ حاملہ ہے یا نہیں، اس کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی۔تو انٹرویو لینے والی عورت سوال کرتی ہے کہ کیا تین مہینے کے بعد عورت کو کسی ڈاکٹر کی ضرورت نہیں جو یہ بتائے کہ پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی؟ تو وہ جواباً کہتا ہے کہ یقیناً ڈاکٹر کی ضرورت نہیں ہے۔کیوں کہ تحریر یقینی طور پر بتا دیتی ہے لڑکا ہے یا لڑکی، جڑواں ہیں یا کچھ بھی نہیں۔

- **میں کہتا ہوں:**

- شخصیت شناسی سے متعلق ہم نے ان لوگوں کے طریقۂ کار پر کچھ روشنی ڈالی ہے، جس سے ایک مسلمان آدمی اس فکر کی کمزوری اور گھٹیا پن کو بخوبی جان سکتا ہے، شخصیت شناسی سے متعلق بے بنیاد باتوں

کی تردید کے لیے صرف یہی دلیل کافی ہے کہ ایک مسلمان کو اس بات کا پختہ یقین ہونا چاہیے کہ غیب کا علم صرف اللہ رب العالمین ہی کو ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (النمل: ٦٥)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ آسمان وزمین میں بسنے والی مخلوقات میں سے کوئی بھی اللہ کے علاوہ غیب نہیں جانتا۔

● جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ وہ محض تحریر یا دستخط دیکھ کر لوگوں کی چھپی ہوئی چیزوں، ان کے احساسات وجذبات اور اسرار ورموز کو جان سکتا ہے، تو یقیناً وہ کہانت کے وسیع ترین دروازے میں داخل ہو چکا ہے۔[1] تو پھر ایسے آدمی اور اس شخص کے بیچ کوئی فرق نہیں جو ہتھیلی اور پیالی کو دیکھ کر غیب کی باتیں بتانے کا دعویٰ کرے۔ یہ سب کے سب حرام ہیں اور اس کام کو انجام دینے والے کبیرہ گناہ کے مرتکب ہیں۔

● مکہ مکرمہ میں ام القری یونیورسیٹی سے کونسلنگ فزیالوجی پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے لیے طالبات کی ایک سو پینتیس (١٣٥) تحریروں کا دراسۃ کیا گیا، جس میں باحثہ (مقالہ نگار) نے یہ ثابت کیا ہے کہ:

☆ دستی تحریر کے ذریعہ شخصیت شناسی کا دعویٰ جھوٹ پر مبنی ہے۔

☆ دستی تحریروں کے عناصر کے مطابق تحلیل وتجزیہ کیے جانے والے اشخاص کی خصوصیات میں کوئی فرق نہیں ہے۔ دستی تحریروں کے عناصر یہ ہیں: لکھاوٹ کا حجم، قلم دبا کر لکھنا، سطروں کا ٹیڑھا ہونا، لکھاوٹ کا ٹیڑھا ہونا، سطروں کے بیچ فاصلہ رکھنا، دائیں بائیں-اوپر نیچے جگہوں کو چھوڑنا، علاوہ ازیں نیچے کا حاشیہ بھی شامل ہے۔[2]

---

[1] کاہن: وہ ہے جو مستقبل میں ہونے والے امور ومعاملات کی خبر دے۔ النهاية في غريب الحديث (٢١٤/٤)

[2] دیکھئے: ڈاکٹریٹ کا مقالہ: ''بعض عناصر خط اليد (الجرافولوجی) و علاقتها ببعض سمات الشخصية (٢٠٥) نیز دیکھیے ڈاکٹریٹ کا مقالہ: "الأصول الفلسفية لتطوير الذات فی التنمية البشرية۔ (١٥٠/١)

- یہاں ایک اہم بات کا ذکر کرنا مناسب ہوگا۔ وہ یہ کہ عالمی پیمانے پر علمی حلقوں میں گرافولوجی کو بحیثیت ایک علم تسلیم نہیں کیا گیا ہے۔ متعدد عالمی بحثوں اور رپورٹس میں گرافولوجی کے بارے میں گفتگو کی گئی ہے، جس میں اس کو ایک بے کار علم قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ کہ جن لوگوں پر اس کا تجربہ کیا گیا تھا ان کی مثبت گواہیاں گرافولوجی کے ثبوت کے لیے کافی نہیں ہیں، گرافولوجی کے ثبوت کے لیے کی گئی بیشتر تحقیقیں اس سے استدلال کی صحت کو ثابت نہ کر سکیں۔

جیسا کہ بعض غیر ملکی تحقیقات میں صراحت موجود ہے کہ علماء نے گرافولوجی کے طریقہ کو پرانے عملِ تنویم ہی کا طریقہ قرار دیا ہے۔ یہ اندازے سے بات کرنے کے قبیل سے ہے جو جادو اور کہانت کی ایک قسم ہے۔[1]

□□□□□

[1] الأصول الفلسفية لتطوير الذات في التنمية البشرية (۱/۱۵۰-۱۵۱)

چھٹی بحث

ذہنی مواصلات Telepathy

(احساسات وخیالات کی منتقلی)

- بعض لوگوں کے یہاں یہ نظریہ معروف ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان تک اپنی نیت وخیالات بغیر کسی واسطے کے پہونچا سکتا ہے۔ گرچہ وہ بہت دور کسی دوسرے ملک میں یا کسی دوسرے براعظم میں ہو۔ تو یہ نظریہ صریح کہانت اور واضح دجل وفریب ہے، ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ محض غور وفکر، دھیان اور بعض ذہنی مشق وتمرین سے احساسات وخیالات کو بغیر کسی ظاہری پیغام اور ظاہری وسیلہ کے مُرسِل کی عقل سے مرسَل الیہ کی عقل تک پہونچایا جا سکتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی کہتے ہیں کہ صرف غور وفکر اور خیال سے کائنات کی لہریں حرکت میں آجاتی ہیں اور ان کے مقصود ومراد کو پورا کر دیتی ہیں۔

- **میں کہتا ہوں:**

- **اول:** کاہنوں کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ لوگوں کے دلوں میں چھپی ہوئی باتوں اور احساسات وخیالات کی معرفت پر انھیں قدرت حاصل ہے۔ تو ایسے لوگوں کا شمار کاہنوں میں بدرجۂ اولیٰ ہوگا جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ بغیر کسی ظاہری اسباب کے مستقبل میں ہونے والے امور ومعاملات کی انھیں معرفت حاصل ہے۔

● حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ابن صیاد سے کہا کہ میں تم سے کچھ چھپائے رکھا ہوں[1]۔ تو ابن صیاد فوراً کہہ اٹھا کہ وہ ''دُخ'' ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو ذلیل ہو جا، اور اپنی حیثیت سے ہرگز آگے نہیں بڑھ سکتا۔[2]

● امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحیح اور مشہور بات یہ ہے کہ نبی ﷺ نے اس سے آیتِ دخان چھپا رکھی تھی اور وہ یہ آیت تھی: ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ﴾ (الدخان:١٠)

ترجمہ: انتظار کرو اس دن کا جس دن آسمان واضح دھواں معلوم ہوگا۔[3]

● حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ابن صیاد جنات سے سن کر کاہنوں کی طرح صرف دُخ ہی کہہ سکا کیوں کہ کہانت کرنے والے عبارت کو کاٹ دیتے ہیں۔ اسی بنیاد پر دُخان کی جگہ ابن صیاد نے صرف دُخ ہی کہہ پایا۔ اسی وقت اللہ کے رسول ﷺ اس کی شیطانی حقیقت کو جان گیے اور کہا: تیرا ستیا ناس ہو، تو اپنی حیثیت سے ہرگز آگے نہیں بڑھ سکتا۔[4]

● **دوم:** جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ صرف غور وفکر سے ہی کائنات کی لہریں حرکت میں آجاتی ہیں اور مطالبات پورے کر دیئے جاتے ہیں یہ سراسر جھوٹ ہے۔ تھوڑی سی سوجھ بوجھ رکھنے والا آدمی بھی اس بات کو ہرگز قبول نہیں کر سکتا، اور یہ فلسفہ بعض ان ادیان و مذاہب کی طرف جاتا ہے جو کائنات کو معبود مانتے ہیں اور عقیدۂ وحدۃ الوجود کا اعتقاد رکھتے ہیں جیسا کہ ان میں سے بعض لوگوں کا دعویٰ ہے کہ غور وفکر کے ذریعہ

---

[1] یعنی میں نے تم سے کچھ چھپا رکھا ہے۔ فتح الباری للحافظ ابن حجر (١٧٣/٦)
[2] صحیح بخاری (١٣٥٤) صحیح مسلم (٢٩٢٤)
[3] شرح صحیح مسلم (٤٩/١٨)
[4] تفسیر ابن کثیر (٢٤٨/٧) اور ملاحظہ فرمائیں: مجموع الفتاویٰ لشیخ الإسلام ابن تیمیه (٢٨٣/١١)

کائنات کے مابین تواصل کرنا یہ ایک سبب ہے کہ کائنات میں جتنی چیزیں ہیں سب معبود کا ایک جزء ہیں۔ گویا کہ جب ایک شخص دوسرے کے ساتھ بات چیت کرتا ہے تو وہ خود اپنی ذات سے بات چیت کرتا ہے۔ چنانچہ جب یہ وحدت پائی جائے گی، تبھی ذہنی مواصلت ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں سے بَری ہے جو یہ لوگ کہتے ہیں۔ [1]

جہاں تک علمی تحقیق کی بات ہے تو بعض مغربی اور غیر ملکی لوگوں کے اقوال ذکر کر دینے سے یا بار بار کہنے سے کہ یہ علمی تحقیق سے ثابت شدہ ہے تو کوئی چیز ثابت نہیں ہو جاتی بلکہ علمی تحقیق کا ایک منہج اور طریقہ ہے جو معروف و مشہور ہے لیکن یہ لوگ اس منہج سے مکمل طور پر ناواقف ہیں۔

□□□□□

[1] الأصول الفلسفية لتطوير الذات في التنمية البشرية (١/ ١٩٧)

نویں فصل

رقیہ میں اور رقیہ کرنے والوں کی

چند غلطیاں اور مخالفتیں

- بے شک دینِ اسلام سے جہالت اور علمائے کرام سے مسئلہ دریافت نہ کرنا، اوران سے دوری اختیار کرنا ہی جھاڑ پھونک کے باب میں غلطیوں اور مخالفتوں کے عام ہونے کے اہم اسباب میں سے ایک سبب ہے۔ اور افسوس کی بات یہ ہے کہ لوگوں کو جھاڑ پھونک کرنے کے لیے جو شخص صدر نشین ہوتا ہے آپ اسے شروع میں نیک اور علمائے کرام کے حلقوں سے منسلک پائیں گے، لیکن جب لوگ اس کی طرف جماعت در جماعت یا انفرادی طور پر متوجہ ہونے لگتے ہیں اور اس کے گھر کی چوکھٹ پر لوگ جمع ہونے لگتے ہیں، تو اس کے اندر خود پسندی اور غرور پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ یہ گمان کرنے لگتا ہے کہ وہ زمانے میں یکتائے روزگار، بے مثال اور پیشوا ہے اور وہ اہلِ علم کی طرف رجوع کرنے سے اپنے آپ کو بے نیاز سمجھنے لگتا ہے، جس کی پاداش میں وہ لاعلمی کی وجہ سے ایسی بدعتوں اور مخالفتوں کا شکار ہو جاتا ہے جو دین وعقیدہ کو بگاڑ دیتی ہیں۔
- سو میں یہاں ان چند مخالفتوں کو بیان کرنے جا رہا ہوں جو بعض شرعی جھاڑ پھونک کرنے والوں کے یہاں بار بار پیش آتی رہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور انھیں ہدایت دے۔ آمین! شاعر کا قول ہے:

عــرفــت الشــر لا لـلشــر لـكـن لتـوقيــه

ومـن لـم يـعـرف الشـر مـن الـنـاس يقع فيـه

ترجمہ: میں نے برائی کو برائی کے لیے نہیں جانا؛ بلکہ اس سے بچنے کے لیے پہچانا (کیونکہ) جو لوگوں کے شر و فساد سے واقف نہ ہو وہ اس میں ملوث ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرتِ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: لوگ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) رسول اللہ ﷺ سے خیر سے متعلق دریافت کرتے تھے، جب کہ میں آپ ﷺ سے برائی کی بابت پوچھتا تھا اس ڈر سے کہ کہیں میں اس کا ارتکاب نہ کر بیٹھوں۔[1]

- آپ لوگوں کے لیے بعض غلطیوں اور مخالفتوں کو پیش کر رہا ہوں۔

۱- مریض کو عامل کے ساتھ معلق کرنا:

شرعی جھاڑ پھونک اللہ تعالیٰ کی ایک عبادت و بندگی ہے کیوں کہ متعدد احادیثِ صحیحہ میں نبی ﷺ نے اس شرعی علاج کا حکم دیا ہے اور یہ درحقیقت دعوت اِلی اللہ کا ایک عظیم باب ہے اور مریض کو اس کے حقیقی رب سے جوڑنے کا ایک سبب ہے اور اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہی نجات، شفاء نیز نیک بختی اور سعادت مندی حاصل ہوتی ہے، جبکہ دم کرنے والا، ڈاکٹر اور معالج یہ سب محض اسباب ہیں۔ اور ایک توحید پرست مسلمان کو جس بات سے تکلیف ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ بعض دَم کرنے والے مریضوں کو اپنے رب کے ساتھ جوڑنے کے بجائے اپنی شخصیت کے ساتھ جوڑ دیتے ہیں اور ان میں یہ وہم اور شک پیدا کرتے ہیں کہ شفاء اور تندرستی صرف اس کے بتائے گیے طریقوں پر عمل کرنے سے ہی ملے گی اور یہ کہ وہ اضافی قدرتوں والے اور خلافِ عادات امور کو ظاہر کرنے والے ہیں، شیاطین اور سرکش جنات کو قابو میں رکھنے والے ہیں۔ پس اگر مریض نے اس کی دعوت قبول کر لی تو اس کے دین میں خسارہ اور نقصان یقینی ہے۔ اور اس کے علاج میں تاخیر ہونے کا ایک سبب ہوگا کیوں کہ اس نے حصولِ شفاء کے اصولوں میں سے ایک عظیم اصل کو چھوڑ دیا ہے اور وہ عظیم اصل صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر پورا پورا یقین رکھنا ہے۔ نہ کہ اس کی مخلوقات میں سے کسی پر یقین کرنا۔

[1] صحیح بخاری (۷۰۸۴)، صحیح مسلم (۱۸۴۷)

۲- جنوں سے مدد مانگنا

اس مسئلہ کی وضاحت قدرے تفصیل سے گزر چکی ہے، اور اس کی تحریم کی بابت کتاب وسنت کے دلائل بیان کردیے گیے ہیں، اور یہ ثابت کردیا گیا ہے کہ یہ کہانت (پیشین گوئی) کی قسموں میں سے ہے۔اور یہ کہ تحریم اپنے عموم پر باقی ہے۔خواہ جنات مسلمان ہوں یا کافر، نیک ہوں یا بد، ان سے خیر مقصود ہو یا نقصان پہونچانا۔ [1]

۳-جنوں (کو خوش کرنے) کے لیے تحفے اور قربانیاں پیش کرنا:

بعض جنات مریض کے جسم سے نکلنے کے لیے یہ شرط لگاتے ہیں کہ ان کے لیے تحفے پیش کیے جائیں مثلا: ان کے لیے کسی خاص طریقے سے کوئی ذبیحہ (جانور) ذبح کیا جائے یا کسی خاص قسم کی خوشبودار چیز (مثلاً: صندل اورعودِ غرقی) کی دھونی ان کے سامنے دی جائے، یا کسی خاص قسم کا کھانا رکھا جائے اور یہی عمل شیطانوں کا تقرب اوران کی عبادت کرنا کہلاتا ہے۔نیز یہ ممنوع اور حرام طریقہ پر فائدہ اٹھانا ہے، جس کی مذمت اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب قرآن کریم میں بیان کی ہے۔﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعاً يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الاِ نْسِ وَقَالَ اَوْلِيَآؤُهُم مِّنَ الاِ نْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِىٓ اَجَّلْتَ لَنَا قَالَ النَّارُ مَثْوَاكُمْ خَالِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ﴾ (الانعام:۱۲۸)

ترجمہ: اور جس روز اللہ تعالیٰ تمام خلائق کو جمع کرے گا اور کہے گا: اے جنات کی جماعت! تم نے انسانوں میں سے بڑا حصہ لیا (یعنی تم نے انسانوں کی ایک بہت بڑی تعداد کو گمراہ کر کے اپنا پیرو کار بنالیا) اور جو انسانوں کے ساتھ تعلق رکھنے والے تھے کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم میں سے ایک نے دوسرے سے فائدہ حاصل کیا تھا، اور ہم اپنے اس معین (خاص) میعاد تک آپہونچے جو آپ نے ہمارے لیے معین فرمایا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تم سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔جس میں تم ہمیشہ رہوگے۔ہاں! اگر اللہ تعالیٰ ہی کو منظور

---

[1] دیکھئے اسی کتاب کے (ص:۱۹۶-۲۱۳)

ہوتو دوسری بات ہے۔ بے شک آپ کا رب بڑی حکمت والا ہے۔ اور بڑا علم والا ہے۔

- شیخ الاِسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو مسور کی دال سے جنات کا تقرب حاصل کرتے ہیں۔ پس وہ مسور کی دال پکاتے ہیں اور اسے غسل خانوں/ بیت الخلاء کے اندر (ناپاک جگہوں میں) ڈال دیتے ہیں یا اسے یوں ہی جنات کے نام پر چھوڑ دیتے ہیں اور شیطانوں سے بعض ایسی چیز کا مطالبہ کرتے ہیں جو شیطانوں سے طلب کی جاتی ہیں۔ اور وہ اس طرح کا عمل حمام وغیرہ میں کرتے ہیں۔ اور یہی بت اور شیطان یعنی معبودانِ باطلہ پر ایمان لانا ہے۔[1]

۴- سورتوں اور آیتوں کے خدمت گزار

- بعض عاملوں، جادوگروں کا خیال ہے کہ قرآن کریم کی ہر سورہ کی خدمت کے لیے بعض فرشتے ہوتے ہیں جو اس سورہ کو پڑھنے والے کی مراد کو پوری کرتے ہیں، بشرطیکہ وہ مریض پر معین اور خاص طریقہ سے اور محدود تعداد کے ساتھ پڑھی جائے۔ بسا اوقات وہ اپنی مجلسوں میں دَم کرنے کے دوران کچھ نورانی شکلوں اور صورتوں کا تصور کرتے ہیں، حالاں کہ وہ شیاطین ہیں جو ان کے پاس نازل ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعاً ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهَؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ﴾ (سبا:۴۰)

ترجمہ: اور ان سب کو اللہ تعالیٰ اس دن جمع کر کے فرشتوں سے دریافت کرے گا کہ کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے؟

- حالانکہ اس فاسد اور باطل خیال کی بابت نہ تو کتاب وسنت میں کوئی دلیل ہے، اور نہ ہی امت کے سلفِ صالحین میں سے کسی کا قول اس گمان کی تائید کرتا ہے۔ جب کہ جملہ خیر و بھلائی ان کے نقشِ قدم اور ان کے طریقہ پر چلنے میں ہی پنہاں ہے۔

[1] مجموع الفتاویٰ: (۲۳/۲۷)

۵- جادوگروں کے اعمال کی مشابہت اختیار کرنا خواہ قصداً ہو یا سہواً

اس مسئلہ سے متعلق گفتگو ہو چکی ہے۔ اور یہاں کچھ دیگر مثالوں کے اضافہ کے ساتھ دوبارہ بیان کر رہا ہوں۔ [1]

امام مالک رحمہ اللہ جادوگروں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے چنانچہ وہ لوہے کے ٹکڑے اور اس نمک سے بھی دَم کرنے کو ناپسند کرتے تھے جس پر گرہ لگائی جاتی ہو۔ اور وہ خاتمِ سلیمانی کے نقش سے بھی جھاڑ پھونک کرنا ناپسند کرتے تھے اور ان کے نزدیک (دھاگا، تاگا وغیرہ میں) گرہ لگانا، جادو سے مشابہت ہونے کی وجہ سے سخت مکروہ ہے۔ [2]

اور یہاں کراہت ''تحریم'' کے معنیٰ میں ہے۔ [3]

● جادوگروں کی مشابہت اختیار کرنے کی چند مثالیں:

پہلی مثال: علاج و معالجہ میں نجاستوں کا استعمال کرنا، مثلاً: کسی گرم لوہا پر پیشاب کرنا پھر اس کی بھاپ سے دھونی لینا، اور وہ اس عمل کو جادو سے شفاء کا باعث سمجھتے ہیں۔

دوسری مثال: مُردار اور جانوروں کے بعض اعضاء کا استعمال کرنا اس شخص کی طرح جو مرگی کے علاج میں جنات کو ڈرانے کے لیے بھیڑیے کی کھال کو استعمال کرتا ہے۔

تیسری مثال: بعض عاملوں، جادوگروں کا نظرِ بد کے علاج کے وقت: ''**حبس حابس، و حجر يابس، و شهاب قابس**'' پڑھ کر یہ کہنا کہ میں نے نظر لگانے والے پر اور اس کے قریبی لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب شخص پر ہی اس کی نظرِ بد کو لوٹا دیا ہے۔

اس دَم (منتر) کے الفاظ کی پیچیدگی اور اس کے معانی کی عدمِ وضاحت کی وجہ سے اس میں جادوگروں کی مشابہت موجود ہے اور اس میں نظر لگانے والے کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب

---

[1] دیکھئے اسی کتاب کے (ص: ۴۷-۴۸) [2] المدخل لابن الحاج (۱۳۲/۴)

[3] کیوں کہ علمائے متقدمین کے یہاں اطلاق کے وقت یہی معنیٰ معروف ہے اور یہی وہ استعمال ہے جس پر نصوص دلالت کرتے ہیں۔ اس بات کے ثبوت وبیان کے لیے دیکھئے: إعلام المؤقعين لابن القيم رحمہ اللہ (۷۵/۲-۸۱)

شخص پر بددعاء کرنے میں حد سے تجاوز اور زیادتی بھی موجود ہے۔اور یہ دَم باطل (منتر) ہے،اگر چہ بعض علماء نے اس کو بیان کیا ہے۔[1]

چوتھی مثال: دَم کرنے کے دوران گھر کے گوشوں کی طرف اشارہ کرنا اور گہرائی کے ساتھ نظریں جمائے رکھنا۔(اس سے)ان کا مقصد یہ جتلانا ہوتا ہے کہ جنات گوشوں میں رہتے ہیں۔تو اس وجہ سے انھیں ڈرانے اور دھمکانے کے لیے ان کی طرف اشارہ کرتا ہے۔لیکن عامل، جادوگر کا یہ دعویٰ کرنا کہ وہ جنوں کو دیکھ رہا ہے،ان کی نقل وحرکت سے واقف ہے۔اور ان کے رہنے کی جگہوں کو جانتا ہے،اور وہ مریض کے جسم سے باہر ہوتے ہیں تو یہ طریقہ اہلِ ایمان کا نہیں ہے، بلکہ یہ تو ان جادوگروں کی دھوکہ دھڑی ہے جو جنوں کو دیکھنے اور ان کی آواز سننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔جب کہ شرعی دَم کرنے والا ان کے اس طرزِ عمل سے دور اور پاک وصاف رہتا ہے۔اور اگر وہ دین کے نقصان کا باعث ہو تو وہ کبھی بھی حصولِ منفعت سے دھوکہ نہیں کھاتا اگر وہ منفعت دین کے نقصان کا سبب ہو۔

پانچویں مثال: بعض جھاڑ پھونک کرنے والے مریض سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ بعض آیتوں،سورتوں اور دعاؤں کو متعین تعداد کے ساتھ پڑھیں، حالاں کہ اس پر کوئی شرعی دلیل موجود نہیں ہے، مثلا: وہ مریض سے کہتے ہیں کہ سورہ بقرہ چالیس دن پڑھو،(اس طرح) تو جادو اور جنات کے آسیب سے شفاء یاب ہو جائے گا اور سورہ فاتحہ تین سو مرتبہ پڑھو اور آیۃ الکرسی پانچ مرتبہ پڑھو (اگر تم یہ عمل کرو گے تو تندرست اور ٹھیک ہو جاؤ گے) اس کے علاوہ دیگر رقیہ کو بھی متعین تعداد کے ساتھ پڑھنے کا حکم دیتا ہے جس کے ثبوت میں کوئی مقبول (صحیح وحسن) حدیث منقول نہیں ہے؛ بلکہ یہ ان جادوگروں کی عادت ہے جو شیطانوں کے ساتھ مل کر ان کی خدمت کرنے پر اتفاق رکھتے ہیں، بشرطیکہ ان تعداد اور بدعی شکلوں کی پاس داری کی جائے۔مزید برآں اس معتین تعداد کی قید اور شرط لگانے سے دین وشریعت میں نئی چیز پیدا کرنے کا چور دروازہ کھلتا ہے۔

---

[1] دیکھئے: فتاوی اللجنة الدائمة (١٩٦٣٥)

پس جو شخص دَم کرنا چاہے اس کے لیے جائز ہے کہ کسی متعین تعداد کی تخصیص کیے بغیر آیتوں اور سورتوں میں سے جسے چاہے بار بار تلاوت کرے (یہاں تک کہ شفاء مل جائے) سوائے اس کے جس کے بارے میں کوئی شرعی دلیل موجود ہو۔

٦-تعویذ، گنڈے، منکے، دھاگے اور مزعومہ طاقت کے کنگن لٹکانا:

یہ عمل نبی ﷺ کی اس حدیث کے تحت آتا ہے: (مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ) [1] (جس نے تعویذ لٹکائی اس نے شرک کیا)۔

● اس حدیث کے عموم میں تعویذ گنڈے لٹکانے کی ممانعت ہے، اگر چہ وہ تعویذ قرآنِ کریم کے ہی ہوں۔

● اسی طرح اس کے اندر طاقت کے وہ کنگنوں سے موسوم چیزیں بھی داخل ہیں۔ جو بعض دواخانوں میں فروخت کی جاتی ہیں۔ حالاں کہ اس کے مزعومہ طبی فوائد پر کوئی صحیح ثبوت موجود نہیں ہے۔ بلکہ یہ تجارتی دھوکہ دھڑی اور شک وشبہ کی بیع ہے اور اس سے متعدد اطباء اور فنِ طبّ کے ماہرین نے منع کیا ہے۔ یہاں تک کہ اس کو بنانے والی کمپنی نے بھی اس سلسلہ میں قانونی طور پر معذرت کی ہے، لیکن کچھ لوگ ہیں جو مسلسل لوگوں کو دھوکہ دینے اور گمراہ کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ [2]

۷- ریکی سے علاج

اس علاج کی بابت کچھ تفصیلی گفتگو ہو چکی ہے۔ وہ یہ کہ اس کی بنیاد بت پرستی، مشرقی مذاہب

---

[1] مسند احمد (١٧٤٢٢) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ (٤٩٢)

[2] یہ نظریہ ایک ایسے مضمون میں منقول ہے جسے (Daily Telegraph) نامی اخبار نے ایک کمپنی کے ترجمان کی زبانی نقل ہے کہ صحت اور فٹنس کے لیے جھلملانے والے کنگنوں کا استعمال کرنے کا تعلق قدیم چینی فلسفہ سے ہے۔ حالانکہ ایسی کوئی علمی معلومات وتحقیقات موجود نہیں ہیں جو اسے ثابت کرسکیں۔ دیکھئے کتاب: أريد علماً ولا أريد شعوذة (ص:٧٠-٧١) الأصول الفلسفية لتطوير الذات فی التنمية البشرية (٣/١١٤٣-١١٤٨)

اور فلسفے پر ہے جو انسانی ذات وطبیعت کو معبود ماننے پر قائم ہے، پس یقیناً انھوں نے جھوٹ اور مکر وفریب کے طور پر اسے دین وعلم کا لباس پہنا رکھا ہے، حالاں کہ یہ جادو کی قسموں میں سے ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے، اور ان لوگوں نے توانائی کے ہالہ اور اس سے علاج کے سلسلے میں تحقیقات کا جو گمان کر رکھا ہے، علمی طور پر اس میں سے کچھ بھی ثابت نہیں ہے۔ بلاشبہ میں نے علمائے کرام کے کلام اور ان کے دلائل کو پہلے ہی بیان کر دیا ہے۔[1]

۸- (غیر محرم) عورتوں کے ساتھ خلوت میں ہونا۔

بعض عاملین کا کسی محرم رشتہ دار کے بغیر غیر محرم عورتوں سے تنہائی میں ملاقات کرنا بدترین غلطیوں میں سے ہے۔ چنانچہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سنو! کوئی مرد کسی اجنبی عورت سے ہرگز تنہائی میں ملاقات نہ کرے کیوں کہ ان دونوں میں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔[2]

- اس لیے عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ (اپنے کسی محرم رشتہ دار کے بغیر) کسی عامل کے پاس اکیلی نہ جائے۔
- اگر وہ مرگی کی مریضہ ہے اور دَم کے دوران ننگی ہو جاتی ہے تو اس کے ساتھ کسی ایسے مرد کا رہنا یا ہونا بے حد ضروری ہے جو اس کو ڈھانپ سکے اور ننگی ہونے سے بچا سکے۔ (اس کے باوجود) اگر مریضہ دوران دَم ننگی ہو جائے تو عامل پر ضروری ہے کہ وہ خلوت وجلوت ہر جگہ اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف و خشیت رکھے اور اپنی نگاہ کو پست رکھے اور اپنے آپ کو دوبارہ نظر ڈالنے سے محفوظ رکھے، یہاں تک کہ اس کے گھر والے اسے ڈھانپ دیں۔
- بہر حال عامل اگر اس پر دَم اس حال میں کرتا ہو کہ وہ برہنہ ہو، اور وہ علاج کی مصلحت و ضرورت کو دلیل بنا کر اپنی نگاہ اس پر بار بار ڈالتا ہے تو یہ ایک ایسی سخت غلطی ہے جو اس کے دین واخلاق اور عدالت ومروّت کو عیب دار بنا دیتی ہے اور یہ فتنہ وفساد کا ایک عظیم باب ہے۔

[1] دیکھیے: اسی کتاب کے (ص:۲۵۳-۲۷۱)

[2] سنن ترمذی (۲۱۶۵) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحيح الجامع میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (۲۵۴۶)

۹- (اجنبی) عورتوں کو ہاتھ لگانا اور چھونا۔

● جھاڑ پھونک کرنے والے کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی ایسی عورت کو چھوئے یا ہاتھ لگائے جو اس کے لیے حلال نہیں۔ یا علاج کی آڑ میں حجت بنا کر اس کے جسم کے کسی حصہ کو ہاتھ لگانا اور جنات کو نکالنا، اگرچہ یہ عمل کسی حائل چیز یا کپڑے کے اوپر سے ہو تب بھی حرام ہے۔ چنانچہ حضرتِ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اگر کسی شخص کے سر میں لوہے کی سوئی چبھا دی جائے تو اس کے لیے یہ بہتر ہے اس سے کہ وہ کسی ایسی عورت کو ہاتھ لگائے یا چھوئے جو اس کے لیے حلال نہیں ہے۔[1]

● اس سے بڑی آفت و مصیبت بعض ان نادان جھاڑ پھونک کرنے والوں کا وہ عمل ہے جسے وہ انجام دیتے ہیں یعنی عورت کی مالش اور مساج کرتے ہیں۔ اور بسا اوقات شیاطین کی گرہ (بندش) سے آزاد کرنے کو دلیل بنا کر عورت کی خاص پردوں کی جگہوں میں اور ان میں رہنے والے ظالم و فاسق جنات کا خاتمہ کرنے کی آڑ میں عورت کے جسم پر مالش کرنا ایسا عمل ہے جسے شیطان نے ان کے لیے خوش نما بنا کر پیش کیا ہے اور ان کو جھانسا دیا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت اور سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔

● اور رہی بات عامل کا حاجت وضرورت کے وقت عورت کو ہاتھ لگانے کے لیے ڈاکٹر پر قیاس کرنا، تو یہ قیاس فاسد ہے کیوں کہ ڈاکٹر صاحبان ایک خاص ضرورت کے تحت ہی ایسا کرتے ہیں کہ عورت کو چھوئے بغیر یا بیماری اور علت کی جگہ کو دیکھے بغیر علاج کرنا ان کے لیے ممکن نہیں ہوتا۔ بہر حال عامل اگر وہ نابینا ہو اور اس کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہوں تب بھی وہ ان مشکل ترین حالتوں میں دَم کرسکتا ہے۔ پس ثابت یہ ہوا کہ رقیہ کے ذریعہ علاج کرنا چھونے اور دیکھنے پر موقوف نہیں ہے۔

۱۰- مارنا اور بجلی سے جھٹکا دینا۔

بعض جھاڑ پھونک کرنے والے سخت پٹائی کرتے ہیں اور بسا اوقات مریض کے جسم پر لاٹھی کو توڑ دیتے ہیں اور معاملہ بجلی سے جھٹکا دینے کے عمل تک پہونچ جاتا ہے، جس سے مریض کے جسم اور نفسیات پر

---

[1] المعجم الكبير للطبراني (٤٨٦) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو جید کہا ہے سلسلة الأحاديث الصحيحة (٢٢٦)

کافی نقصان پہونچتا ہے۔ہم نے یہاں تک سنا ہے کہ دَم کرنے والے نے جنات کو بھگانے کے بہانے مریض کو جان سے مار ہی ڈالا!

● حالاں کہ یہ تمام معاملات،شریعت میں وارد مصالح (منافع) کو حاصل کرنا اور مفاسد سے بچنا اور جانوں کی حفاظت کرنے کے بالکل خلاف ہے۔اوران طریقوں کے مفاسد اور نقصانات ان کے منافع کے بالمقابل کہیں زیادہ ہیں اور ہمارے پاس خود ایسے شرعی اور مباح طریقۂ علاج موجود ہیں جو ہمیں ان طریقوں سے بے نیاز کردیتے ہیں،جو عامل اور معمول دونوں کے حق میں کافی نقصان دہ ہوتے ہیں۔

● شیطان پر مار کا اثر ہونے یا مرگی کے مریض کو مار کا احساس نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ مریض کے جسم میں تکلیف نہیں ہوتی ہے۔چنانچہ مرگی کی کیفیت میں اگر اس کے جسم کو کاٹ دیا جائے تو یقیناً اسے اس کا احساس نہیں ہوگا،لیکن وہ اپنی مرگی سے جیسے ہی بیدار ہوگا تو اپنے جسم کو کٹا ہوا پائے گا اور تکلیف کی جگہوں کو محسوس کرے گا اور حق اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ حق کی اتباع کی جائے۔**پس بعض وہ قصے جو بعض علمائے کرام سے مرگی کے مریضوں کو مارنے سے متعلق منقول ہیں تو یہ شاذ و نادر حالات ہیں،جو خاص احوال وظروف پر محمول ہیں،لہٰذا اس کی وجہ سے ان شرعی دلیلوں کو جو جسدِ مسلم کی حرمت وتقدس کے بابت وارد ہیں ان پر عمل ترک نہیں کیا جاسکتا۔**

● **ایک تنبیہ:**

بجلی سے جھٹکا دینے کے مسئلہ کے بارے میں ایک تنبیہ یہ ہے کہ اگر وہ کسی باصلاحیت اور ماہر ڈاکٹر کے پاس ہو جو ایسے معروف طبّی طریقوں سے علاج کرے جن میں مریض کی سلامتی کی حفاظت ہو تو یہ ماموربہ علاج میں سے ہے۔

● ذکر کردہ طریقۂ علاج (بجلی سے جھٹکا دینا) بعض عقلی اور نفسیاتی مریضوں کے لیے بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔اور بسا اوقات جادو اور آسیبی حالتوں میں بھی مفید ہوتا ہے،لیکن جو شخص اس کے استعمال کا ماہر نہ ہو،جیسا کہ عام طور پر جھاڑ پھونک کرنے والے ہوتے ہیں۔تو یہ مریض کے لیے بہت بڑی مصیبت

اور وبالِ جان کا سبب ہوگا۔

۱۱- گلا گھونٹنا اور دونوں رخساروں کو دبانا:

بعض عاملین اور معالجین اس طریقۂ علاج پر عمل کرتے ہیں یہ خیال کرتے ہوئے کہ یہ جنات کو بھگانے یا ان کو قتل کرنے کا مفید علاج ہے اور کبھی مصیبت زدہ آدمی پر اس عمل کے دوران بے ہوشی طاری ہوجاتی ہے، تو وہ یہ گمان کرتا ہے کہ ایسا مریض کے جسم میں جنات کے موجود ہونے کی وجہ سے ہو رہا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ گلا گھوٹنے اور دونوں رخساروں کو دبانے سے آکسیجن رک جاتا ہے اور دماغ تک اس کی رسائی نہیں ہو پاتی، جس کے نتیجہ میں وہ بے ہوش ہوجاتا ہے، **پس اگر گلا گھونٹنے اور دونوں رخساروں کو دبانے کی مدت طویل ہو تو دماغ کے بنیادی اجزائے ترکیبی برباد ہوجاتے ہیں۔ یعنی موت ہوجاتی ہے۔**

میں ایسی ایک حالت کو جانتا ہوں کہ اسی طریقۂ علاج کی وجہ سے جسم کے ایک حصہ پر فالج کا اثر ہوگیا، بس اللہ تعالیٰ ہی کی ذات مددگار رہے، اس سلسلہ میں وارد شدہ شرعی اور مباح علاج کے ذریعہ ہی اس طرح کے نقصان دہ اور ضرر رساں طریقوں سے بے نیاز ہو سکتے ہیں۔

۱۲- اجتماعی جھاڑ پھونک

اجتماعی دَم کی صورت میں دسیوں مصیبت زدہ لوگ کسی مقام پر جمع ہوتے ہیں، بعد ازاں معالج لاؤڈ اسپیکر سے دَم کرنا شروع کرتا ہے اور اس دوران لوگوں کی جمع بھیڑ سے چیخ و پکار اور مرگی کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے اور فریاد کرنے، زور زور سے چیخ و پکار اور رونے کی آوازیں خلط ملط ہوجاتی ہیں، پس اسی حالت میں شیطان اس مریض کی زبانی دین اور رب کو گالی دیتا ہے اور دوسرا کہتا ہے کہ میں اس سے محبت اور عشق کرتا ہوں، تو کوئی قصداً قے کرتا ہے، تو کوئی اپنے کپڑے کو پھاڑتا ہے اور بسا اوقات تو اس کی شرمگاہ حاضرین کے سامنے کھل جاتی ہے اور عورتوں پر دَم کرنے کا معاملہ تو اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔

● **اس طریقۂ علاج پر میرے کچھ اعتراضات ہیں:**

● **اول:** بے شک جو صحیح سالم انسان ہو وہ ان مجلسوں میں حاضر ہونے سے شدید خوف و ہراس میں مبتلا ہوسکتا ہے تو وہ شخص جو وہم اور خیال بد کی بیماری میں مبتلا ہو تو وہ شیطانی تخیلات، نفسیاتی پریشانیوں اور خوف و ہراس کی سختی کا سامنا کیسے کرسکتا ہے؟!

اسی لیے ہم نے بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے کہ ان کی حالت خراب ہوگئی اور ان کی بیماری مزید بڑھ گئی۔ اور وہ ان مجلسوں میں حاضر ہونے کی وجہ سے حد درجہ نفسیاتی کمزوری کا شکار ہوگیے ہیں۔

● **دوم:** اکثر ان مجلسوں میں رازوں کو افشاء کیا جاتا ہے، پس جب مریض مرگی کی حالت میں ہوتا ہے تو وہ بہت سی ذاتی امور بالخصوص اپنی زندگی کے بارے میں بولتا ہے اور مصیبت اس وقت بڑھ جاتی ہے جب شیطان عورت کی زبان میں کہتا ہے کہ وہ اس سے محبت اور عشق کرتا ہے اور اس کے ساتھ ایسا ایسا کرتا ہے۔ یعنی ناجائز امور انجام دیتا ہے اور یہ تمام باتیں بھیڑ میں جمع لوگوں کے سامنے ہوتی ہیں تو عقلمندوں کی عقلیں کہاں چلی گئیں؟! (یعنی اے عقلمندو! عبرت حاصل کرو)

● **سوم:** نئی نئی ایجادات اور عمدہ قسم کے کیمروں والے موبائل کے عام ہونے کے بعد وہ کون سی چیز ہے جو اس بات کی ضمانت دے کہ اتنی بڑی تعداد میں موجود لوگوں میں سے کوئی بھی ان بڑی ہولنا کیوں کی تصویر کشی نہیں کرے گا جو مریضوں کو لاحق ہوتی ہیں۔ پھر وہ مختلف ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اسے نشر نہیں کرے گا، حالاں کہ بعض ملکوں میں اس طرح کے واقعات ہوچکے ہیں۔ عقلمند مسلمان غیروں سے نصیحت لیتا ہے۔

● **چہارم:** بہت سے بھولے بھالے مریض ان اجتماعی جھاڑ پھونک والی مجلسوں میں حاضر ہونے کے بعد دوسرے ان مریضوں کی تقلید کرنا شروع کردیتے ہیں جن کو شیاطین ان کے حرکات و کلمات میں دیوانہ اور خبطی بنا دیتے ہیں۔ اگرچہ ان مجلسوں میں بعض فوائد بھی ہیں لیکن ان مجالس کے

نقصانات فوائد سے کہیں زیادہ ہیں، جب کہ شرعاً مفاسد کو زائل کرنا مصالح کے حصول پر مقدم ہے۔

۱۳- بیماری کی تشخیص میں امانت کا فقدان:

اے میرے مسلم بھائی! آپ جان لیں کہ مریض کے حالات کی تشخیص کرنا ایک قسم کی امانت ہے، پس دَم کرنے والے کا یہ کہنا کہ فلاں کو جادو کر دیا گیا ہے اور فلاں کو نظرِ بد اور حسد لاحق ہو گئی ہے۔ تو ضروری ہے کہ اس کی بات علمِ رقیہ کے اصولوں پر مبنی ہو، اور اسے جھاڑ پھونک کا تجربہ ہو اور یہ بات بھی ملحوظِ خاطر رہے کہ عامل بیماری کی تشخیص میں جلد بازی سے کام نہ لے۔ پس اگر اسے اس کا علم نہ ہو تو کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ اور اس میں اس کے لیے کوئی عیب یا نقص کی بات نہیں ہے۔

بعض عاملین کے قبیح اور بُرے اعمال پر تنبیہ گزر چکی ہے کہ اگر عامل کے پاس کوئی مالدار مریض آ جائے تو فوراً یہ کہہ دیتا ہے کہ اس کو ایسے ایسے جادو اور جنات لاحق ہیں۔ اس سے مقصود مال و دولت بٹورنا ہوتا ہے، لیکن اگر اس کے پاس کوئی فقیر ومحتاج آدمی آ جائے گر چہ اس پر آسیب کا اثر واضح ہو اور جادو کا اثر اس میں نمایاں ہو (تب بھی) وہ اس سے بے رغبتی کرتا ہے اور اس سے اپنے آپ کو پھیر لیتا ہے۔ محض اس وجہ سے کہ اس سے کسی دنیاوی فائدے کے حصول کی امید نہیں ہوتی۔ حالانکہ اس بے چارے عامل کو معلوم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس جو کچھ ہے وہ بہتر ہے۔ اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے اور ہمیں ہمارے کمزوروں کی وجہ سے ہی نصرت وتائید اور روزی عنایت کی جاتی ہے۔

۱۴- مریض کو دہشت زدہ کرنا:

حالتِ مرض کی تشخیص کی بابت مریضوں کی دلی جذبات کے ساتھ حسنِ تعامل پر گفتگو گزر چکی ہے لہٰذا ہر وہ چیز جسے عامل جانتا ہو اسے مریض سے بتانا مناسب نہیں۔ اور بسا اوقات حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ عامل گفتگو کے دوران ان چیزوں کو چھپا لے جن کا سامنا مریض کرتا آ رہا ہے، پس مریض کے ساتھ جنات اور امورِ جادو کے لاحق ہونے کو بتانا بالکل ہی مناسب نہیں ہے۔ (لہٰذا میں) آپ کو بعض ایسے عاملین کے عمل سے روشناس کراتا ہوں جو مبالغہ کی حد تک مریض کو دہشت زدہ کر دیتے ہیں۔ مثلاً: ان کا یہ کہنا کہ: آپ پر

قبیلۂ جنات کا سایہ ہے، آپ پر جان لیوا کالا جادو کیا گیا ہے، آپ کو نظرِ بد لگی ہے، جو کہ مختلف امراض اور جنون کا باعث بنتی ہیں، پس یہ اور ان جیسی دیگر خوف دلانے والی باتیں مریض کو دہشت زدہ کرنے، ڈرانے اور اس کے مرض کو بڑھانے کا سبب بنتی ہیں۔ بسا اوقات اس کی وجہ سے نفسیاتی بیماری پیدا ہو جاتی ہے، جو جنات اور جادو کی بیماری سے کہیں زیادہ سخت اور خطرناک ہوتی ہے۔[1]

۱۵- جنات سے اس شخص کے بارے میں پوچھنا جس نے (مریض) پر جادو کیا ہے۔

جنات سے پوچھنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی ان باتوں کی تصدیق و تائید کرنا جو وہ بتائیں کیوں کہ ان کی خبروں کے بارے میں اصل یہ ہے کہ وہ جھوٹی ہوتی ہیں۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے شیطان کے بارے میں فرمایا کہ: ''اس نے آپ سے سچ کہا، حالاں کہ وہ بہت جھوٹا ہے''۔ [2]

پس جنوں سے پوچھنا ناحق لوگوں پر تہمت لگانے کا ایک ذریعہ ہے، اور گھر والوں اور رشتہ داروں کے درمیان عداوت و دشمنی کا سبب ہے، اور شیطان تو یہی چاہتا ہی ہے، پھر اس خبیث کو قاضی اور حکم کیسے بنایا جا سکتا ہے؟!

۱۶- عائن (نظر لگانے والے) کو خیال میں لانا:

- بعض عاملین دورانِ دَم (مریض سے) کہتے ہیں کہ تو اپنی دونوں آنکھوں کو بند کر، اور تجھے جس کی نظرِ بد لگی ہے اس کو اپنے ذہن میں لانے کی کوشش کر، پس اگر کسی خاص شخص کا خیال (تیرے ذہن میں) آئے تو وہی تجھے نظرِ بد لگانے کا متہم مانا جائے گا۔ مگر اس کے ساتھ حسنِ ظن رکھا جائے کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ وہ گمان بے محل ہو، یعنی وہ اس کے ظن کے مطابق نہ ہو۔
- حالانکہ اس طریقۂ علاج میں بہت سی خرابیاں ہیں، اور اس کا نقصان اس کی منفعت سے کہیں زیادہ ہے، پس خیال ایک ایسا وسیع اور کشادہ باب ہے جس کی کوئی انتہا نہیں ہوتی، بالخصوص اگر کسی کو جنات کا

---

[1] دیکھئے اسی کتاب کے (ص:۸۴-۸۹)

[2] صحیح بخاری (۳۲۷۵)

آسیب لاحق ہوتو شیاطین اسے بآسانی جھانسا دینے میں کامیاب ہوجاتے ہیں اور وہ اسے ایسے امور دکھاتے ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔یہی وجہ ہے کہ لوگوں کے درمیان عداوتیں اور دشمنیاں جنم لیتی ہیں کیوں کہ گھر والوں اور دوستوں کے درمیان جدائی اور پھوٹ ڈالنا شیاطین کے بڑے اعمال میں سے ایک بڑا عمل ہے۔

- جہاں تک ان کا کہنا کہ: ''حسن ظن'' رکھا جائے تو یہ (لوگوں کی) آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہے کیوں کہ جو شخص کافی سالوں سے مصیبت وآزمائش میں مبتلا ہوتو وہ یقیناً اس جزئی بات کی طرف التفات نہیں کرے گا اور اس کا سینہ محض اس کے تصور سے ہی بغض وکینہ اور حسد سے لبریز ہوجائے گا، چنانچہ اس طرح کے طریقۂ علاج سے گھر والوں اور رشتہ داروں کے درمیان بہت زیادہ افتراق وانتشار اور بغض و کینہ پیدا ہوگا۔

- **اس طریقۂ علاج سے قریب:**

۱۷- رشتہ داروں اور دوستوں کے ناموں کو کسی کاغذ پر لکھنا یا ہر اس نام کو بار بار دہرانا جو دل میں آئے۔پس اگر وہ کسی خاص نام کو لیتے لیتے تھک جائے یا مشقت میں پڑ جائے تو اسے ہی نظرِ بد لگانے والا سمجھا جائے گا۔

اور یہ شیطانوں کا کھیل، لوگوں کے درمیان دشمنیاں اور عداوتیں پیدا کرنا ہے۔لہٰذا توفیق یافتہ عامل، ایک دو حالتوں میں بعض طریقۂ علاج سے کچھ فائدہ حاصل ہونے کی وجہ سے دھوکہ نہ کھائے۔بعدِ ازاں اس کی بڑی خرابیوں کو بھلانے کی کوشش نہ کرے۔چونکہ بہت سی حالتوں میں شیطانوں کے خاص دخل ہوتے ہیں۔لہٰذا مفاسد سے بچنا حصولِ مصالح پر مقدم ہے۔

۱۸- جھاڑ پھونک میں جنات کو ہدایت دینے کی شرط لگانا اور ان آیتوں کی تلاوت نہ کرنا جن میں قتل اور آگ کا ذکر ہے۔

- بعض عاملین ایسا اس لیے کرتے ہیں کہ ان کے گمان اور خیال کے مطابق وہ جنات کو صحیح راستہ دکھانے کی نیت کے منافی ہے اور ان میں سے بعض عاملین تو آسیب زدہ لوگوں کو سورہ بقرہ پڑھنے سے روکتے

ہیں، اس بات کی حجت اور دلیل بنا کر کہ اس میں قتل کی آیتیں ہیں! اور وہ ان کو حجامہ کروانے سے بھی منع کرتے ہیں کیوں کہ حجامہ جنوں کے لیے باعث اذیت اور تکلیف کا سبب ہے۔ جو ان کے سیدھے راستہ کے منافی ہے۔

- حالاں کہ یہ ان عاملین کے ساتھ شیطانوں کا کھلواڑ ہے کیوں کہ قرآن کریم مومنوں کے لیے مکمل شفاء اور باعثِ رحمت ہے، شیطانوں کو مغلوب کرنے اور بھگانے والا ہے، دَم کرنے کا مقصد صرف حصولِ شفاء ہے، تاہم جنوں کو نصیحت کرنے اور انہیں اللہ کی یاد دلانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن اس باب میں ہدایتِ جنات کی نیت کی شرط لگانا بے بنیاد ہے کیوں کہ قرونِ مفضلہ کے علمائے کرام میں سے کسی نے بھی اس کی شرط نہیں لگائی ہے بلکہ ہمارے رسول ﷺ کی حدیث میں وارد ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اے اللہ کا دشمن! نکل جا، میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں[1] پس اس میں جنات کی ہدایت کی بات کہاں ہے؟ حالاں کہ آپ ﷺ ثقلین یعنی جن وانس کے لیے باعثِ رحمت بنا کر بھیجے گئے تھے؟

- پھر اگر جنات پر تکلیف کا اثر ہو جائے تو یہ ان کے حق میں حصولِ ہدایت کے مخالف نہیں ہے۔ چونکہ یہ شرعی حدود اور تعزیری سزا ہے اور ظالموں سے جہاد کرنا لوگوں اور حکومتوں کی ہدایت کا سبب بنا ہے۔

۱۹-(علاج کے وقت) جنات سے بیان لینے کی کوشش کرنا:

بعض ایسے عاملین آتے ہیں جو شرعی دَم کرنے کے بعد جنات سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ آؤ بات کرو، تمہارا نام کیا ہے؟ اور تم کیوں اس کے جسم میں داخل ہوئے ہو؟ اور تم کتنے لوگ ہو؟ (وغیرہ وغیرہ) اور کبھی وہ ان کا جواب دیتے ہوئے کہتا ہے کہ اے شیخ! میں حاضر ہوں اور میں فلاں ہوں۔ تو جواباً عامل کہتا ہے کہ میں تجھ سے نہیں بلکہ میں اس سے مخاطب ہوں جو تیرے اندر داخل ہے۔ آؤ بات کرو! (وغیرہ)

- بسا اوقات دَم کرتے وقت مریض بے ہوشی یا غیر شعوری کی کیفیت میں رہتا ہے اور اس وقت

---

[1] المستدرك للحاكم (۴۲۹۱) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے (۴۸۵)

اسے معلوم نہیں رہتا کہ یہ اس کا اپنا کلام ہے یا شیطانوں کا!

- اور بعض جھاڑ پھونک کرنے والے تو جنات کو قسم دلاتے ہیں کہ وہ بات کریں، اور کبھی وہ کچھ آیتوں کی تلاوت کرتے ہیں، مثلاً: اللہ تعالیٰ کا یہ قول: ﴿مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُونَ﴾ (الصافات:۹۲)

ترجمہ: تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم بات نہیں کرتے ہو؟ یہاں تک کہ جنات بولنا شروع کر دیں۔

- جنوں کو بات کرنے پر مجبور کرنا یہ عقل و نفس کو بہت زیادہ تھکا دیتا ہے اور یہ بہت سی خطرناک نفسیاتی بیماریوں کا سبب بن جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے شیطان مریض کی زبانی جب تب مجلسوں میں اور لوگوں کے سامنے بولنے لگتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے بعض حالتوں میں دیکھا ہے۔ نیز جنات سے بات کرنے کا مطالبہ کرنا علاج کے مقصد و مراد میں سے نہیں ہے کیوں کہ بہت سی حالتوں میں شیاطین ایک حرف بولے بغیر ہی پیٹھ پھیر کر بھاگ لیتے ہیں۔

- بعض جاہلوں کا خیال ہے کہ عامل کی طاقت، اس کے طویل تجربہ اور مشق کی یہ ایک دلیل ہے کہ شیطان بولنا شروع کر دیتا ہے۔ اور مریض پر حاضر ہو جاتا ہے۔

۲۰- بعض جھاڑ پھونک کرنے والوں کا یہ دعویٰ کرنا کہ انہوں نے جنات کو مار ڈالا ہے اور اسے جلا دیا ہے۔

- جھاڑ پھونک کا مقصد حصولِ شفاء ہے۔ رہی بات دَم کرتے وقت جنات کو قتل کرنا یا ان کو جلا دینا تو اس کا تحقق اور ثبوت کسی شرعی دلیل یا حسی امر کے بغیر ممکن نہیں، اور مریض جو تصور کرتا ہے اس پر کوئی صحیح دلیل نہیں ہے۔ پس خیال و تصور اور آسیب زدہ کے احساسات کا باب ایک کشادہ باب ہے، جس پر غیبی امور کی خبروں کے بارے میں اعتماد کرنا ممکن نہیں ہے۔

- شریعت اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے کلام میں ایسی کوئی بات موجود نہیں ہے، جس سے یہ معلوم ہو کہ انہوں نے بذاتِ خود شرعی جھاڑ پھونک کے ذریعہ جنات کو قتل کیا ہو یا جلا دیا ہو۔ پس مریض کے لیے صرف دعا کی جائے گی۔ اور ظالم و فاسق جنات کو جسم سے نکل جانے کا حکم دیا جائے گا۔ اور اگر وہ سرکشی کریں تو ان پر بددعا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور جنات کبھی مریض کے جسم میں مر بھی سکتا ہے

اور ہلاک بھی ہوسکتا ہے۔لیکن یقینی طور پر ہمارے لیے اس کا اثبات ممکن نہیں اور یہ ہم بالیقین نہیں کہہ سکتے۔ کیوں کہ وہ ہم سے پوشیدہ اور مخفی رہنے والی مخلوق ہیں۔اور ہمارے لیے بس مریض کی صحت یابی اور تندرستی کی نیت ہی کافی ہے اور ظالم وفاسق جنات کو بھگانے میں عظیم نیکی ہے۔

۲۱- (مریض) کے جسم پر دَم کے کلمات لکھنا۔

● اگر چہ بعض علمائے کرام نے اسے اختیار کیا ہے لیکن صحیح بات ان لوگوں کی ہے جنہوں نے اس سے روکا ہے، کیوں کہ یہ عمل قرآنی آیات کی توہین کا ذریعہ ہے اور یہ دوامور کی وجہ سے ہے:

● **اول**: تحریر کا کافی مدت تک مریض کے جسم پر باقی رہنا جو نیند کی حالت میں غیر شعوری طور پر قرآنی آیات پر لوٹ پوٹ ہونے کا ایک ذریعہ ہے۔اور یہ بھی ممکن ہے کہ غیر ارادی طور پر وہ قرآنی آیتوں پر انجانے میں بیٹھ جائے اور تحریر یا کتابت کی جگہوں میں پسینہ پہونچنے کا بھی امکان ہے۔

● **دوم**: ستر پوشی کی جگہوں میں یا قدموں کے نیچے قرآنی آیات لکھنا یہ حجت اور دلیل بناتے ہوئے کہ یہ بیماری اور جنات کے رہنے کی جگہ ہے۔جیسا کہ بعض بددین لوگ کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمارا حامی اور مددگار رہے۔

۲۲- جڑی بوٹیوں کے استعمال سے ناواقفیت اور بعض دست آور دواؤں کے استعمال میں مبالغہ کرنا۔

● بعض جھاڑ پھونک کرنے والے اپنے مریضوں کو تجربات کا میدان بناتے ہیں جب کہ وہ جڑی بوٹیوں سے علاج کے فن سے بالکل ہی ناواقف اور نابلد ہوتے ہیں۔

● جب بھی وہ کسی جڑی بوٹی کے بارے میں سنتے ہیں کہ وہ جسم سے جادو کے مادہ کو خارج کرنے میں قابلِ اعتماد ہے،تو وہ اسے فوراً استعمال کرنے لگتے ہیں،جس کے نتیجہ میں بہت سی مصیبتیں پیدا ہوئیں۔ اور بعض مریضوں کو ان جڑی بوٹیوں کے قوی اثرات کی وجہ سے معدہ اور صحت کو کافی نقصان بھی پہونچا ہے۔ کیوں کہ کچھ ایسے مریض ہوتے ہیں جنھیں کچھ طبّی وجوہات کی بناء پر کبھی کبھی انھیں مفید غذائیں بھی نقصان کرتی ہیں۔تو پھر اگر بعض دوائیں جو صحت مند لوگوں کو نقصان پہونچاتی ہیں یا ضرورت سے زیادہ استعمال

کرنے پر نقصان کرتی ہیں تو وہ انھیں کیوں کر نقصان نہیں پہونچا سکتی ہے۔یعنی ایسی صورت میں وہ ضرور نقصان پہونچائیں گی۔

● لہٰذا ان جیسے جھاڑ پھونک کرنے والوں پر نکیل کسنا اور ان کی گرفت کرنا بے حد ضروری ہے۔ چنانچہ حضرتِ عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے طریق سے مروی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے لوگوں کا ڈاکٹر بن کر علاج کیا جب کہ وہ علمِ طبّ سے ناواقف ہو تو وہ اس کا ذمہ دار ہے۔یعنی جس قدر اس نے مریض کو نقصان پہونچایا ہے اس قدر وہ ذمہ دار ہے۔[1]

● ابنِ عقیل رحمہ اللہ نے فرماتے ہیں کہ: جاہل اور لاعلم اطبّاء ہی دنیا کی سب سے بڑی بیماری ہیں۔[2]

۲۳- دَم کرتے وقت آواز خوب تیز بلند کرنا۔

● بعض جھاڑ پھونک کرنے والے اپنے منتر کو خوب زور زور سے پڑھتے ہیں اور بسا اوقات اسی طریقہ سے وہ آسیب زدہ کے کانوں میں بھی پڑھتے ہیں، جس سے مریض کے کان کے پردوں میں تکلیف اور درد ہوتا ہے۔اور اس سے لاعلمی کی بناء پر وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ تکلیف مریض کے سر پر جنات کے مسلط ہونے کی وجہ سے ہے۔حالاں کہ یہ ان کا وہم ہے اور ان کے دماغ کی پیداوار ہے۔اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمائے۔

● ان کا یہ کرتوت سنتِ نبوی کے خلاف ہے۔چنانچہ حضرتِ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر پر لشکر کشی کی یا یوں بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ خیبر کی طرف روانہ ہوئے تو راستے میں لوگ ایک وادی میں پہونچے تو بلند آواز سے تکبیر یعنی اللّٰه أكبر، اللّٰه أكبر، لا إله إلا اللّٰه (اللہ ہی سب سے بلند و برتر ہے، اللہ ہی سب سے بلند و برتر ہے، اللہ کے سوائے کوئی معبودِ برحق نہیں) کہنے لگے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی جانوں پر رحم کرو، بے شک تم کسی بہرے کو یا ایسی ذات کو نہیں پکار رہے ہو، جو تم سے دور ہے بلکہ تم جسے پکار رہے ہو وہ سب سے زیادہ سننے والا اور تم سے بہت زیادہ قریب ہے۔اور وہ اپنے علم اور احاطہ کے لحاظ سے تمہارے ساتھ ہے۔[3]

---

[1] سنن ابی داؤد (۴۵۸۶) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس حدیث کو حسن کہا ہے۔(۶۳۵)

[2] الآداب الشرعية لابن مفلح (۲/۴۵۲) [3] صحیح بخاری (۴۲۰۵)

۲۴-مریض کے راز واسرار کو ظاہر کرنا

● روحانی بیماری جیسے جادو، آسیب یا نظرِ بد کی بابت بالعموم مریض یہ پسند نہیں کرتا ہے کہ کوئی اس کی بیماری کو جانے، یا کوئی اس کی پریشانیوں کی حقیقت سے کوئی واقف ہو۔خصوصاً اگر بیماری کا تعلق اس کے اہل وعیال، اس کے خاندان اوراس کی خاص زندگی سے ہو، اورکبھی کبھاراس کے ساتھ پریشان کن معاملات پیش آجاتے ہیں جیسے مرگی اورجنون کالاحق ہوجانا۔لہذا توفیق یافتہ جھاڑ پھونک کرنے والے پرضروری ہے کہ:

☆ وہ امانت دارہو۔

☆ بھیدوں کا محافظ ہو۔

☆ عیوب کو چھپانے والا ہو۔

☆ اپنے مریضوں کے قابلِ ستر اعضائے جسم کو ظاہر کرنے والا نہ ہو۔

☆ اوران کے ناموں کو کسی کے سامنے بیان کرنے والا نہ ہو۔

● پس وہ جھاڑ پھونک کرنے والا اِسی بنیاد پر قابلِ اعتماد ہوگا۔جیسا کہ حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: اللہ کے رسول ﷺ نے بیان فرمایا کہ: مشیرِ کار قابلِ اعتماد ہوتا ہے۔ [1]

[1] سنن ابی داؤد (۵۱۲۸) اورعلامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔(۶۷۰۰)

دسویں فصل

تجویز کیا ہوا علاج کا پروگرام

تجویز کیا ہوا علاج کا پروگرام

● یہ پروگرام آسیب، جادو، نظرِ بد اور بغض وحسد کے علاج ومعالجہ کی تجویز پیش کرنے والا ہے۔ اور یہ کتاب کی تمام فصلوں اور بحثوں کا ماحصل اور خلاصہ ہے۔ لہذا حتی المقدور مریض کو اس پر دوام برتنے، اور اس کے طریقوں پر عمل کرنے کی نصیحت کی جاتی ہے، یہاں تک کہ بحکمِ الٰہی مکمل شفاء مل جائے اور اس مقولہ ''جو چیز مکمل حاصل نہ ہو تو کم از کم اس کی بڑی اور نمایاں چیز کا حصول ترک نہ کیا جائے'' کے مطابق عمل کرنے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔

● علاج سے متعلق پروگرام حسب ذیل ہے:

۱- اے مصائب وآلام میں مبتلاء بھائی! آپ اللہ تعالیٰ کی قضاء وقدر کی بابت تنگ دلی سے احتراز کریں (یعنی تقدیرِ الٰہی سے ہر حال میں راضی اور مطمئن رہیں) اور لوگوں سے شکوہ شکایت کرنے سے پرہیز کریں اور محتاط رہیں کیوں کہ یہ صبر وضبط کے منافی ہے، اور یہ شیطان کو خوش کرنے اور اس کی جانب سے دی جانے والی اذیت وتکلیف کو اور زیادہ کرنے کا باعث ہے۔

۲- آپ غصہ کرنے سے بچیں کیوں کہ یہ شیطان کے مسلط ہونے اور حالات کے مزید خراب ہونے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

۳- آپ لازماً اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کی پابندی کریں اور چھوٹے بڑے ہر قسم کے گناہوں کو چھوڑ دیں اور اللہ تعالیٰ سے صدق دل سے خالص توبہ کریں۔ پس جب بھی آپ اپنے رب کی چوکھٹ سے گہرا لگاؤ اور تعلق رکھیں گے اور اس سے قریب ہوں گے تو آفت ومصیبت کے بعد آرام وراحت زیادہ قریب ہوگی، اور بحکم الٰہی صحت یابی وتندرستی بہت جلد ملے گی، اور رہی بات گناہوں کی تو یہ اولاد آدم پر شیطانوں کے غلبہ پانے کے بہت بڑے دروازوں (ذرائع) میں سے ایک عظیم دروازہ ہے۔

۴- صبح وشام کے ذکر واذکار پڑھنے کی پابندی کریں خاص طور سے:

- سورہ اخلاص، سورہ فلق اور سورہ ناس کو صبح وشام تین تین بار پڑھا کریں۔
- اور آیۃ الکرسی صبح وشام ایک ایک بار پڑھیں۔
- اور یہ دعاء: لاَإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهُ لاَشَرِيكَ لَهُ ،لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لیے جملہ تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادرِ مطلق ہے۔

صبح سو بار اور شام سو بار پڑھیں۔ کیوں کہ یہ ہر مردود شیطان (کے شرور وفتن) سے بچاؤ کا ایک عظیم ذریعہ ہے۔

۵- اللہ تعالیٰ کے ذکر سے زبان کو تر رکھیں اور اس دعا کو کثرت سے پڑھا کریں:

سُبْحَانَ اللّٰهِ ،وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، وَلاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتا ہوں، اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہیں، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں، اور اللہ تعالیٰ سب سے بلند وبرتر ہے، اور نیکی کرنے کی طاقت اور گناہوں سے بچنے کی قوت صرف اللہ تعالیٰ کی توفیق ومدد سے ہی ممکن ہے۔

اسی طرح اپنے اکثر اوقات میں رسول اللہ ﷺ پر کثرت سے درودِ ابراہیمی پڑھا کریں۔

۶- جتنا ممکن ہو سکے آپ حتی المقدور باوضو رہنے کی کوشش کریں کیوں کہ یہ اپنے اندر بحکم الٰہی شیطانوں کی تکلیف کو دور کرنے اور حصولِ شفاء میں ایک نہایت ہی مفید اثر رکھتا ہے۔

۷- آپ ہر دن نہار منہ سات عدد عجوہ کھجور کھا لیا کریں کیوں کہ یہ شیطانوں کے ضرر اور جادو کے اثر سے شفاء اور بچاؤ کا ذریعہ ہے، پس اگر آپ عجوہ کھجور نہ پائیں تو دوسری قسم کی سات عدد کھجوریں کھا سکتے ہیں۔لیکن عجوہ کھجور زیادہ مفید ہے۔

۸- آپ ہر روز صبح کے وقت ایک چمچہ شہد کھا لیا کریں اور بہتر یہ ہے کہ آپ اسے کم از کم کھانا کھانے سے آدھا گھنٹہ پہلے یا بعد میں استعمال کریں اور افضل یہ ہے کہ شہد کو دَم کیے ہوئے پانی میں ملا لیا جائے، پھر اسے مریض کو پلایا جائے۔اور یہ آمیزش ان کے لیے مفید ہے جو شوگر کے مریض نہ ہوں۔

۹- آپ صبح کے ناشتہ میں گائے کا ایک گلاس تازہ دودھ لے سکتے ہیں۔چنانچہ ہمارے رسول ﷺ سے دودھ کے ذریعہ علاج کرنے کی بابت بہت سی احادیث مروی ہیں۔اور اس دودھ کو لینے میں کوئی حرج نہیں ہے جو دکانوں میں فروخت کیا جاتا ہے۔

۱۰- قسطِ ہندی کو چائے کے ایک چھوٹا چمچہ کے برابر دن میں تین بار استعمال کرنا، دوپہر کا کھانا کھانے سے پہلے، رات کا کھانا کھانے سے پہلے اور رات میں سونے سے پہلے۔یہ علاجِ نبوی ہے اور یہ خوشبودار لکڑی عطر فروشوں کے یہاں فروخت کی جاتی ہے، جو آسانی سے مل جائے گی۔

● **ایک تنبیہ**: حاملہ (حمل والی) اور مرضعہ (دودھ پلانے والی) عورتوں کو عودِ ہندی استعمال کرنے کا مشورہ نہ دیا جائے کیوں کہ بعض حالتوں میں وہ نقصان دہ ہوسکتا ہے۔

۱۱- پانی سے بھرا ہوا ایک بڑا سا طشت آپ لیں اور اس میں درج ذیل چیزیں مخلوط کریں: ایک گلاس پانی جس میں سورہ فاتحہ، آیۃ الکرسی، معوذات یعنی سورہ اخلاص، سورہ فلق اور سورہ ناس دَم کیا ہوا ہو، ایک مٹھی یا اس سے زیادہ سیندھا نمک، ایک گلاس گلاب کا پانی، مٹھی بھر پسے ہوئے بیری کے پتے (بیری کے پتوں کا سفوف) اور حسبِ ضرورت برف یہاں تک کہ مخلوط پانی تھوڑا سا ٹھنڈا ہو جائے۔پھر مریض اس سے غسل کرے، اور یہ عمل ٹھنڈی کے موسم میں نہ کرے۔اور نہ ہی جس کو ٹھنڈا پانی نقصان کرتا ہو، لہٰذا اس کے لیے کسی ماہر ڈاکٹر سے مشورہ لینا لازمی امر ہے۔

۱۲- سونے سے پہلے (مریض کے لیے) دَم کیا ہوا زیتون کے تیل سے مالش کرنا اور صبح میں کھجور کھانے کے بعد کھانے کے ایک چمچ کے برابر زیتون کے تیل کو پی لینا بھی مفید ہے۔

۱۳- کبھی کبھی (مریض کا) اپنے جسم کے مختلف جگہوں پر سیال سیاہ یا سفید مشک کا ملنا اور مالش کرنا زیادہ بہتر ہے۔ اور جو یہ سمجھتا ہو کہ سونے کے دوران اس کی جنسی شہوت پریشان کرے گی تو اسے یہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ بہنے والی سفید مشک سے اپنے اندرونی لباسوں کو معطر اور خوشبودار کر لے۔

۱۴- جس عورت کو اپنے رحم (Uterus) میں بیماری کے جڑ پکڑنے کا احساس ہو تو اسے یہ نصیحت کی جاتی ہے کہ وہ سونے سے قبل رحم (Uterus) کے اوپر مشک لگا لے۔

۱۵- قرآن کریم سے آپ اپنا تعلق قائم کریں اور بکثرت اس کی تلاوت کریں، آپ کے یومیہ وظیفہ کا ورد ایک پارہ سے کم نہ ہو۔ اور اگر اس سے زیادہ پڑھ سکتے ہیں تو بہتر ہے، اور پورا قرآنِ کریم باعثِ شفاء ہے۔ پس آپ اپنا جھاڑ پھونک قرآنِ کریم کی جس آیت اور سورہ سے کرنا چاہیں خود کر سکتے ہیں، اور آپ کی کوشش ہو کہ قرآنِ کریم کی تلاوت کے دوران اپنے اوپر پھونکتے رہیں جیسا کہ ہر صفحہ کے شروع میں یا سورہ کے ختم ہونے پر یا دَم کے آخر میں۔

۱۶- آپ اپنا ہاتھ اپنے جسم کے اس جگہ پر رکھیں جہاں پر آپ کو تکلیف اور درد ہے۔ پھر سورہ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور معوذات (سورہ اِخلاص، سورہ فلق اور سورہ ناس) پڑھ کر اپنی بیماری کی جگہ پر پھونکیں، یا اپنے دونوں ہاتھوں پر پھونک کر اپنے پورے جسم پر ہاتھ کو پھیر لیں۔ اور آپ یہ عمل اس طرح روزانہ کئی بار کریں۔

۱۷- آپ (تا دیر) شب بیداری سے گریز کریں اور باوضو سونے کی عادت ڈالیں، اور سونے کے وقت کے اذکار پڑھنے کی پابندی کریں۔ بالخصوص معوذات پڑھ کر جسم پر ہاتھ پھیر لیا کریں۔

● اس کا طریقہ یہ ہے کہ آپ اپنی دونوں ہتھیلیوں کو جمع کر لیں، پھر معوذات پڑھ کر ان میں پھونک ماریں۔ بعدِ ازاں حتی المقدور آپ اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے پورے جسم پر پھیر لیں اور آپ ایسا تین بار کریں۔

۱۸- اس بات کی پوری کوشش کریں کہ آپ کا کوئی بھی دن ایسا نہ گزرے جس میں آپ نے اللہ کے لیے صدقہ نہ کیا ہو، چاہے وہ ایک ہی درہم کیوں نہ ہو۔ ہمارے ملک میں بعض رفاہی ادارے ہیں، اور ان کے خاص نمبرات بھی ہیں جس کے ذریعہ آپ ٹیلی فون سے صدقہ کر سکتے ہیں۔ اگر چہ وہ معمولی ہی ہو۔

۱۹- آپ نہایت اصرار و عاجزی کے ساتھ اور گڑ گڑا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ آپ پر کیے گیے ہر قسم کے جادو کو ختم کر دے، اور آپ سے تمام طرح کی نظرِ بد، دلی بغض و کینہ اور حسد و کھوٹ کے اثر کو زائل کر دے، اور شیطانوں کے مکر و فریب اور ان کی اذیت سے آپ کو دور کر دے، خصوصاً قبولیتِ دعا کے اوقات میں اور سجدے کی حالت میں، اور رات کے آخری تہائی حصہ میں، علاوہ ازیں جو قبولیتِ دعا کے اوقات ہیں ان میں یقین کے ساتھ دعا کریں۔

۲۰- آپ روزانہ تقریباً آدھا گھنٹہ پیدل چلنے والی ورزش کریں کیوں کہ علاج و معالجہ میں بحکمِ الٰہی کسرت اور حرکت کی بڑی مفید تاثیر ہوتی ہے۔

۲۱- اس پروگرام کو شروع کرنے کے ایک ہفتہ بعد کسی ماہر حجام سے حجامہ کروائیں اور مہینہ میں ایک بار حجامہ کروانا بہتر ہے۔ یا ماہر حجام جو مناسب سمجھے اس کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔ ساتھ ہی ساتھ باقی علاج کے طریقوں کو بھی جاری رکھا جانا چاہیے۔

۲۲- علاج کے دوسرے ہفتہ میں آپ سنا مکی (یعنی مہندی کے مشابہ اور چوڑے دانے والا ایک حجازی پودا ہے اور یہ بہترین دست آور دوا ہے) کو استعمال کریں، (ہاں! کوئی حاملہ اور مرضعہ عورت ہو تو وہ اسے استعمال نہ کرے) اور بہتر یہ ہے کہ آپ اسے مہینہ میں تین بار استعمال کریں، اور باقی علاج کو بھی جاری رکھیں۔

● **ایک تنبیہ:** عورت عذرِ شرعی (جنابت، حیض اور نفاس) لاحق ہونے کے دوران علاج اور دَم کو موقوف نہیں کرے گی بلکہ اگر وہ قرآنِ کریم کی تلاوت کرنا چاہے تو دستانہ پہن کر اسے پکڑنا اس کے لیے جائز ہے۔ یا وہ موبائل کے ذریعہ سے پڑھے گی۔

والحمد للّٰہ رب العالمین

وصلى الله على نبينا محمّد وعلى آلہٖ وصحبہٖ أجمعين

کتبہ : جاسم حسین

غفراللّٰہ لہ ولوالدیہ

تم بحمد اللّٰہ

فہرست

مضامین	صفحہ
مقدمہ: فضیلۃ الشیخ دکتورعزیزبن فرحان العنزي/ حفظہ اللہ	1
مقدمہ: ازمؤلف	4
پہلی فصل: شرعی جھاڑ پھونک	9
پہلی بحث: رقیہ کی تعریف اور فرد وسماج کے لیے اس کی اہمیت وضرورت	10
دوسری بحث: جھاڑ پھونک کی شرطیں	25
تیسری بحث: جھاڑ پھونک کی مسنون صفتیں	45
چوتھی بحث: رقیہ کے سلسلہ میں اجتہاد کا حکم	54
دوسری فصل: اصول اور مہمات	65
پہلی بحث: رقیہ صرف چند افراد کے ساتھ خاص نہیں	66
دوسری بحث: رقیہ کرنے والے کی نیت	70
تیسری بحث: تم اللہ کو یاد رکھو وہ تمہاری حفاظت کرے گا	73
چوتھی بحث: نفسیاتی پہلو اور علاج میں اس کے اثرات	80
پانچویں بحث: شیطان کی تعظیم سے اجتناب	86
چھٹی بحث: صبر اور علاج میں اس کے اثرات	89
ساتویں بحث: بیماری کا مقابلہ اور اس سے بچاؤ	92
آٹھویں بحث: ہر نفع بخش چیز کا استعمال جائز نہیں	96

تیسری فصل: روحانی امراض کے علاج میں طبِ نبوی کے اثرات	99
پہلی بحث: طب ودوا کے معاملہ میں رسول اللہ ﷺ معصوم ہیں	100
دوسری بحث: کتاب وسنت میں واردشدہ دوائیں	102
تیسری بحث: جائزاورتجربات سے ثابت شدہ دوائیں	141
چوتھی فصل: نظرِ بد، جادواور آسیب کی نشانیاں	146
پہلی بحث: بیماری کی تشخیص کاتعلق علمِ طبّ سے ہے نہ کہ علمِ غیب سے	147
دوسری بحث: نظرِ بد کا شکار، جادوزدہ اور آسیبی شخص کی پہچان کا طریقہ	149
پانچویں فصل: جنوں کی دنیا	154
پہلی بحث: جنوں کے بارے میں ہمارا عقیدہ	157
دوسری بحث: مرگی اور آسیب کی حقیقت	174
تیسری بحث: مرگی اور آسیب کا علاج	180
چوتھی بحث: ان گھروں کا علاج جن میں جن وشیاطین سکونت پذیرہوں	185
پانچویں بحث: جنوں سے مدد مانگنےاوران سے سوال کرنے کا حکم	192
چھٹی فصل: نظرِ بد	210
پہلی بحث: نظرِ بد کا لگنا حق ہے	210
دوسری بحث: نظرِ بد کا علاج	213
ساتویں فصل: جادو	217
پہلی بحث: جادو کرنے کا گناہ	218
دوسری بحث: جادوگر کی نشانیاں	222
تیسری بحث: جادوزدہ شخص کا علاج اور جادوکو باطل اور ختم کرنے کا طریقہ	225
چوتھی بحث: جادوتلاشنے کے طریقے	234
پانچویں بحث: باربار جادو کا لگنا اوراس سے بچاؤ کا طریقہ	242

آٹھویں فصل: دورِ حاضر کا جادو	247
تمہید	248
پہلی بحث: ریکی سے علاج	249
دوسری بحث: تخلیۂ روح یا روح کا جسم سے نکلنا	268
تیسری بحث: ڈاؤزنگ یا پنڈولم	275
چوتھی بحث: تنویم مقناطیسی	285
پانچویں بحث: دستخط یا گرافولوجی سے شخصیت شناسی	301
چھٹی بحث: ذہنی مواصلات (احساسات وخیالات کی منتقلی)	305
نویں فصل: رقیہ میں اور رقیہ کرنے والوں کی چند غلطیاں اور مخالفتیں	308
دسویں فصل: تجویز کیا ہوا علاج کا پروگرام	328
فہرست	335